بانی ومہتمم: مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی: مجمع الفضائل والبرکات، مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت: قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

Reg.No: 5310 -2082/2083

ہفت روزہ

نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

eSewa

جلد نمبر ۱ VOL:(1)

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی
weeklynepalurdutimes@gamil.com

13 صفحات

25/جون 2026 مطابق 09/محرم الحرام 1448ھ / 11 گتے اساڑ 2083

شمارہ نمبر ۹۵ ISSUE (95)

ہم آئین اور جمہوریہ کی کامیابیوں کے تحفظ کے لیے پرعزم ہیں: روی لامچھانے

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
بھگت پور

راشٹریہ سوتنتر پارٹی کے چیئرمین روی لامچھانے نے کہا ہے کہ ان کی پارٹی نیپال کے آئین اور وفاقی جمہوریہ کی کامیابیوں کے تحفظ کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ آئین اور جمہوریہ پر کوئی سمجھوتہ ناقابل قبول ہے۔ بھکت پور میں پارٹی کے "آئین تحفظ ریلی" سے خطاب کرتے ہوئے لامچھانے نے کہا: ۲۰۰۶ کی عوامی تحریک، ۲۰۱۵ کا آئین، اور وفاقی جمہوریہ یہ نیپالی عوام کی ۲۰ سالہ جدوجہد کی علامت ہیں۔ ہم ان کامیابیوں کو کسی کی خواہش پر رول بیک نہیں ہونے دیں گے۔ لامیچھانے نے پارٹی کا موقف ۳ نکات میں واضح کیا: ۱. آئین کی بالادستی: * پارلیمنٹ، عدلیہ، حکومت۔ سب آئین کے تابع ہیں۔ کوئی ادارہ آئین سے اوپر نہیں۔ آئین میں ترمیم صرف عوامی رائے سے ہوگی، پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت سے نہیں۔ ۲. وفاقی جمہوریہ کا تحفظ: ۷ صوبے، ۷۵۳ مقامی حکومتیں یہ عوام کی خود مختاری ہیں۔ وفاق کو کمزور کرنے یا صوبوں کے اختیارات چھیننے کی ہر سازش ناکام بنائیں گے۔ ۳. جمہوری اقدار: اظہار رائے کی آزادی، پریس کی آزادی، احتجاج کا حق۔ یہ جمہوریت کی روح ہیں۔ ان پر قدغن لگانے والے کو راشٹریہ سوتنتر پارٹی روکے گی۔ انہوں نے کہا "آئین کوئی کاغذ کا ٹکڑا نہیں، یہ ۳ کروڑ نیپالیوں کا سماجی معاہدہ ہے۔ ہم اس کے محافظ ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا "اگر آئین پر حملہ ہوا تو راشٹریہ سوتنتر پارٹی سیسہ پلائی دیوار بنے گی۔ ہم سڑک سے پارلیمنٹ تک ہر جگہ لڑیں گے

خوراک میں ملاوٹ پائے جانے پر وزیر داخلہ نے ہوٹل پر (۳ لاکھ) جرمانہ کیا عائد

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
چتوان

آملیٹ میں مچھلی کی ہڈیاں ملنے کے واقعے پر وزیر داخلہ "سودھن گرونگ" نے تھامیل کے معروف "ماؤنٹین ویو ریسٹورنٹ" پر ۳ لاکھ روپے جرمانہ عائد کر دیا ہے۔ یہ کارروائی فوڈ سیفٹی قوانین پر عملدرآمد کے لیے حکومت کے سخت موقف کی عکاسی کرتی ہے۔ پیر کی صبح ۸ بجے گاہک "راجیش شرما" نے ناشتے میں آملیٹ آرڈر کیا۔ چند نوالے کے بعد ان کے منہ میں مچھلی کی ہڈیاں آگئیں جس سے گلے میں خراش آگئی۔ راجیش نے فوری طور پر ہوٹل انتظامیہ سے شکایت کی اور ضلعی فوڈ اسپیکشن سیل کو تحریری درخواست دی۔ شکایت ملتے ہی وزیر داخلہ سودھن گرونگ نے فوڈ ٹیکنالوجی لیب کی ٹیم کو موقع پر بھیجا۔ لیب رپورٹ میں ثابت ہوا کہ آملیٹ بنانے میں استعمال ہونے والے انڈوں کی چھان بین نہیں کی گئی اور کچن اسٹاف نے صفائی کے بنیادی اصول نظر انداز کیے۔ میڈیا سے گفتگو میں سودھن گرونگ نے کہا: عوام کی صحت سے کھلواڑ کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا۔ ہوٹل، ریسٹورنٹ اور کھانے پینے کی تمام جگہوں کے لیے یہ واضح پیغام ہے کہ معیار پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا۔ یہ تین لاکھ کا جرمانہ سب کے لیے تنبیہ ہے۔ ہوٹل مالک پرکاش تھاپا نے غفلت تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگی۔ انہوں نے کہا کہ کچن انچارج کو فوری تبدیل کر دیا گیا ہے اور آئندہ ہر ڈش کی ۳ بار چیکنگ ہوگی۔

حکومت قانون کی حکمرانی کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ نیپالی کانگریس

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

نیپالی کانگریس کے مرکزی رہنما نین سنگھ مہر نے موجودہ حکومت پر کڑی تنقید کرتے ہوئے الزام لگایا ہے کہ حکومت قانون کی حکمرانی کی دھجیاں اڑا رہی ہے اور جمہوری و آئینی نظام کا مذاق بنا رہی ہے۔ مہر کا کہنا ہے کہ موجودہ حکومت کے اقدامات قانون کی حکمرانی اور آئینی وقار کے منافی ہیں۔ انہوں نے جائیداد کی تحقیقات کے لیے بنائے گئے کمیشن کو جانبدارانہ قرار دیتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا کہ ریاست کی مشینری کو منصفانہ تحقیقات کے بجائے سیاسی مخالفین اور ناقدین کو نشانہ بنانے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ مجرموں کو چھپا کر صرف ایک فریق کو نشانہ بنانے سے گڈ گورننس قائم نہیں ہو سکتی۔ ریاست کی جانب سے قانون کی خلاف ورزی ملک کو سیاسی انتقام کی آگ میں دھکیل دے گی۔ نیپال ایسوسی ایشن آف فارن ایمپلائمنٹ ایجنسیز کے پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بیرون ملک پسینہ بہانے والے لاکھوں نیپالی مزدور ملک کی معیشت چلا رہے ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ حکومت معیشت کو سہارا دینے والے ان کاروباری افراد اور مزدوروں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے بجائے ان کی حوصلہ شکنی کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ نین سنگھ مہر نے حکومت پر پارلیمانی اجلاسوں سے بھاگنے اور آرڈیننس کے ذریعے ملک چلانے کا الزام لگایا، جو کہ پارلیمنٹ کی بالادستی کو کمزور کرنے کی کوشش ہے۔

غیر قانونی بستیوں کی صفائی میں نیپالی فوج کہیں متحرک نہیں ہوئی- وزیر خزانہ

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

کاٹھمانڈو: وزیر خزانہ ڈاکٹر سوارنم واگلے نیپال نے واضح کیا ہے کہ دارالحکومت اور دیگر شہروں میں غیر قانونی بستیوں کی صفائی کے دوران نیپالی فوج کو کسی بھی مقام پر متحرک نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ پورا آپریشن سول انتظامیہ نے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے مکمل کیا۔ وزیر خزانہ کے مطابق گزشتہ ہفتے کھٹمنڈو، لالت پور اور بھکت پور میں تجاوزات کے خلاف کارروائی کی گئی۔ اس دوران ضلعی انتظامیہ، میونسپل پولیس اور متعلقہ اداروں کی ٹیمیں میدان میں تھیں۔ فوج کو طلب کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہیں آئی کیونکہ صورتحال مکمل طور پرامن رہی۔ انہوں نے کہا "ہم نے عوام کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے متبادل رہائش کی پیشکش بھی کی تھی"۔ حکومت کا موقف ہے کہ غیر قانونی بستیاں دریاؤں کے کنارے اور سرکاری زمین پر بنی ہوئی تھیں جو سیلاب اور دیگر خطرات کا باعث بن رہی تھیں۔ صفائی کے عمل سے پہلے متاثرہ خاندانوں کو نوٹس دیے گئے اور ان کی بحالی کے لیے زمین الاٹ کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ وزیر خزانہ نے یقین دلایا کہ بے گھر ہونے والوں کو حکومتی اسکیموں کے تحت مکانات فراہم کیے جائیں گے۔ اپوزیشن نے فوج کی عدم شمولیت پر اطمینان کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ سول آپریشن سے ہی مسائل حل ہونے چاہیے۔ شہری سماج نے بھی حکومت کے پرامن طریقہ کار کو سراہا ہے۔ حکام کے مطابق اس آپریشن سے تقریباً ۸۰۰ خاندان متاثر ہوئے ہیں۔ حکومت نے انہیں عارضی رہائش اور روزانہ راشن کی سہولت دینے کا اعلان کیا ہے۔

حکومت بارڈر مینجمنٹ اور غیر ملکی روزگار کے مسائل کے حل کے لیے سرگرم ہے۔ وزیر خارجہ

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

وزیر خارجہ ششیر خانال نے پارلیمنٹ کو آگاہ کیا ہے کہ حکومت ملکی ترقی اور عوامی تحفظ کے لیے بارڈر مینجمنٹ (سرحدی انتظام)، غیر ملکی روزگار میں تارکین وطن کے مسائل کے حل اور اقتصادی سفارت کاری کو آگے بڑھانے کو اولین ترجیح دے رہی ہے۔ وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ حکومت ملک کی سرحدوں پر انتظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور بیرون ملک روزگار کے لیے جانے والے شہریوں کے مسائل کے حل کے لیے سنجیدہ اقدامات کر رہی ہے۔ وزیر خارجہ کے مطابق بارڈر انتظام کو مؤثر بنانے کے لیے سرحدی علاقوں میں سی ٹی وی کیمرے، بائیو میٹرک نظام اور ڈرون نگرانی متعارف کرائی جائے گی۔ سرحدی چوکیوں پر اضافی نفری تعینات کی جائے گی تاکہ سمگلنگ اور غیر قانونی نقل و حرکت پر مکمل روک لگائی جا سکے۔ انہوں نے کہا "بارڈر انتظام کا نظام بہتر ہوگا اور اس کے نتائج عوام جلد دیکھیں گے۔ بیرون ملک روزگار کے سلسلے میں وزیر خارجہ نے بتایا کہ خلیجی ممالک، ملائیشیا اور جنوبی کوریا جانے والے نیپالی مزدوروں کو درپیش مشکلات ختم کرنے کے لیے نئی لیبر پالیسی منظور کی گئی ہے۔ اس کے تحت لیبر پرمٹ کی رجسٹریشن آن لائن ہوگی، بھرتی کے اخراجات شفاف ہوں گے اور ایجنٹوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ شکایات کے فوری ازالے کے لیے ہر سفارتخانے میں ہیلپ ڈیسک قائم ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ نیپال کی جی ڈی پی میں اوورسیز نیپالیوں کی بھیجی گئی رقوم کا حصہ ۲۷ فیصد ہے۔ یہ رقوم ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ حکومت پردیسیوں کی عزت، تحفظ اور سہولت کو اپنی اولین ترجیح سمجھتی ہے

وزیر اعظم بالین شاہ پارلیمنٹ میں دفاعی بجٹ پر سوالات کا جواب نہیں دیں گے۔

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

وزیر اعظم "بالین شاہ" نے منگل کو پارلیمنٹ اجلاس سے قبل واضح کر دیا کہ وہ وزیر اعظم آفس اور وزارت دفاع کے بجٹ سے متعلق اراکین کے سوالات کا جواب نہیں دیں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ دونوں شعبوں سے متعلق تفصیلات حساس ہیں اور عوامی سطح پر ان پر بحث سے ملکی سلامتی متاثر ہو سکتی ہے۔ قومی اسمبلی کے اجلاس سے پہلے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے وزیر اعظم بالین شاہ نے کہا، "وزیر اعظم آفس کی سیکیورٹی، انٹیلیجنس کوآرڈینیشن اور وزارت دفاع کے کچھ ترقیاتی منصوبے ایسے ہیں جن کی تفصیل عوامی فورم پر دینا ملکی مفاد کے خلاف ہے۔ ہم شفافیت کے قائل ہیں، لیکن قومی سلامتی پہلی ترجیح ہے۔ حکومتی ذرائع کے مطابق ۲۰۲۶-۲۷ کے بجٹ میں وزارت دفاع کے لیے مختص ۸۵ ارب روپے میں سے تقریباً ۲۲ ارب روپے "خفیہ منصوبوں" اور اسلحہ کی جدید کاری کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح وزیر اعظم آفس کے ۲ء۴ ارب بجٹ میں سیکیورٹی اپگریڈیشن اور سائبر سیکیورٹی کا حصہ شامل ہے۔ وزارت خزانہ نے پہلے ہی ان شقوں کو "محرمانہ" قرار دے کر پارلیمنٹ کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی سے باہر رکھا ہے۔ اپوزیشن جماعتوں نے وزیر اعظم کے فیصلے کو "غیر جمہوری" قرار دے دیا۔ نیپالی کانگریس کے پارلیمانی لیڈر گگن تھاپا نے پارلیمنٹ کے باہر احتجاج کرتے ہوئے کہا، "بجٹ عوام کے ٹیکس کا پیسہ ہے۔ آئین کی شق ۱۱۰ کے تحت پارلیمنٹ کو ہر روپے کا حساب لینے کا اختیار ہے۔ وزیر اعظم کا سوالات سے انکار پارلیمانی روایات کی توہین ہے۔
دفاع کے وزیر مہیشور سنگھ نے کہا کہ وزارت دفاع کی پارلیمانی مستقل کمیٹی کو "ان-کیمرا" یعنی بند کمرے اجلاس میں مکمل بریفنگ دی جائے گی۔ وزیر اعظم آفس کے ترجمان راجیش ہمالی کے مطابق بجٹ کی مجموعی تفصیلات، ترقیاتی اہداف اور غیر حساس اخراجات کی مکمل رپورٹ پارلیمنٹ میں پیش کی جائے گی۔

وزراء کو سیکریٹری سطح کے مشیر اور ۹ رکنی ذاتی سیکریٹریٹ رکھنے کی اجازت۔

نیپال اردو ٹائمز محمد رضوان احمد مصباحی کاٹھمنڈو: نیپال حکومت نے وزراء کے لیے سیکریٹری سطح کے مشیروں اور بڑے ذاتی سیکریٹریٹ کی تقرری کا راستہ کھول دیا ہے، جس کے بعد حکومتی اخراجات میں اضافے اور بیوروکریسی پر عدم اعتماد کے خدشات سامنے آئے ہیں۔ وزراء کونسل کے فیصلے کے مطابق اب ہر وزیر ۳ سے ۵ تک خصوصی درجے (سیکریٹری کے مساوی) کے مشیر مقرر کر سکے گا، جبکہ اپنے ذاتی سیکریٹریٹ میں چیف پرائیویٹ سیکریٹری سمیت مجموعی طور پر ۹ افراد رکھ سکے گا۔ حکومت میں اس وقت ۱۷ وزارتیں موجود ہیں۔ نئے انتظام کے تحت تین بڑی وزارتیں—توانائی، بنیادی ڈھانچہ اور زراعت—پانچ پانچ مشیر رکھ سکیں گی، جبکہ دیگر ۱۴ وزارتوں کو تین تین مشیر مقرر کرنے کی اجازت ہوگی۔ اس طرح مجموعی طور پر ۵۷ مشیر اور ۱۵۳ سیکریٹریٹ ارکان کی تقرری ممکن ہوگی۔ وزیر کے ذاتی سیکریٹریٹ میں چیف پرائیویٹ سیکریٹری، پرائیویٹ سیکریٹری، رابطہ و نگرانی افسر، میڈیا و تعلقاتِ عامہ معاون، دیگر معاون عملہ، ڈرائیور اور دفتری معاون شامل ہوں گے۔ حکومت کا مؤقف ہے کہ وزارتوں کی کارکردگی کو مزید مؤثر، منظم اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ وزیر اعظم کے دفتر کے مطابق موجودہ کام کے دباؤ اور انتظامی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے مشیروں اور سیکریٹریٹ کی تعداد میں اضافہ ضروری سمجھا گیا۔ تاہم اس فیصلے پر مختلف حلقوں کی جانب سے تنقید بھی کی جا رہی ہے۔ سابق سیکریٹری گوپی ناتھ مینالے کا کہنا ہے کہ وزارت میں پہلے ہی سیکریٹری اور دیگر اعلیٰ افسران موجود ہوتے ہیں، جو وزیر کے سب سے بڑے مشیر ہوتے ہیں، اس لیے اضافی مشیروں اور بڑے ذاتی سیکریٹریٹ کی ضرورت سمجھ سے بالاتر ہے۔ ان کے مطابق ماضی میں بھی ایسے مشیر اور ذاتی سیکریٹریٹ زیادہ مؤثر ثابت نہیں ہوئے بلکہ بعض اوقات ان کی توجہ تبادلوں اور ٹھیکہ داری جیسے معاملات پر مرکوز رہی۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اس فیصلے سے مستقل سرکاری ملازمین کا مورال متاثر ہو سکتا ہے اور وزارتوں میں متوازی طاقت کے مراکز پیدا ہونے کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔ سرکاری ملازمین کے ایک حلقے کا بھی کہنا ہے کہ حکومت کو موجودہ انتظامی ڈھانچے پر اعتماد کرنا چاہیے، کیونکہ بار بار بیرونی مشیروں اور ذاتی عملے پر انحصار کرنے سے ادارہ جاتی نظام کمزور ہو سکتا ہے۔ سیاسی مبصرین کے مطابق یہ فیصلہ آنے والے دنوں میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان ایک اہم بحث کا موضوع بن سکتا ہے، خصوصاً ایسے وقت میں جب سرکاری اخراجات میں کمی اور انتظامی اصلاحات کی بات کی جا رہی ہے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

امریکہ اور ایران کے درمیان ہاٹ لائن کا وجود ہرمز کو کھولنے کے لئے ضروری: قطر

برن: (ایجنسیاں)۔ قطر کے وزیر اعظم شیخ محمد بن عبدالرحمن آل ثانی نے اس بات پر زور دیا کہ واشنگٹن اور تہران کے درمیان براہ راست مواصلاتی لائن قائم کرنا ضروری ہے تاکہ غیر منظم عناصر کو آبنائے کو دوبارہ کھولنے میں رکاوٹ ڈالنے سے روکا جاسکے۔ یہ بیان آبنائے ہرمز میں جہاز رانی کی جزوی بحالی کے بعد سامنے آیا ہے جو ایران اور امریکہ کے درمیان کچھ دن قبل مفاہمت کی یاد داشت پر دستخط اور فریقین کے درمیان مشترکہ ورکنگ کمیٹیوں کے ذریعے بات چیت جاری رہنے کے نتیجے میں ممکن ہوئی۔ شیخ محمد نے اسی دوران توقع ظاہر کی کہ ان کا ملک چند ہفتوں کے اندر قدرتی مائع گیس کی پیداوار کو معمول کے مطابق بحال کر لے گا۔ قطری وزیر اعظم نے برطانوی اخبار فائننشل ٹائمز کے ساتھ بات چیت میں وضاحت کی کہ وہ مواصلاتی لائن جس پر فریقین نے سوئٹزرلینڈ میں اپنی بات چیت کے دوران اتفاق کیا تھا، غلط معلومات کا مقابلہ کرنے اور اس اہم آبی گزرگاہ سے بارودی سرنگیں ہٹانے کے آپریشنز کے دوران رابطہ کاری کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ شیخ محمد نے یہ چیلنج بھی واضح کیا کہ کوئی بھی شخص جو صرف گڑبڑ کرنا چاہتا ہو، وہ بحری جہازوں کو انتباہ دینے کے لیے جہاز رانی کے مواصلات کا استعمال کر سکتا ہے۔

جیسا کہ کہا گیا ہے پیچھے ہٹ جاو———

ۂ، ہم فائر کریں گے، ہم ایرانی پاسداران انقلاب ہیں۔ انہوں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ یہ وہ چیز ہے جس کا ہمیں بعض اوقات سامنا کرنا پڑتا ہے، لہذا مواصلاتی لائن کا مقصد یہ یقینی بنانا ہے کہ کسی بھی جہاز کو ملنے والی دھمکی کی ایرانی فریق کی طرف سے تصدیق کی جائے اور اسے بحفاظت گزرنے دیا جائے۔ جب قطری وزیر اعظم سے ایران کے اندر تقسیم کے امکان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیشہ ایسے لوگ ہوں گے جنہیں معاہدہ پسند نہیں ہو گا اور دوسرے اسے سبوتاژ کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ کسی بھی تنازع میں اور کسی بھی فریق کے ساتھ ہوتا ہے۔ آبنائے کو دوبارہ کھولنا ۱۸ جون کو دستخط کی گئی مفاہمت کی یادداشت کا ایک بنیادی عنصر ہے اور اس بات چیت میں بھی جو امریکی اور ایرانی فریق کے درمیان ثالثوں کے ذریعے جاری رہے گی۔ اسی طرح عالمی توانائی کے بحران کو کم کرنے کے لیے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی کوششوں میں بھی۔ تہران نے پہلے ہی امریکہ کے ساتھ مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کے فوراً بعد پچھلے ہفتے ۶۰ دنوں کے لیے جہازوں پر فیس عائد کیے بغیر آبنائے ہرمز کو بتدریج کھول دیا... اور جنگ بندی میں توسیع کے پہلے ۳۰ دنوں کے دوران بارودی سرنگیں ہٹانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ واضح رہے کہ اس تزویراتی آبی گزرگاہ کا بند ہونا جو ۲۸ فروری کو ایک طرف ایران اور دوسری طرف امریکہ اور اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کے ساتھ ہوا تھا، اس کے نتیجے میں ۱۲۰۰ سے زائد کارگو جہاز پھنس گئے جن پر تقریباً ۱۲۵ ارب ڈالر مالیت کا سامان لدا ہوا تھا۔ یہ اعداد و شمار انشورنس کمپنی الیانز کی طرف سے بدھ کے روز جاری کیے گئے نئے ڈیٹا کے مطابق ہیں۔ جبکہ بین الاقوامی میری ٹائم آرگنائزیشن کے اعداد و شمار کے مطابق، جنگ کے دوران ۴۰ سے زائد جہازوں کو میزائل حملوں کا سامنا کرنا پڑا اور ۱۴ ملاح ہلاک ہوئے۔ یاد رہے کہ تنازع سے پہلے روزانہ تقریباً ۱۳۵ جہاز اس آبنائے سے گزرتے تھے، اس کے علاوہ عالمی تیل اور گیس کی سپلائی کا پانچواں حصہ یہاں سے گزرتا تھا۔ اس کے بند ہونے سے توانائی کی منڈیوں میں بڑے پیمانے پر بدانتظامی پیدا ہوئی اور تیل کی قیمتیں ۱۰۰ ڈالر فی بیرل سے تجاوز کر گئیں۔

شمالی کوریا کی بحریہ نے ۵۰۰۰ ٹن وزنی نیا جنگی جہاز شامل کیا: کم

نئی دہلی: (ایجنسیاں) شمالی کوریا نے ۵،۰۰۰ ٹن وزنی ایک جدید تباہ کن جنگی بحری جہاز (ڈسٹرائر) کو اپنی بحریہ میں شامل کر لیا ہے، اور ملک کے رہنما کم جونگ اُن نے اسے ملک کی بڑھتی ہوئی بحری اور جوہری صلاحیتوں کی علامت قرار دیا ہے۔ یہ معلومات سرکاری میڈیا کی ایک رپورٹ میں دی گئی ہیں۔ شمالی کوریا کی سرکاری خبر رساں ایجنسی کورین سینٹرل نیوز ایجنسی کے مطابق، کم جونگ اُن نے منگل کو مغربی بندرگاہ نامپو میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "چوئے ہیون" جیسے جنگی بحری جہاز اس بات کا ثبوت ہیں کہ ملک کی بحریہ کو جوہری صلاحیتوں سے لیس کرنے کا منصوبہ طے شدہ طریقے سے آگے بڑھ رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق تقریب کے بعد چوئے ہیون کو باضابطہ طور پر شمالی کوریا کی بحریہ میں شامل کر دیا گیا اور اسے ملک کے مغربی ساحلی علاقے کے دفاع کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اپریل ۲۰۲۵ میں اس جنگی جہاز کی پہلی بار نمائش کے بعد سے کم جونگ اُن اسے اپنی فوج کی عملی رسائی اور پیشگی حملے کی صلاحیتوں میں اضافے کی جانب ایک اہم قدم قرار دیتے رہے ہیں۔ کے سی این اے کے مطابق یہ جنگی بحری جہاز فضائی حملوں اور دشمن بحری جہازوں کے خلاف استعمال ہونے والے ہتھیاروں کے علاوہ جوہری صلاحیت رکھنے والے بیلسٹک اور کروز میزائلوں سمیت متعدد جدید نظاموں سے لیس ہے۔ شمالی کوریا اس کے علاوہ ۱۰ ہزار ٹن وزنی ایک اور بڑے ڈسٹرائر کی تیاری کا بھی منصوبہ رکھتا ہے۔ سال ۲۰۱۹ میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے ساتھ جوہری سفارت کاری کی کوششوں کی ناکامی کے بعد کم جونگ اُن نے اپنے جوہری ہتھیاروں کے ذخیرے میں تیزی سے اضافہ کیا ہے اور روس اور چین کے ساتھ تعلقات مزید مضبوط بنائے ہیں۔

ایران کے منجمد اثاثوں کو امریکی مصنوعات کی خریداری سے جوڑنے کی خبریں بے بنیاد: ایران

تہران (ایجنسیاں)۔ ایرانی وزارتِ خارجہ کے ترجمان اسماعیل بقائی نے منگل کے روز ان خبروں کی تردید کی ہے، جن میں کہا گیا تھا کہ ایران کے منجمد مالی اثاثوں کی رہائی کو امریکہ سے زرعی مصنوعات یا دیگر اشیاء کی خریداری سے مشروط کیا گیا ہے۔ ایرانی ٹیلی ویژن سے گفتگو کرتے ہوئے بقائی نے کہا کہ یہ دعوے کہ ایران کو اپنے منجمد فنڈز کے اجراء کے بدلے امریکی زرعی مصنوعات خریدنے کی پابندی قبول کرنا ہوگی، جھوٹے اور بے بنیاد ہیں۔ اس سے قبل ایران کے مرکزی بینک کے گورنر عبدالناصر ہمتی نے بھی امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے اس بیان کی تردید کی تھی، جس میں کہا گیا تھا کہ معاہدے کے تحت ایران کو حاصل ہونے والی رقم امریکی برآمدات پر خرچ کی جائے گی۔ ہمتی نے وضاحت کی کہ ابتدائی طور پر جاری کیے گئے ۱۲ ارب ڈالر بنیادی ضروریات اور ادویات کی خریداری کے لیے استعمال کیے جائیں گے۔ ان کے مطابق اس اقدام سے تہران کو اپنے دیگر مالی وسائل مختلف مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی گنجائش ملے گی۔ دوسری جانب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے منگل کو ایک بار پھر مو———

ۂ قف اختیار کیا کہ ایران کے منجمد اثاثوں سے جاری ہونے والی رقم صرف امریکہ سے زرعی مصنوعات اور ادویات خریدنے کے لیے استعمال کی جا سکے گی۔

ٹرمپ نے اپنے سوشل میڈیا پلیٹ فارم "ٹروتھ سوشل" پر لکھا کہ امریکی محکمہ خزانہ کی جانب سے جاری کی جانے والی رقم یا پابندیوں کے تحت حاصل ہونے والے فنڈز ایک ایسے امانتی اکاو———

ۂ نٹ (Escrow Account) میں جمع ہوں گے، جو امریکہ کے کنٹرول میں ہو گا ادویات خریدنے پر خرچ کی جاسکے گی، جن میں مکئی، گندم اور سویابین جیسی زرعی اجناس شامل ہیں۔ ٹرمپ نے اسی مو———

ۂ قف کا اظہار پیر کے روز بھی کیا تھا، جبکہ امریکی نائب صدر جے ڈی وینس نے بھی

ۂ قف کی تائید کی ہے۔ تاہم ایرانی حکام ان دعوو———

ۂ ں کو مسترد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ منجمد فنڈز کے استعمال پر ایسی کوئی شرط عائد نہیں کی گئی۔ یاد رہے کہ ۱۸ جون کو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور ایرانی صدر مسعود پزشکیان کے درمیان دستخط ہونے والی مفاہمتی یادداشت (مذکرہ تفاہم) کی ۱۴ شقوں میں سے ایک شق کے تحت ایران کو پابندیوں میں نرمی دینے اور بیرونِ ملک منجمد بعض ایرانی مالی اثاثوں کی رہائی کی منظوری دی گئی تھی۔ دوسری جانب امریکی وزارتِ خزانہ نے پیر کے روز اعلان کیا کہ ایران کے خام تیل اور اس سے متعلقہ مصنوعات کی پیداوار، فروخت اور ترسیل پر عائد بعض پابندیوں کو ۲۱ اگست تک عارضی طور پر معطل رکھا جائے گا، جبکہ دونوں ممالک کے درمیان مذاکرات کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ فیصلہ سوئٹزرلینڈ کے علاقے بورگن اسٹاک میں ہونے والے مذاکرات کے بعد سامنے آیا، جہاں قطر اور پاکستان کی ثالثی میں امریکی اور ایرانی حکام نے مفاہمتی یادداشت پر عمل درآمد کے طریق؟ کار پر بات چیت کی۔ مذاکرات کے دوران فریقین نے پابندیوں، منجمد اثاثوں، آبنائے ہرمز، ایرانی جوہری پروگرام اور لبنان سے متعلق تنازعات کے حل کے لیے مشترکہ ورکنگ گروپس قائم کرنے پر بھی اتفاق کیا، تاکہ ان معاملات میں پیش رفت اور اختلافات کے حل کو ممکن بنایا جاسکے۔

ایران کے خلاف کارروائیاں ختم کرنے کے حق میں امریکی سینیٹ کی ووٹنگ

واشنگٹن (ایجنسیاں)۔ امریکہ میں ریپبلکن اکثریت رکھنے والی سینیٹ نے منگل کے روز ایک بل کی حمایت کی جس کا مقصد ایران کے خلاف امریکی فوجی کارروائیوں کو روکنا ہے۔ یہ اقدام ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی انتظامیہ تہران کے ساتھ امن معاہدے کے لیے مذاکرات کر رہی ہے۔ یہ قرارداد جسے کانگریس نے ۴۸ کے مقابلے میں ۵۰ ووٹوں سے منظور کیا، کانگریسی قواعد کی وجہ سے صدر کو اس پر ویٹو پاور استعمال کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس مہینے کے اوائل میں ایوان نمائندگان میں اس متن پر بحث کے دوران، ڈونلڈ ٹرمپ نے اپوزیشن ڈیموکریٹس اور ان کا ساتھ دینے والے چار ریپبلکن اراکین کے ووٹ کو غیر حب الوطنی قرار دیا تھا۔ امریکی آئین کے مطابق جنگ کا اعلان صرف کانگریس کا اختیار ہے۔ اگرچہ قانون صدر کو کسی فوری خطرے کے جواب میں جنگی کارروائی شروع کرنے کی اجازت دیتا ہے، لیکن اس کے لیے ۶۰ دنوں کے اندر کانگریس کی منظوری حاصل کرنا لازمی ہے۔ تاہم ڈونلڈ ٹرمپ نے مئی کے اوائل میں اس مہلت سے تجاوز کیا اور جواز یہ پیش کیا کہ ۲۸ فروری کو امریکی اور اسرائیلی حملوں سے شروع ہونے والا تنازع جنگ بندی کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے۔ ڈیموکریٹس اس جواز کو مسترد کرتے ہیں اور امریکی افواج کی مسلسل میدانی شمولیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں، حالانکہ گذشتہ ہفتے دستخط شدہ مفاہمت کی یاد داشت کے تحت امریکی جنگی جہازوں نے ایرانی بندرگاہوں پر عائد ناکہ بندی ختم کر دی ہے۔ سینیٹ میں ڈیموکریٹک اقلیتی رہنما چک شومر نے ووٹنگ سے قبل کہا کہ امریکیوں نے ایران میں ٹرمپ کی تاریخی غلطی کی قیمت چکائی ہے اور انہیں یہ جنگ کبھی شروع نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اس کے برعکس سینیٹ کی خارجہ امور کمیٹی کے چیئرمین ریپبلکن سینیٹر جم ریش نے ساتھیوں پر زور دیا کہ وہ اس قرارداد کے خلاف ووٹ دیں۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر یہ قرارداد منظور ہوئی تو ایرانی مذاکرات سے نکل جائیں گے، اس لیے سفارت کاری کو کام کرنے دیا جائے۔ یہ قرارداد ٹرمپ کو ایران کے ساتھ کسی بھی جنگی کارروائی سے امریکی افواج کو نکالنے کا پابند بناتی ہے، لیکن یہ ووٹ علامتی رہنے کا امکان ہے۔ ۱۹۷۳ کے وار پاورز ایکٹ کے تحت ایسی قرارداد دستخط کے لیے وائٹ ہاو———

ۂ س نہیں بھیجی جاتی، تاہم وائٹ ہاو———

ۂ س اس بل کو غیر آئینی اور غیر پابند قرار دیتا ہے۔ قانونی ماہرین کے مطابق یہ معاملہ قانونی تنازع کا باعث ہے اور اس کا فیصلہ عدالتوں میں ہونے کا امکان ہے۔ بروکنگز انسٹی ٹیوشن کے سینئر فیلو اسکاٹ اینڈرسن کا کہنا ہے کہ انتظامیہ آئینی وجوہات کی بنا پر اس قرارداد کو نظر انداز کرے گی اور یہ واضح نہیں ہے کہ اسے نافذ کرانے کے لیے مقدمہ دائر کرنے کا حق کس کے پاس ہے

امریکہ ایران ایم او یو سے "مثبت سگنل": چین

بیجنگ: (ایجنسیاں) چین کی وزارتِ خارجہ نے واشنگٹن اور تہران کے درمیان حالیہ سفارتی پیش رفت کا خیر مقدم کرتے ہوئے عبوری معاہدے پر امید کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی اسلامی جمہوریہ ایران کی بنیادی قومی مفادات کے تحفظ کی کوششوں کی اپنی مستقل حمایت کا اعادہ بھی کیا ہے۔ چینی دارالحکومت بیجنگ میں ایک پریس بریفنگ کے دوران وزارتِ خارجہ کے ترجمان گو جیاکون نے کہا کہ امریکہ اور ایران کے درمیان حال ہی میں دستخط شدہ مفاہمتی یادداشتوں نے عالمی برادری کو ایک "مثبت اشارہ" دیا ہے۔ ترجمان نے زور دیا کہ اس معاہدے کو تمام متعلقہ فریقین مشترکہ طور پر محفوظ بنائیں اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں تاکہ طویل مدتی استحکام قائم رہ سکے۔ مغربی ایشیا کے حوالے سے بیجنگ کے سفارتی مؤقف کا اعادہ کرتے ہوئے گو جیاکون نے کہا کہ چین ہمیشہ منصفانہ مؤقف اختیار کرتا ہے، امن کے لیے سازگار تمام کوششوں کی حمایت کرتا ہے اور ایران کی خودمختاری، سلامتی، علاقائی سالمیت اور قومی وقار کے دفاع میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ چین ایران اور خلیجی ممالک سمیت خطے کے دیگر ممالک کے درمیان تعلقات بہتر بنانے کی بھی حمایت کرتا ہے۔ بیجنگ کے یہ بیانات ۱۴ جون کو ہونے والی ایک اہم پیش رفت کے بعد سامنے آئے ہیں، جب ایران اور امریکہ نے ۱۴ نکاتی فریم ورک کا اعلان کیا تھا، جس کا مقصد کشیدگی کا خاتمہ اور باقی ماندہ تنازعات کو سفارتی ذرائع اور مذاکرات کے ذریعے حل کرنا ہے۔ "اسلام آباد انڈرسٹینڈنگ" کے نام سے موسوم یہ مفاہمتی یادداشت ایرانی صدر مسعود پزشکیان اور امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے ڈیجیٹل دستخطوں کے بعد ۱۸ جون سے باضابطہ طور پر نافذ العمل ہو گئی۔ دوسری جانب، اس نئے فریم ورک کے تحت اپنی قومی خودمختاری کے حوالے سے ایران کے مؤقف کو واضح کرتے ہوئے صدر پزشکیان نے منگل کو کہا کہ ملک کا میزائل پروگرام اس معاہدے کے دائرۂ کار سے مکمل طور پر باہر ہے۔ پاکستان کے سرکاری دورے کے دوران اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے واشنگٹن کے ساتھ طے پانے والے ۱۴ نکاتی معاہدے اور ایران کی دفاعی صلاحیتوں کے درمیان کسی بھی تعلق کو سختی سے مسترد کر دیا۔ ایرانی سرکاری نشریاتی ادارے آئی آر آئی بی کے مطابق صدر پزشکیان نے کہا، "ہمارے میزائل پروگرام پر کوئی بات مفاہمتی یادداشت میں شامل نہیں ہے اور نہ ہی کبھی شامل ہوگی۔ انہوں نے دفاعی میزائل پروگرام کو ایران کی دفاعی حکمتِ عملی کا اہم ستون قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر ملک کے پاس یہ دفاعی صلاحیت موجود نہ ہوتی تو اسرائیل اور امریکہ ایران کو شدید نقصان پہنچا سکتے تھے۔ پاکستانی قیادت کے ساتھ علاقائی صورتحال اور دوطرفہ تعلقات پر اعلیٰ سطحی مذاکرات کے دوران دیا گیا یہ بیان حالیہ سوئٹزرلینڈ مذاکرات کے بعد سامنے آیا ہے، جن کا مقصد خطے میں کشیدگی کا خاتمہ تھا۔ تہران کا یہ سخت مؤقف امریکہ کی جانب سے گزشتہ ہفتے جاری کی گئی مفاہمتی یادداشت کے متن سے بھی مطابقت رکھتا ہے۔ سی این این کے مطابق امریکی انتظامیہ کے ایک سینئر عہدیدار نے ۱۴ نکاتی دستاویز کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس میں بنیادی طور پر آبنائے ہرمز کو دوبارہ کھولنے، تہران پر بعض مالی پابندیوں میں نرمی اور ایران کے جوہری پروگرام پر آئندہ تکنیکی مذاکرات کے خدوخال شامل ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ جاری کردہ متن میں ایران کے میزائل ڈھانچے یا اس کے وسیع دفاعی نظام پر کسی قسم کی پابندی کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ اس دستاویز میں ہتھیاروں سے متعلق صرف ایک واضح شق شامل ہے، جس کے تحت تہران نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ وہ "جوہری ہتھیار حاصل نہیں کرے گا اور نہ ہی تیار کرے گا"۔ مبصرین کے مطابق یہ امر واشنگٹن کے سفارتی مؤقف میں ایک نمایاں تبدیلی کی عکاسی کرتا ہے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اس سے قبل ایران کی میزائل صلاحیتوں کو محدود کرنے کو فوجی کارروائیوں کی ایک بڑی وجہ قرار دیتے رہے تھے، تاہم مذاکرات کے دوران ان کا مؤقف نرم پڑ گیا۔ گزشتہ ہفتے فرانس میں منعقدہ جی-۷ سربراہی اجلاس کے موقع پر ٹرمپ نے کہا تھا کہ میزائل مسئلہ نہیں ہیں

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +9779701714929, +977 9817619786, +9779821442810

محنت سے دوری کے باعث ملک ہمیشہ غربت کا شکار رہا: ہرکاراج رائے

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

کاٹھمانڈو لیبر کلچر پارٹی کے چیئرمین اور سماجی رہنما ہرکاراج رائے نے کہا ہے کہ محنت سے دوری اور مزدور کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کی سوچ ہی ملک کی دیرپا غربت کی بنیادی وجہ ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ جب تک قوم محنت کو عزت نہیں دے گی، بیرونی امداد اور قرضوں سے ترقی ممکن نہیں۔ کاٹھمانڈو میں پارٹی کے مرکزی دفتر میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے ہرکاراج رائے نے کہا: "ہم نے صدیوں سے کسان، مزدور، کاریگر اور دستکار کو کمتر سمجھا۔ جس معاشرے میں جسمانی محنت شرم کی بات بن جائے، وہاں غربت کے سوا کچھ نہیں بچتا۔ یہی سوچ ہمیں ہمیشہ غربت کا شکار رکھے ہوئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیپال کے پاس ہمالیہ، زرخیز زمین، دریا اور ۶۵ فیصد نوجوان آبادی کی صورت میں خدا داد وسائل موجود ہیں۔ "جاپان اور جرمنی جنگ میں تباہ ہو کر صرف محنت کی طاقت سے دنیا کی صف اول کی معیشتیں بن گئیں۔ ہمارا مسئلہ وسائل نہیں، رویہ ہے۔ ہرکاراج رائے نے پارٹی کے ۴ نکاتی ایجنڈے کا اعلان کیا: ۱. محنت کی عزت: اسکول سے یونیورسٹی تک نصاب میں "ہنر اور محنت" کو لازمی مضمون بنایا جائے۔ ۲. مزدور کی عظمت: مزدور کارڈ جاری کر کے سماجی تحفظ، ہیلتھ انشورنس اور پنشن کا نظام نافذ کیا جائے۔ ۳. مقامی پیداوار: "ایک گاؤں، ایک پروڈکٹ" کے تحت ہر علاقے کی پیداوار کو برانڈ بنا کر مارکیٹ دی جائے۔ ۴. نوجوانوں کی تربیت: ہر ضلع میں تکنیکی تربیتی مراکز قائم کر کے نوجوانوں کو ہنرمند بنایا جائے تاکہ وہ نوکری مانگنے کے بجائے نوکری دیں۔ لیبر کلچر پارٹی نے حکومت سے ۳ فوری مطالبات کیے: اگلے بجٹ میں تکنیکی تعلیم اور زرعی ورکشاپ کے لیے بجٹ دوگنا کیا جائے۔ درآمدی ٹیکس بڑھا کر مقامی صنعت کو تحفظ دیا جائے تاکہ "میڈ ان نیپال" فروغ پائے۔ سرکاری نوکری کے انٹرویو میں ڈگری کے ساتھ ہنر سرٹیفکیٹ کو لازمی قرار دیا جائے۔

حکومت غریب، کسان اور پسماندہ طبقات کے خلاف کام کر رہی ہے: پرچنڈ

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

ماؤوادی مرکز کے چیئرمین اور سابق وزیراعظم پشپ کمل دہال "پرچنڈ" نے موجودہ حکومت کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حکومت غریبوں کے خلاف ہے اور کسانوں کے خلاف ہے۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ حکومت کی تمام پالیسیاں امیر نواز ہیں اور غریب طبقے کو مزید پس کر رہی ہیں۔ پرچنڈ نے کہا: "ہم نے عوامی جنگ اس لیے لڑی تھی کہ غریب کا راج قائم ہو، کسان کو عزت ملے۔ لیکن آج کی حکومت نے غریب کا نوالہ چھین لیا اور کسان کی زمین بیچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ پرچنڈ نے حکومت پر درج ذیل الزامات لگائے: رواں مالی سال کے بجٹ میں کھاد، بیج اور زرعی بجلی کی سبسڈی میں ۶۰ فیصد کمی کر دی گئی۔ کھاد کی بوری ۱۲۰۰ روپے سے بڑھ کر ۲۴۰۰ روپے کی ہو گئی۔ کسان فصل لگانے سے پہلے ہی مقروض ہو رہا ہے۔ چاول، دال، تیل، دوا اور تعلیمی کتابوں سمیت ۴۰ سے زیادہ اشیاء پر ٹیکس بڑھا دیا گیا۔ غریب کا چولہا ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ سرکاری بھرتیاں مکمل بند۔ نجی شعبے میں اجرت منجمد۔ بیرون ملک جانے والے نوجوانوں سے اضافی ٹیکس وصولی۔ بڑے صنعتکاروں، ٹھیکیداروں اور بینکوں کے اربوں روپے کے ٹیکس معاف، لیکن چھوٹے کسان اور مزدور سے پائی پائی وصول کی جا رہی ہے۔ پرچنڈ نے کہا "حکومت کہتی ہے ترقی ہو رہی ہے۔ کس کی ترقی؟ ۵ فیصد امیروں کی ترقی؟ ۹۵ فیصد غریب اور کسان تو بھوک سے مر رہے ہیں۔ پرچنڈ نے ترائی سے پہاڑ تک کسانوں کے مسائل گنوائے: سرکاری ڈپو خالی ہیں۔ بلیک مارکیٹ میں کھاد ۳ گنا قیمت پر بک رہی ہے۔ کسان کی پیداوار دلال آدھی قیمت پر خرید لیتا ہے۔ حکومت نے "کسان منڈی" کا وعدہ کیا تھا، وہ آج تک کاغذ پر ہے۔ بینکوں اور ساہوکاروں کا قرض اتنا بڑھ گیا کہ ہر تیسرا کسان زمین بیچ کر قرض اتار رہا ہے۔ پچھلے سال ۲۰۰ سے زیادہ کسانوں نے خودکشی کی

سابق وزیر خزانہ بشنو پوڈیل منی لانڈرنگ کے الزام میں گرفتار

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

کاٹھمانڈو وزیر اعظم کے پی شرما اولی کی سابقہ حکومت میں سابق وزیر خزانہ وشنو پاڈیل کو پیر کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کی گرفتاری کے بعد ان کے خلاف مزید تفتیش تیز کر دی- اثاثہ پیور یفیکیشن ڈپارٹمنٹ کے مطابق، وشنو پاڈیل کو ان کے اسٹاک ٹریڈنگ اور ان کی دولت کے مشتبہ ذرائع کی تحقیقات کے لئے گرفتار کیا گیا تھا۔ پوڈیل اپنی پارٹی یو ایم ایل کے ایک پروگرام میں شرکت کے لیے سرکھیت پہنچے تھے۔ انہیں فی الحال ضلعی پولیس دفتر میں رکھا گیا ہے۔ انہیں مناسب فضائی یا روڈ ٹرانسپورٹ کے ذریعے کاٹھمانڈو لانے کی تیاریاں جاری ہیں۔ ان کی گرفتاری سے قبل محکمہ اثاثہ کلیئرنس نے کاٹھمنڈو میں ان کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارا۔ پولیس نے چھاپے کے دوران کچھ اہم دستاویزات بھی قبضے میں لے لیں۔

تمام کرپشن فائلیں کھولیں، کانگریس رہنماؤں کو نہیں بچائیں گے۔ گگن تھاپا

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

نیپالی کانگریس کے صدر گگن تھاپا کا یہ بیان نیپال میں بدعنوانی (کرپشن) کے خلاف مہم اور سیاسی اصلاحات کے حوالے سے ان کے اصولی موقف کو ظاہر کرتا ہے۔ گگن تھاپا نے کھل کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ملک میں سنہ ۱۹۹۰ (BS۲۰۴۶) کے بعد سے ہونے والے تمام بڑے کرپشن اسکینڈلز اور بدعنوانی کی فائلیں دوبارہ کھولی جائیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ اس احتسابی عمل میں وہ اپنی ہی پارٹی (نیپالی کانگریس) کے لیڈروں یا عہدیداروں کو بچانے کی کوئی کوشش نہیں کریں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ قانون سب کے لیے برابر ہونا چاہیے، خواہ وہ کتنا ہی بااثر سیاستدان کیوں نہ ہو۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ اگر کرپشن کے ان اسکینڈلز میں ان کے اپنے خاندان کا کوئی فرد بھی ملوث پایا گیا تو اسے بھی قانون کے کٹہرے میں لایا جائے گا اور کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔ نیپال کے سیاسی منظر نامے میں مختلف جماعتوں پر اسکینڈلز دبانے کے الزامات لگتے رہے ہیں۔ گگن تھاپا کا یہ سخت موقف نیپالی کانگریس کو ایک شفاف اور بدعنوانی سے پاک جماعت کے طور پر پیش کرنے اور عوام کا گرتا ہوا سیاسی اعتماد بحال کرنے کی ایک کوشش ہے۔

ادے پور: اسکول بس کے حادثے میں اہلاک، ۳۰ زخمی

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
ادے پور

نیپال کے ضلع اودے پور میں پیش آنے والے ایک المناک بس حادثے میں ایک شخص ہلاک اور ۳۰ دیگر زخمی ہو گئے ہیں۔ یہ حادثہ ۲۰ جون ۲۰۲۶ء بروز ہفتہ صبح کے وقت پیش آیا۔ یہ حادثہ ادے پور گڑھی رورل میونسپلٹی-۰۷ کے علاقے جوگی ٹول میں سڑک پر پیش آیا۔ بس کی معلومات: حادثے کا شکار ہونے والی بس (نمبر BA 2 Kha 6438) مہوتری سے سنساری کی طرف جا رہی تھی۔ بس میں 'دیپ ایجوکیشن بورڈنگ اسکول' کا عملہ اور دیگر افراد سوار تھے۔ پولیس کی ابتدائی تحقیقات کے مطابق بس تیز رفتاری کے باعث بے قابو ہو کر حادثے کا شکار ہوئی۔ حادثے میں مہوتری کے رہنے والے بملیش دت شدید زخمی ہوئے اور دورانِ علاج اسپتال میں دم توڑ گئے۔ ۲ افراد کی حالت تشویشناک ہے جنہیں علاج کے لیے نیورو اسپتال براٹ نگر منتقل کیا گیا ہے۔ معمولی زخمی: دیگر ۲۸ زخمیوں کا علاج اودے پور کے مقامی ضلع اسپتال میں جاری ہے۔ مقامی پولیس کی جانب سے واقعے کی مزید تفتیش کی جا رہی ہے۔

ایمالے کا موقف: "بشنو پاؤڈیل کو ذلیل کرنے کی نیت سے گرفتار کیا گیا"

نیپال اردو ٹائمز
محمد رضوان احمد مصباحی

کاٹھمنڈو: Communist Party of Nepal (UML) (ایمالے) نے اپنی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ پارٹی کے نائب صدر Bishnu Poudel کی گرفتاری سیاسی انتقام اور تضحیک کے مقصد سے کی گئی۔ منگل کو پارٹی ہیڈ کوارٹر چیاسل میں منعقدہ پارلیمانی اجلاس کے بعد چیف وہپ Ain Bahadur Mahara نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پاؤڈیل کی گرفتاری غیر منصفانہ، غیر عدالتی اور قانون کی حکمرانی کے اصولوں کے خلاف ہے۔ گرفتاری کا طریقہ کار "توہین آمیز تھا" مہرا کے

مطابق پاؤڈیل ریاستی اداروں کے رابطے میں تھے اور ان کی سکیورٹی کے لیے سرکاری اہلکار (PSO) بھی موجود تھا۔ حکومت کو معلوم تھا کہ وہ خود کٹھمنڈو آنے والے تھے، اس کے باوجود انہیں سرکھیت سے گرفتار کر کے راتوں رات عوامی ٹرانسپورٹ کے ذریعے دارالحکومت منتقل کیا گیا۔ انہوں نے کہا: "یہ کارروائی قانونی ضرورت کے تحت نہیں بلکہ انہیں اذیت پہنچانے اور عوامی سطح پر بدنام کرنے کی نیت سے کی گئی۔" ایمالے پارلیمانی پارٹی نے اجلاس میں متفقہ طور پر پاؤڈیل کی گرفتاری کی مذمت کرتے ہوئے ان کی بلاشرط فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔ پارٹی کا کہنا ہے کہ ایک سابق نائب وزیر اعظم اور وزیر خزانہ کے ساتھ اختیار کیا گیا رویہ قانون کی حکمرانی اور جمہوری اقدار کے منافی ہے۔ اجلاس سے پارٹی کے چیئرمین اور سابق وزیر اعظم K. P. Sharma Oli نے بھی خطاب کیا۔ تاہم خبر کے مطابق ان کی تقریر کی تفصیلات جاری نہیں کی گئیں۔ یاد رہے کہ بشنو پاؤڈیل کو متنازع کاروباری شخصیت دیپک بھٹ کو مبینہ مالی و کاروباری فوائد پہنچانے کے الزام میں جاری منی لانڈرنگ تحقیقات کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا تھا۔ خصوصی عدالت پہلے ہی انہیں سات دن تک حراست میں رکھ کر تحقیقات جاری رکھنے کی اجازت دے چکی ہے۔ ایمالے اس کارروائی کو سیاسی انتقام قرار دے رہی ہے، جبکہ تحقیقاتی ادارے اسے قانونی کارروائی کا حصہ بتا رہے ہیں۔ اس معاملے نے نیپال کی سیاست میں نئی بحث چھیڑ دی ہے اور آنے والے دنوں میں اس کے مزید سیاسی اثرات سامنے آنے کا امکان ہے

سابق وزیر خزانہ پوڈیل کی گرفتاری سیاسی انتقام ہے، حکومت کے خلاف سڑکوں پر احتجاج کریں گے: شنکر پوکھرل

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

شنکر پوکھرل نے سی پی این-یو ایم ایل کے سینئر رہنما اور سابق وزیر خزانہ بشنو پوڈیل کی گرفتاری کو "کھلا سیاسی انتقام" قرار دیتے ہوئے حکومت کو ۲۷ گھنٹے کا الٹی میٹم دے دیا۔ کاٹھمانڈو پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے پوکھرل نے کہا: "بشنو پوڈیل ۴ بار وزیر خزانہ رہے۔ ملک کی معیشت سنبھالی۔ آج انہیں رات کے اندھیرے میں گرفتار کر لیا گیا۔ یہ قانون نہیں، انتقام ہے۔ سابق وزیر خزانہ بشنو پوڈیل کا ریکارڈ ا. سیاسی قد: سی پی این-یو ایم ایل کے نائب صدر، پارلیمنٹ میں ۷ بار رکن۔ ۱۹۹۷ سے اب تک ۴ بار وزیر خزانہ۔ پوکھرل نے کہا "ایسے لیڈر کو بغیر ثبوت، بغیر وارنٹ گرفتار کرنا نیپال کی سیاست کی توہین ہے۔ پولیس کے مطابق بشنو پوڈیل کو بدھ رات ۱۱:۳۰ بجے بھکت پور کے گھر سے "سرکاری راز فاش کرنے" اور "قومی سلامتی کو خطرہ" کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ الزام ہے کہ انہوں نے پارلیمنٹ کی بند دروازے میٹنگ کی تفصیل لیک کی۔ سابق وزیر کو گرفتار کرنے سے پہلے اسپیکر کی اجازت لازمی ہے۔ وہ نہیں لی گئی۔ پارلیمنٹ کی توہین ہوئی۔ حکومت اپنی ناکامی چھپانے کے لیے اپوزیشن کے بڑے قد کو جیل بھیج رہے ہیں۔ ۲۷ گھنٹے میں بشنو پوڈیل کو رہا کرو۔ ورنہ تمام جمہوری قوتوں کے ساتھ کاٹھمانڈو بند کر دیں گے۔

یو ایم ایل کا سابق وزیر خزانہ پوڈیل کی گرفتاری کے خلاف ملک گیر احتجاج اور بائیکاٹ کا اعلان

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

کاٹھمانڈو سابق وزیرِ خزانہ اور کمیونسٹ پارٹی آف نیپال کے نائب چیئرمین بشنو پرساد پوڈیل (بشنو پاڈیل) کو منی لانڈرنگ کے الزامات میں گرفتار کر لیا گیا ہے، جس کے بعد ملک کی سیاسی صورتحال کشیدہ ہو گئی ہے۔ یہ کارروائی نیپال کے موجودہ وزیرِ اعظم بالیندر شاہ کی حکومت کی جانب سے بدعنوانی کے خلاف جاری وسیع کریک ڈاؤن کا حصہ ہے۔ بشنو پوڈیل کو پیر (۲۲ جون ۲۰۲۶) کی رات مغربی نیپال کے ضلع سورکھیت کے ایک ہوٹل سے اس وقت حراست میں لیا گیا جب وہ پارٹی کی تنظیمِ نو کی ایک تقریب میں شریک تھے۔ ان پر مشتبہ اثاثے بنانے، اسٹاک ٹریڈنگ (حصص کی مشتبہ خرید و فرخت) اور ایک متنازع کاروباری شخصیت دیپک بھٹا کو فائدہ پہنچانے کے لیے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے کے الزامات ہیں۔ سابق وزیرِ اعظم کے پی شرما اولی کی قیادت میں قائم اہم اپوزیشن جماعت سی پی این یو ایم ایل نے اس گرفتاری کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اسے 'سیاسی انتقام' اور 'امتیازی سلوک' قرار دیا ہے۔ پارٹی قیادت کا کہنا ہے کہ حکومت سیاسی مقاصد کے لیے اپوزیشن رہنماؤں کو نشانہ بنا رہی ہے۔ پارٹی نے اس کارروائی کے خلاف شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کے اس 'آمرانہ رویے' کے خلاف ملک گیر احتجاج کا عندیہ دیا ہے، جبکہ دوسری طرف قانون کی پاسداری اور ہر قسم کی جانچ کے لیے تیار رہنے کا عزم بھی ظاہر کیا ہے۔

کاٹھمانڈو عدالت نے روی لامیچھانے کو منی لانڈرنگ الزامات سے بری کر دیا

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

کاٹھمانڈو ضلعی عدالت نے سابق نائب وزیراعظم اور راشٹریہ سوتنتر پارٹی کے چیئرمین روی لامیچھانے کو منظم جرائم اور منی لانڈرنگ کے تمام الزامات سے بری کر دیا ہے۔ جج منیش شریواستو کی سنگل بنچ نے جمعہ کو ۱۵۶ صفحات پر مشتمل فیصلہ سناتے ہوئے کہا: "استغاثہ نے جو دستاویزات اور گواہ پیش کیے، وہ الزامات ثابت کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔ شک کا فائدہ ملزم کو دیا جاتا ہے۔ لہٰذا روی لامیچھانے کو تمام الزامات سے بری کیا جاتا ہے۔ عدالت نے کہا کہ منی لانڈرنگ کے لیے ضروری "جرم کی آمدنی" اور "جان بوجھ کر چھپانے" کا عنصر ثابت نہیں ہو سکا۔ بینک ٹرانزیکشنز قانونی کاروبار کی تھیں۔ منظم جرائم" کے تحت لگایا گیا الزام اس لیے خارج کر دیا گیا کیونکہ استغاثہ یہ ثابت نہ کر سکا کہ لامیچھانے کسی "مجرمانہ گروہ" کا حصہ تھے۔ جج نے کہا "فوجداری مقدمے میں شک کی گنجائش نہیں ہوتی۔ جب تک جرم ۱۰۰ فیصد ثابت نہ ہو، ملزم بے قصور ہے۔ حکومت کی طرف سے لگائے گئے الزامات یہ تھے: الزام تھا کہ لامیچھانے نے گورکھا میڈیا نیٹ ورک کے ذریعے غیر قانونی رقم کو قانونی شکل دی۔ مبینہ رقم ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے تھی۔ الزام تھا کہ انہوں نے ایک "مجرمانہ نیٹ ورک" کے ساتھ مل کر سرکاری املاک کا غلط استعمال کیا۔ تفتیش کے دوران مکمل تعاون نہ کرنے کا الزام بھی شامل تھا۔ روی لامیچھانے نے کہا "یہ میری ذاتی جیت نہیں، قانون کی حکمرانی اور انصاف کی جیت ہے۔ اب میں پہلے سے زیادہ طاقت سے ملک اور عوام کی خدمت کروں گ

نیپال ای پاسپورٹ خریداری میں ۱۰ ارب روپے کی کرپشن، ڈی جی پاسپورٹ سمیت ۱۸ افراد پر مقدمہ

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

نیپال کے محکمہ پاسپورٹ کے ڈائریکٹر جنرل تیرتھ راج آریال سمیت ۱۸ افراد کے خلاف الیکٹرانک پاسپورٹ (ای پاسپورٹ) کی چھپائی اور خریداری کے ٹھیکے میں ۱۰ ارب ۱۳ کروڑ نیپالی روپے (تقریباً ۱۰.۱۳ بلین) کی خطیر رقم کی بدعنوانی کا مقدمہ نیپال کی خصوصی عدالت میں دائر کر دیا گیا ہے۔ نیپال کی انسداد کرپشن کی آئینی باڈی، کمیشن فار دی انویسٹی گیشن آف ابیوز آف اتھارٹی نے پیر ۲۲ جون ۲۰۲۶ کو یہ باقاعدہ مقدمہ دائر کیا۔ مقدمے میں محکمہ پاسپورٹ کے ڈائریکٹر جنرل تیرتھ راج آریال کے علاوہ شعبہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ڈائریکٹر سنیل کمار کے سی، دیگر سرکاری حکام، پاسپورٹ چھاپنے کا ٹھیکہ حاصل کرنے والی دو جرمن کمپنیوں اور ۴ غیر ملکی مالکان اور ۲ نیپالی نمائندوں کو نامزد کیا گیا ہے۔ ملزمان پر الزام ہے کہ انہوں نے باہمی ملی بھگت سے پبلک پروکیورمنٹ قوانین کی خلاف ورزی کی۔ انہوں نے ٹینڈر کے عمل اور تکنیکی و مالیاتی تشخیص کے معیار میں بدنیتی کے تحت ہیر پھیر کی تاکہ ٹھیکہ مبینہ طور پر نااہل اور من پسند کمپنیوں کو دیا جا سکے۔ چارج شیٹ کے مطابق، ٹینڈر کی شرط کے برعکس روزانہ ۶ ہزار پاسپورٹ چھاپنے والی مطلوبہ صلاحیت کی جگہ جان بوجھ کر آدھی صلاحیت کے پرنٹرز لائے جا رہے تھے تاکہ سرکاری خزانے کو نقصان پہنچا کر غیر قانونی فوائد حاصل کیے جا سکیں۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

بھیرہواں میں 'ذکرِ شہدائے کربلا کانفرنس' انتہائی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر

فلسفۂ کربلا ظلم کے خلاف ڈٹ جانے کا نام ہے، علمائے کرام کا کانفرنس سے خطاب

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

بھیرہواں (مولانا اکبر علی): نیپال کے سرحدی شہر بھیرہواں کے 'دربار بینکوئٹ' میں اہل سنت و جماعت انجمن اسلامیہ کمیٹی (وارڈ نمبر ٦) کے زیرِ اہتمام منعقدہ عظیم الشان "ذکرِ شہدائے کربلا کانفرنس" تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں نیپال اور ہندوستان سے آئے جید علمائے کرام نے معرکۂ کربلا کی تاریخی اور ایمانی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

یہ پروگرام حضرت علامہ الحاج صوفی محمد صدیق خان فیضی (شیر نیپال) کی زیرِ سرپرستی اور حضرت علامہ مولانا فیض اللہ اشرفی خطیب و امام جامع مسجد رحمانیہ کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ نظامت کے فرائض حضرت مولانا شفاعت اللہ خان نے انجام دیے۔

کانفرنس کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے حضرت مولانا اکبر علی قادری صاحب نے قرآنِ پاک کی تلاوت سے محفل کو منور کیا، جس کے فوراً بعد مدرسہ عربیہ سعید العلوم کے طالب علم محمد شاداب رضا نے امامِ عالی مقام کی شان میں دل نشین انداز میں منقبت پیش کر کے سماں باندھ دیا۔

کانفرنس کے خطیبِ خصوصی مایہ ناز عالمِ دین حضرت مولانا حافظ و قاری شمیم اختر اشرفی صاحب (مہاراج گنج، یوپی) نے اپنے روح پرور خطاب میں کہا کہ "کربلا صرف ایک تاریخی واقعہ نہیں بلکہ حق و باطل کا وہ معرکہ ہے جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کو ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کا حوصلہ دیتا ہے"۔

ممتاز عالمِ دین حضرت مولانا غیاث الدین احمد عارف مصباحی صاحب نے اپنے مخصوص عالمانہ انداز میں خطاب کیا اور حاضرین کو شہدائے کربلا کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی۔ ان کے علاوہ خطیبِ اہلسنت حضرت مولانا محمود احمد فیضی اور خطیبِ ذیشان حضرت مولانا محمد عمر نظامی نے بھی موضوع کی مناسبت سے فکر انگیز بیانات دیے۔

بلبلِ باغِ مدینہ حضرت مولانا قسمت علی نوری (بلرام پور، انڈیا) نے جب اپنے مخصوص لحن میں شہدائے کربلا کی بارگاہ میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا، تو پورا مجمع اشکبار ہو گیا اور فضا لبیک یا حسین کے نعروں سے گونج اٹھی۔

انجمن اسلامیہ کمیٹی کی جانب سے زائرین اور مہمانوں کے لیے بعد نمازِ مغرب تا عشاء "لنگرِ حسینی" (کھانے) کا وسیع اور منظم انتظام کیا گیا تھا۔

کانفرنس کے آخری مراحل میں انجمن اسلامیہ کمیٹی کے صدر جناب محمد اشتیاق احمد صاحب اور سچیو (سیکریٹری) جناب محمد افضل صاحب نے کانفرنس میں تشریف لانے والے تمام علمائے کرام، شعرائے عظام، مہمانوں اور کثیر تعداد میں موجود شرکائے کانفرنس کا دل کی گہرائیوں سے

شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے دن رات محنت کرنے والے تمام رضاکاروں کی خدمات کو بھی سراہا۔ کانفرنس کا اختتام ملک میں امن، سلامتی، اور باہمی بھائی چارے کی رقت آمیز دعاؤں کے ساتھ ہوا۔

حضرت امام حسین کی قربانی ہمیں ظلم کے آگے سر نہ جھکانے کا درس دیتی ہے

یوم عاشورہ پر سابق ممبر اسمبلی عبد الکلام کی تعزیہ جلوس امن کے ساتھ نکالنے کی اپیل

مہنداول، سنت کبیر نگر (اخلاق احمد نظامی)

ضلع سنت کبیر نگر کی مہنداول حلقہ اسمبلی سے لگاتار تین بار نمائندگی کرنے والے سابق ایم ایل اے و پارٹی کے موجودہ ضلع صدر عبد الکلام نے آج محرم الحرام کے پیش نظر نکلنے والے علم اور تعزیہ جلوس کو لیکر ریاستی حکومت کی جانب سے جاری گائیڈ لائن سے محبان اہلبیت و مسلمانوں کو روشناس کرایا سابق ممبر اسمبلی عبد الکلام آج بدھ کو اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ حلقہ کے مہنداول، تنہواں، گلرہا، فردہا، لوہرسن، بلہر کلاں، مہندوپار، دھرم سنگھوا سمیت درجنوں مواضعات کا دورہ کیا اور گے گلرہا امام چوک کے متولی مقبول احمد انصاری سمیت دیگر امام چوک کے متولیوں اور مسلمانوں سے ملاقات کر کے تعزیہ کو صرف بارہ فٹ تک رکھنے کی اپیل کی اور جذبات کو قابو میں رکھ کر حکومت و انتظامیہ کے ذریعہ جاری کی گئی گائیڈ لائن پر سختی عمل کرنے کی تلقین کی اور کہا ہماری اور سب کی ذمہ داری ہے ہم حکومت و انتظامیہ کے ذریعہ جاری کی گئی گائیڈ لائن پر عمل کر کے تعزیہ جلوس کو پر امن نکالنے میں انتظامیہ کی مدد کریں انہوں نوجوانوں کو متنبہ کیا کہ اس بار تعزیہ جلوس کی فوٹو گرافی ہو گی اور امن و امان کے دشمنوں کی شناخت کر کے ان کے خلاف کارروائی کا قوی امکان ہے لہذا آپ لوگ حسینی کردار میں رہ کر جلوس کو پر امن کامیاب بنائیں مسٹر کلام نے کہا کہ سماج وادی پارٹی اور اس کے قائدین کی جانب سے ہمیشہ سے یہ پیغام دیا جاتا رہا ہے کہ یوم عاشورہ کا تہوار، جو کہ نواسہ رسول حضرت امام حسین کی لازوال قربانی کی یاد میں منایا جاتا ہے، انتہائی عقیدت، احترام اور پرامن ماحول میں منایا جائے۔ سماج وادی پارٹی کے رہنما اور پارٹی صدر اکھلیش یادو دیگر تہواروں کی طرح محرم کے مقدس ایام میں بھی عوام سے امن، بھائی چارے، اور ہم آہنگی برقرار رکھنے کی اپیل کرتے ہیں۔ اس موقع پر ان کے بیانات کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ نفرت کا خاتمہ ہو عوام کے درمیان محبت اور اتحاد کو فروغ دیا جائے۔ یوم عاشورہ پر نکلنے والے جلوس اور مجالس اپنے مذہبی روایات کے مطابق بغیر کسی کشیدگی کے پُرامن طور پر انجام پائیں۔ مسٹر کلام نے کہا کہ امام حسین کی قربانی ہمیں حق اور سچائی پر ڈٹے رہنے اور ظلم کے آگے سر نہ جھکانے کا درس دیتی ہے، جس پر سماج وادی پارٹی عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتی ہے۔ اس تناظر میں پارٹی قیادت تمام مسلمانوں سے یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوم عاشورہ کو اتحادِ امت اور امن کی علامت بنا کر پیش کریں۔ مسٹر کلام کے ساتھ ستیندر پانڈے، محمد حامد انصاری کے علاوہ کثیر تعداد میں پارٹی کے کارکنان اور لیڈران موجود تھے

معرکہ کربلا یزید کی مطلق العنانی اور حدودِ اسلامی سے سرتابی کا نتیجہ۔ آل رسول مولانا سید قیامی حسن فردوسی

سبحانی کمیٹی گلرہا کے زیر اہتمام ذکر شہدائے کربلا کا انعقاد

مہنداول، سنت کبیر نگر (اخلاق احمد نظامی)

اسلامی سال کے پہلے ماہ محرم الحرام کی پہلی تاریخ جب آتی ہے تو محبان اہلبیت کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں ساتھ ہی نواسہ رسولؐ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء کی یاد میں محافل کا انعقاد ملک کے ہر چھوٹے بڑے گاؤں اور شہروں میں ہونے لگتا ہے تاحال مہنداول، سعی بڑہرا، امرڈوبھا، منہدوپار اور لوہرسن بازار سمیت تحصیل حلقہ مہنداول کے مسلم اکثریتی گاؤں گلرہا، میں ذکر شہدائے کربلا کا سلسلہ جاری ہے بدھ کی شب سبحانی کمیٹی گلرہا کے زیر اہتمام سبحانی جامع مسجد کے متصل منعقد ذکر شہدائے کربلا کو خطاب کرتے ہوئے خانقاہ مخدومیہ سبحانیہ فردوسیہ چشتیہ بلہری شریف کے چشم و چراغ آل رسول مولانا سید قیامی حسن فردوسی نے کہا کہ حضرت امام حسین اور ان کے مقدس ساتھیوں کی شہادت کا دن ہر سال ہجری تقویم کے اول ماہ کی دسویں تاریخ کو آتا ہے تو اس تاریخ ساز واقعہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور ہر محب اہل بیت کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں

آل رسول سید مخدومی نے کہا کہ شہادت امام حسینؓ میں سب سے بڑا سبق یہ پوشیدہ ہے کہ ظلم کے آگے سر نہ جھکایا جائے اور انسان اپنی خودداری اور شرف کو ظالم کے قدموں میں روندنے کے لئے نہ ڈال دے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ غیر ضروری طور پر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالا جائے اور خونریزی سے تحفظ کی کوئی باعزت راہ ہو تو اسے تلاش نہ کیا جائے قتل و غارت گری، فتنہ و فساد اور ظلم و تشدد اسلام میں انتہائی ناپسندیدہ عمل ہیں، اسلام کا مطلب ہی امن و سلامتی ہے کرۂ ارض پر آباد تمام انسان یہاں تک کہ چرند پرند، حیوان اور چیونٹیوں تک کو اسلام میں امان و پناہ ہے ہرے بھرے درختوں کی حفاظت، ماحولیات کے رکھ رکھاؤ اور انسانوں پر عائد انسانوں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم ہے، لیکن اگر ظالم کسی طرح نہ مانے اور اس کی سرکشی حد سے سوا ہو جائے تو پھر اسلام ظلم کے خلاف اٹھنے اور

آل رسول مولانا سید قیامی حسن فردوسی خطاب فرماتے ہوئے

مقابلہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو حق مغلوب اور باطل غالب آجائے گا پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کا اسوہ اسی جانب ہماری رہبری کرتا ہے جسے نواسہ رسول نے اپنے لئے مشعلِ راہ بنایا۔

آل رسول سید فردوسی نے کہا کہ واقعہ کربلا کو حق و باطل کے درمیان معرکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسی جنگ تھی جو اسلام کی "شورائی جمہوریت" کے تحفظ کے لئے ملوکیت یا ڈکٹیٹر شپ کے خلاف لڑی گئی اس جمہوریت میں مسلمانوں کے خلیفہ یا امیر کا انتخاب عام لوگوں کے مشورے سے کیا جاتا

ہے جس کا جانشینی یا وراثت سے کوئی تعلق نہیں، نہ اس بات کی گنجائش ہے کہ کوئی بزعم خود یا طاقت کے

زور پر خلیفہ اور امیر بن جائے اس نظام نے آج سے چودہ سو برس پہلے سماجی اونچ نیچ اور ادنیٰ و اعلیٰ کے امتیاز کو مٹا دیا تھا، جرم و سزا میں کسی کے ساتھ تفریق نہیں تھی، غلطی خواہ امیر کرے یا کسی غریب سے سرزد ہو، شریعت کی نظر میں دونوں کی حیثیت مساوی ہے، اس اسلامی جمہوریت کے طفیل میں نسلی امتیازات اور قبائلی غرور کا خاتمہ ہوا، ایک دوسرے کے دشمن ہمدرد بن گئے، ان کی تمام تر پسماندگی ترقی میں بدل گئی، اونٹوں کی ریوڑ لے کر ریگستانوں کی خاک چھاننے والے

مسلمانوں، ملکوں اور قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرنے لگے اس جمہوریت کی بنیاد سب سے پہلے اسلام نے رکھی جسے یزید نے ڈھانے کی کوشش کی۔

آل رسول سید فردوسی نے کہا کہ اسلام میں فاسق و فاجر یزید کے ذریعہ یہ پہلی بدعت تھی کہ "جمہوریت کی جگہ ملوکیت" لے رہی تھی۔

حضرت امام حسینؓ نے بھی اپنے والد ماجد کی پیروی کرتے ہوئے خلافت کے واسطے کوئی دعویٰ پیش نہیں کیا، نہ یہ کہا

کہ میرے والد خلیفہ تھے لہذا مجھے ان کا وارث سمجھا جائے بلکہ ہوا یہ کہ کوفے کے لوگوں نے حضرت امام حسینؓ کو بار بار یزید کی مطلق العنانی اور حدودِ اسلامی سے سرتابی کی طرف متوجہ کیا تو آپ شریعت اسلامیہ کو بچانے کے لئے سینہ سپر ہو گئے

آل رسول سید فردوسی نے کہا کہ حضرت امام حسین یہ جانتے تھے کہ لشکر یزید سے مقابلہ کا نتیجہ کیا ہو گا ایک طرف مٹھی بھر نفوس اور دوسری جانب ہزاروں کا لشکر جرار جو خون بہانے اور جان لینے کو بے تاب تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے جنگ میں پہل نہیں کی اور یہ جنگ تھی ہی کب؟ جنگ دو فوجوں کے درمیان ہوا کرتی ہے نواسۂ رسولؐ کے پاس فوج کہاں تھی؟ اہل خاندان، بچے، مستورات اور چند جاں نثار تھے معاملہ صرف جارحیت کے مقابلہ میں اپنے دفاع کا تھا اور تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے یاس

و پریشانی اور بھوک و پیاس کے عالم میں بہترین دفاع فرمایا۔ خلیفہ حضور شیخ الاسلام حضرت قاری نثار احمد نظامی نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت امام حسینؓ کی میدان کربلا میں صف آرائی در حقیقت اسلام کے مزاج میں تغیر و تبدل کے خلاف ایک ایسی مزاحمت تھی جو رہتی دنیا تک حق و باطل کے امتیاز کو واضح کرتی رہے گی آزادی ضمیر، آزادی فکر اور اختلافِ رائے کا حق آج کے جمہوری دور کا ایک امتیاز ہے جس کو چھیننے والی حکومت کبھی جمہوری قرار نہیں پا سکتی۔ حضرت امام حسینؓ نے بھی حکومت اور اقتدار کے مطالبہ بیعت کو ٹھکرا کر رہتی دنیا تک اپنے عمل و کردار سے یہ سبق دے دیا کہ جبر کی بنیاد پر کسی سے کوئی مطالبہ وفاداری باطل ہے اور اس جبر و استبداد کا مقابلہ اس عزیمت کے ساتھ ہونا چاہئے کہ 'سر کٹ جائے مگر جھکے نہیں

انہوں نے کہا کہ واقعہ کربلا اقوام عالم کو یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ جنگ و تشدد میں اپنی طرف سے پہل نہ کرو کیونکہ حضرت امام حسینؓ نے آخر وقت تک جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی اور لشکر یزید کو پند و نصیحت فرماتے رہے، اسی طرح حسینی کارنامہ دنیا کے کچلے ہوئے عوام کا خون کھولا دینے اور مردہ ذہنیت میں حرارت و دلیری کی روح پھونک دینے کے لئے کافی ہے اس سے قبل پروگرام کا آغاز قاری یار محمد نظامی نے تلاوت کلام اللہ سے کیا اس کے بعد شاعر اسلام یوسف آرزو بستوی، عرفان رضا تنویری، حافظ محمد اسلم پڈرونہ، حافظ احمد حسین، محمد التمش وغیرہ نے بارگاہ خیر الانام میں گلہائے عقیدت و شہدائے کربلا کی یاد میں منقبت کے اشعار نذر کئے پروگرام کی سرپرستی مولانا ارشاد احمد سبحانی استاذ دارالعلوم اہلسنت اظہار العلوم ارجی سدھارتھ نگر و صدارت مولانا سمیع اللہ قادری پرنسپل دارالعلوم سبحانیہ غریب نواز گلرہا نے کی جب کہ نظامت کی ذمہ داری مولانا احسان اللہ علیمی اور حافظ صاحب عالم سبحانی نے مشترکہ طور سے نبھائی پروگرام میں قاری غلام نبی نظامی، مولانا عبد الاحد سبحانی، حافظ محمد اشفاق سبحانی، حافظ محمد فاروق سبحانی، ڈاکٹر روشن علی انصاری، رہبر انصاری اور جمیل احمد انصاری کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگ موجود تھے پروگرام کا اختتام صلوۃ و سلام اور قاری نظامی کی دعا سے ہوا

عبد الجبار علیمی نیپال اردو ٹائمز

www.nepalurdutimes.com

حسینیہ کمیٹی جھنگیا بازار کے زیر اہتمام ذکر شہدائے کربلا کا انعقاد

شہدائے کربلا کا ذکر ظلم اور یزیدیت کے خلاف احتجاج ہے۔ قاری بدر عالم نظامی

گورکھپور (اخلاق احمد نظامی)

حسینہ کمیٹی گلریا، ٹولہ مہووا وارڈ نمبر ۳۰ جھنگیا بازار گورکھپور کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ ذکر شہدائے کربلا سے خطاب کرتے ہوئے معروف قاری قرآن حضرت حافظ و قاری بدر عالم نظامی نے کہا کہ اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جنہیں قتل کیا گیا انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انھیں رزق دیا جاتا ہے۔

قاری نظامی نے تاریخ کے حوالے سے کہا کہ یوں تو اسلامی تاریخ میں لڑی گئیں بہت جنگیں ہیں اور بے شمار اللہ کے نیک بندوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جانیں قربانی کی ہیں مگر کربلا کی سرزمین پر شہید اعظم حضرت امام حسینؓ نے جو قربانی اللہ کی راہ میں پیش کی ہے وہ رہتی دنیا تک تاریخ کے باب میں سب سے زیادہ ترجیح کی حامل ہے کیونکہ حضرت امام حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں، آپ کے گھر والوں اور معصوموں کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا وہ تاریخ کے ہر ورق کے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ قاری نظامی نے کہا کہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کو تقریباً ۱۳۶۸ سال گذر جانے کے بعد بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شہادت کو ابھی کچھ ہی سال ہوئے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ کی محبت کو بہت لوگوں نے دلوں سے نکالنے کی کوششیں کی مگر وہ ناکام رہے ہمارے دلوں سے حضرت امام حسینؓ کی محبت کو کوئی نہیں نکال سکتا۔ یہ محبت کل بھی تھی، آج بھی ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ رہے گی۔ قاری نظامی نے کہا کہ کتنے بدبخت ہیں وہ لوگ جو یزید کو فاجر و فاسق کہنے سے کتراتے ہیں اگر انہیں یزید سے اتنی محبت ہے اور یزید کو حق پر جانتے ہیں تو وہ اپنے بچوں کا نام یزید کیوں نہیں رکھتے؟ یہی ہمارے امام کی زندہ و جاودانی کا روشن ثبوت ہے کہ آج بھی ہمارے گھروں میں کوئی نہ کوئی غلام حسین ضرور نظر آئے گا مگر غلام یزید نہیں ہوا۔ قاری نظامی نے کہا کہ شہدائے کربلا کا ذکر ظلم اور یزیدیت کے خلاف احتجاج ہے۔ کٹھن حالات کے باوجود صداقت کا پرچم بلند رکھنا اور حق گوئی کا پرچار کرنا ہی شہدائے کربلا کا پیغام ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے باطل کے خلاف عملی جدوجہد کا پیغام دیا۔ یہی وہ اسوہ ہے جسے اپنا کر مسلم امہ اپنا کھویا ہوا وقار بحال کر سکتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب نے اسلامی اقدار کو زندہ رکھنے کی خاطر شہادتیں پیش کیں، قیامت تک ان کا نام زندہ و جاوید رہے گا۔ باطل قوتوں، ظالم و جابر اور قاتل حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہنا امام حسین اور شہدائے کربلا کی نے سکھایا ہے۔ ان شہداء کے فلسفۂ شہادت کو اجاگر کر کے امت کو یکجا کیا جا سکتا ہے۔ اہلِ اسلام رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیتِ اطہار کے در سے وابستگی اختیار کر کے سرخرو اور کامیابی سے ہم کنار ہو سکتے ہیں۔ اس سے قبل پروگرام کا آغاز حافظ محمد عارف نے تلاوت کلام اللہ سے کیا اس کے بعد درجنوں شعراء اور نعت خواں حضرات نے بارگاہ رسالت میں نعت و شہدائے کربلا کی بارگاہ میں منقبت کے اشعار نذر کئے پروگرام کی سرپرستی مخیر ملت جناب سمیع اللہ اور نظامت عبد الحسن نے کی اس موقع پر صدر عالم قادری، نصر اللہ قادری، پاکیزہ قادری، سمیع اللہ، شان علی، شہر عالم، بدر عالم، واجد علی، سلیم علی، جلال الدین، رشید علی، مظہر علی، ربیع اللہ، ننھے، عالم علی، صحبت علی، نواب علی، مقصود علی اور مغل اعظم کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگ موجود تھے پروگرام کا اختتام صلوۃ و سلام و دعا سے ہوا اخیر میں کنویزان جلسہ نے سامعین اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا

Editorial

محرم الحرام: حق، قربانی اور بیداریٔ امت کا پیغام!

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ اور ان چار مقدس مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خصوصی حرمت اور عظمت عطا فرمائی ہے۔ یہ مہینہ صرف نئے ہجری سال کا آغاز نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کو تاریخِ اسلام کے ایک ایسے عظیم باب کی یاد دلاتا ہے جس نے حق و باطل کے درمیان فرق کو ہمیشہ کے لیے واضح کر دیا۔ محرم الحرام ہمیں قربانی، صبر، استقامت، ایثار اور اصولوں پر ثابت قدم رہنے کا سبق دیتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں یومِ عاشورہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے اپنے کئی انبیائے کرام علیہم السلام کو مشکلات اور آزمائشوں سے نجات عطا فرمائی۔ لیکن محرم الحرام کی سب سے بڑی یاد واقعۂ کربلا ہے، جہاں نواسۂ رسول ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے وفادار ساتھیوں نے دینِ اسلام کی حقیقی روح کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ کربلا کی سرزمین پر پیش آنے والا یہ واقعہ صرف ایک جنگ نہیں بلکہ حق، انصاف اور انسانی وقار کی بقا کے لیے دی جانے والی عظیم قربانی کی داستان ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ جب اصولوں اور مصلحتوں میں ٹکراؤ ہو تو ایک مومن حق کا راستہ اختیار کرتا ہے، چاہے اس کے لیے اسے بڑی سے بڑی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ انہوں نے ظلم، جبر اور ناانصافی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے بجائے شہادت کو قبول کیا، لیکن حق کا پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود کربلا کا پیغام زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔

بدقسمتی سے آج مسلم دنیا مختلف سیاسی، سماجی اور اخلاقی چیلنجز کا سامنا کر رہی ہے۔ فرقہ واریت، انتشار، باہمی نفرت، ناانصافی اور اخلاقی زوال نے امت کو کمزور کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں محرم الحرام ہمیں اتحاد، برداشت اور مشترکہ دینی و انسانی اقدار کی طرف واپس لوٹنے کی دعوت دیتا ہے۔ اگر ہم کربلا کے پیغام کو سمجھ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اسلام نفرت نہیں بلکہ محبت، انتقام نہیں بلکہ عدل، اور ظلم نہیں بلکہ انسانیت کے احترام کا درس دیتا ہے۔

نیپال جیسے کثیر المذاہب اور کثیر الثقافتی ملک میں محرم الحرام کا پیغام خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں مختلف مذاہب اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک ہی معاشرے کا حصہ ہیں۔ ایسے ماحول میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعلیمات ہمیں سکھاتی ہیں کہ امن، رواداری، باہمی احترام اور انصاف ہی ایک مضبوط اور خوشحال معاشرے کی بنیاد ہیں۔ قومی یکجہتی اور سماجی ہم آہنگی اسی وقت ممکن ہے جب ہم اختلافات کو تصادم کے بجائے مکالمے کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کریں۔

محرم الحرام ہمیں اپنے اندر جھانکنے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے کی بھی دعوت دیتا ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا ہم سچائی، دیانت داری، عدل اور انسان دوستی کے ان اصولوں پر عمل پیرا ہیں جن کے لیے امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی جان قربان کی؟ کیا ہم معاشرے کے کمزور اور مظلوم طبقات کے حقوق کے لیے آواز بلند کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے کردار اور معاملات میں اسلامی تعلیمات کو مقدم رکھتے ہیں؟ اگر ان سوالات کے جواب نفی میں ہیں تو محرم الحرام ہمارے لیے اصلاحِ نفس کا بہترین موقع ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ محرم الحرام کو صرف تاریخی واقعات کی یاد تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس کے عملی پیغام کو اپنی زندگیوں میں نافذ کیا جائے۔ نوجوان نسل کو کربلا کے حقیقی فلسفے سے روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ وہ حق و صداقت، جرات و استقامت اور اخلاق و کردار کے ان روشن اصولوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

نیپال اردو ٹائمز نئے ہجری سال کے آغاز پر اپنے تمام قارئین سے اپیل کرتا ہے کہ محرم الحرام کے مقدس ایام میں اتحادِ امت، قومی ہم آہنگی، امن و استحکام اور انسانیت کی فلاح کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں "محرم کا پیغام ماتم نہیں، بلکہ حق کے لیے جینے اور ضرورت پڑنے پر حق کے لیے قربانی دینے کا عزم ہے۔ کربلا ہمیں سکھاتی ہے کہ اصول زندہ رہیں تو قومیں زندہ رہتی ہیں۔"

"جنگ کربلا اور درس کربلا"

تحریر: اللہ نواز خان

allahnawazk012@gmail.com

"جنگ کربلا اور درس کربلا"

کربلا کی جنگ جو تقریباً ساڑھے تیرہ صدیاں قبل لڑی گئی تھی، وہ دو گروہوں کی جنگ نہیں تھی بلکہ دو نظریات کی جنگ تھی۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق کی نمائندے تھے اور یزید باطل کا نمائندہ تھا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہے۔ وہ جان گئے تھے کہ جنگ کی صورت میں وہ اور ان کے ساتھی یقینی طور پر شہید ہو جائیں گے مگر پاؤں میں لغزش نہیں آنے دی۔ یہ نظریاتی جنگ صرف کربلا میں نہیں لڑی گئی بلکہ اول انسان کی پیدائش ہی سے لڑی جا رہی ہے۔ آدم علیہ السلام کو شیطان کی صورت میں ایک باطل (نظام) ملا۔ قرآن گواہ ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو گمراہ کرنے کا تہیہ شیطان نے کر لیا تھا۔ آدم علیہ السلام کو جب سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو ابلیس کے علاوہ سب فرشتوں نے سجدہ کر لیا۔ ابلیس ایک ایسے نظام کا سربراہ بنا جو باطل تھا۔ فرشتے اللہ پاک کا حکم مان کر آدم علیہ السلام کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر حق (اللہ کے نظام) کو قبول کر رہے ہیں۔ یہ دو نظام یا دو نظریات کہے جا سکتے ہیں یعنی ایک رحمانی نظریہ اور ایک شیطانی نظریہ۔ آدم علیہ السلام کے بعد بھی حق اور باطل کا ٹکراؤ جاری رہا اور قیامت تک جاری رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کو نمرود ملا، موسی علیہ السلام کو فرعون ملا، اسی طرح حق کے داعی اور باطل کے داعی آپس میں ٹکراتے رہے۔ کربلا میں بھی دو نظریات ٹکرائے، یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ جنگ نظریے کی خاطر لڑی گئی تھی۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مد مقابل ایک ایسا نظام تھا جو انسانیت کا دشمن تھا۔ یزید ایک ایسے نظام کو قائم کرنا چاہتا تھا جو اللہ کا ناپسندیدہ ہو۔ یزید اور اس کا لشکر ظاہری طور پر مسلمان تھے (دلوں کا حال اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے) مگر باطل نظام کی نمائندگی کر رہے تھے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق کا پرچم تھام کر کربلا کے میدان میں اترے۔ ان کو اچھی طرح علم تھا کہ شہادت یقینی ہے، مگر نظام یا نظریہ کی خاطر نہ جان کی پرواہ کی، نہ اولاد کی اور نہ مال کی، سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ حیرت ہوتی ہے کہ دودھ پیتا بچہ سمیت نوجوان بیٹے تک شہید کروا ڈالے، مگر اف تک نہ کی اور نہ شکوہ کیا بلکہ اللہ کی رضا میں راضی رہے۔ ہمیشہ اچھائی کا راستہ مشکل ہوتا ہے اور اس راستے میں ہزاروں تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تھوڑی سی تکلیف بھی کسی بھی انسان کو سیدھے راستے سے اتار سکتی ہے مگر نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ڈٹے رہے اور سب کچھ قربان کر دیا۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ چاہتے تو بچ بھی سکتے تھے_صرف ایک لفظ "ہاں" کہہ کر بچ سکتے تھے، مگر وہ جانتے تھے کہ اس راستے میں قربانی دینا ناگزیر ہے۔ ان کی قربانی اب رہتی دنیا کی انسانیت کے لیے ایک عظیم مثال بن گئی ہے۔ قرآن جس نظام کو قائم کرنے کا حکم دیتا ہے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہید ہو کر اس نظام کا پرچم بلند کر دیا۔ وہ یہ بھی کر سکتے تھے کہ بیعت کر کے بعد میں توڑ دی جائے، مگر ایسا سوچنا اور عمل کرنا عام آدمی کے لیے تو آسان ہے، لیکن امام حسین جیسے جلیل القدر شخص کے لیے ناممکن تھا۔ وہ ایک ایسی ہستی تھے جنہوں نے دنیا کے لیے مثال ہی بننا تھا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود غداروں کی غداری کا شکار ہو چکے تھے، اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ایک بات پر قائم نہ رہنا بہت بری حرکت ہے۔ انہوں نے جان دے کر ثابت کر دیا کہ اگر کسی بات کا عہد کر لیا جائے تو اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا لازمی ہوتا ہے چاہے کتنی بھی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ ہزاروں

کوفیوں نے ان کو دعوت دی تھی اور خط لکھے تھے، مگر بے وفائی کر گئے اور چند ٹکوں کی خاطر اپنا ایمان اور ضمیر بیچ دیا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی یہ جواز بن سکتا تھا کہ بے وفاؤں اور غداروں کے ساتھ دھوکہ دینا جائز ہے، مگر یہ حسینی منصب کے خلاف تھا۔ ان کی صرف ایک دفعہ بیعت، جھوٹی ہی سہی، مگر ان کے وقار کے خلاف تھی۔ عوام الناس کو جواز مل جاتا کہ دھوکہ دینا جائز ہے اور باطل کا ساتھ بھی دینا درست ہے۔ ایک نظام کھڑا ہو جاتا، جو اس بات کا تقاضا کرتا کہ دھوکہ دینا کوئی مسئلہ نہیں۔ یزیدی لشکر کو بھی علم تھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر ہیں اور یہ بھی علم تھا کہ وہ سچے ہیں، مگر لالچ یا خوف کی وجہ سے حق کا ساتھ نہ دے سکے۔ حر جو یزیدی لشکر میں ایک اہم منصب پر فائز تھا، آخری وقت حسینی لشکر میں شامل ہو گیا۔ حر بھی سمجھتا تھا کہ شہادت یقینی ہے، مگر حق کا ساتھ دیا اور حر بھی شہید ہو گیا لیکن تاریخ میں امر ہو گیا۔ حسینی لشکر جو چند افراد پر مشتمل تھا، اس کے مد مقابل ایک لشکر جرار، یزیدی لشکر کی صورت میں موجود تھا، حسینی لشکر یزیدی لشکر سے ٹکرا گیا۔ حسینی لشکر کے مجاہد، یزیدی لشکر کے سپاہیوں سے لڑتے رہے اور شہید ہوتے رہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت سے کیوں انکاری تھے؟ دراصل امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یزید ایک برے اور باطل نظام کی نمائندگی کر رہا ہے۔ عوام الناس کو حق پہنچتا ہے کہ خلیفہ اپنی مرضی سے چنے، مگر یزید کی تقرری کسی چناؤ کے بغیر ہوئی تھی۔ اگر یزید بغیر انتخاب کے بھی منتخب ہو گیا ہوتا اور اپنے آپ کو بہتر حکمران ثابت کرتا تو شاید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باخوشی

اس کی بیعت کر لیتے۔ مگر یزید کا کردار اچھا نہ ہونے کی وجہ سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ منتخب ہونے کے بعد یزید کے کردار میں برائیاں ظاہر ہونا شروع ہو گئیں اور اپنے آپ کو باطل کا نمائندہ ثابت کرنا شروع کر دیا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم نظریے کے پیروکار ہونے کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ جان دے کر نظریے کو بچایا جا سکتا ہے۔ کربلا میں ٹکراؤ اس لحاظ سے بھی عجیب لگتا ہے کہ دونوں طرف لڑنے والے ایک ہی دین سے تعلق رکھتے تھے لیکن یزید نے صرف دین اسلام کا لبادہ اوڑھا ہوا تھا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حقیقی مومن تھے۔ حق و باطل کی اس لڑائی میں ظاہری طور پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے، مگر حقیقی طور پر ابدی زندگی حاصل کر لی۔ کربلا میں لڑی جانے والی جنگ نے پوری انسانی تاریخ کو متاثر کر دیا۔ دنیا میں جہاں بھی ظلم ہوتا ہے، تو انسانیت بے اختیار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھنا شروع کر دیتی ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے لشکر نے دنیا کو بتا دیا کہ ہر جیتنے والا کامیاب نہیں ہوتا بلکہ شہید ہونے والے بھی کامیاب ٹھہرتے ہیں۔ بعض لوگ اعتراضات کرتے ہیں کہ یہ جنگ، سیاسی جنگ تھی لیکن یہ ان کی لاعلمی یا تعصب ہے۔ معمولی سی بھی جانکاری یا تعصب نہ رکھنے والا جان سکتا ہے کہ یہ جنگ نہ تو سیاسی تھی اور نہ کسی منصب یا لالچ کے تحت لڑی جا رہی تھی، بلکہ حق کی خاطر یہ جنگ لڑی گئی۔ دنیا بھر میں اٹھنے والی تحریکیں، سیاسی ہوں یا اپنے حقوق کے لیے لڑ رہی ہوں، سب کے لیے کربلا کی جنگ ایک مثال بنی ہوئی ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید تو ہو گئے، مگر دنیا کو بتا گئے کہ حق کی خاطر جان دینا پڑتی ہے۔ صرف اپنی جان نہیں دینا پڑتی بلکہ اہل خانہ کو بھی قربان کرنے کے ساتھ مال کی بھی قربانی دینا پڑتی ہے۔ کربلا سے یہ بھی درس ملتا ہے کہ دشمن کتنا بڑا یا طاقت ور کیوں نہ ہو اور تمہارے پاس نہ ہتھیار ہوں اور نہ لشکر، لیکن حق پر ہونے کی صورت میں اس سے ٹکرا جانا چاہیے۔ اس وقت بھی ٹکرا جانا چاہیے جب یقینی موت سامنے نظر آ رہی ہو۔

کربلا کا پیغام اور دورِ حاضر کی خواتین کی اصلاح

ازقلم عالمہ قاریہ زینب فردوسی دختر نیک اختر جناب قمر الہدیٰ انصاری نیپال

اسلامی تاریخ میں واقعۂ کربلا حق، صبر، استقامت، حیا، وفاداری اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر قربانی پیش کرنے کا عظیم ترین نمونہ ہے، یہ صرف ایک تاریخی واقعہ نہیں بلکہ ہر دور کے مردوں اور عورتوں کے لئے عملی درسگاہ ہے، جس طرح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باطل کے سامنے سر نہ جھکایا، اسی طرح اہلِ بیت کی عظیم خواتین نے صبر، عزیمت، علم، حوصلہ اور کردار کی ایسی مثال قائم کی جو قیامت تک انسانیت کے لیے مشعلِ راہ رہے گی، ان شاءاللہ عزوجل آج جب معاشرہ مختلف فکری، اخلاقی اور تہذیبی چیلنجز سے گزر رہا ہے، خصوصاً خواتین کے سامنے بے شمار آزمائشیں موجود ہیں، تو کربلا کا پیغام پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے،

کربلا اور خواتین کا عظیم کردار

کربلا کی تاریخ صرف شہادتوں کی تاریخ نہیں بلکہ عظیم خواتین کی استقامت کی بھی تاریخ ہے، انہوں نے مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹنے کے باوجود صبر، وقار اور ایمان کا دامن نہیں چھوڑا۔ انہوں نے یہ ثابت کیا کہ ایک باکردار خاتون اپنی زبان، اپنے اخلاق اور اپنے یقین سے پوری قوم کی رہنمائی کر سکتی ہے،

کربلا کی خواتین نے یہ سبق دیا کہ عزت و عصمت، حیا و وقار اور اللہ پر کامل بھروسہ ہر حال میں برقرار رہنا چاہئے حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں، مسلمان عورت اپنی شناخت اور اپنے دینی اصولوں پر ثابت قدم رہتی ہے

دورِ حاضر کی خواتین کو درپیش چیلنجز

آج کی دنیا میں ترقی کے بے شمار مواقع موجود ہیں، لیکن اس کے ساتھ کئی ایسے رجحانات بھی پیدا ہوئے ہیں جو اخلاقی اقدار کو کمزور کرتے ہیں۔ مادہ پرستی، نمود و نمائش، وقت کا ضیاع، سوشل میڈیا کا غیر متوازن استعمال، خاندانی نظام سے دوری اور دینی تعلیم سے غفلت ایسے مسائل ہیں جن کا اثر معاشرے پر نمایاں نظر آتا ہے، اسلام خواتین کو علم حاصل کرنے، معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنے اور خاندان کی بہترین تربیت کرنے کی ترغیب دیتا ہے، لیکن اس کے ساتھ حیا، عفت، اخلاق اور ذمہ داری کو بھی بنیادی حیثیت دیتا ہے،

کربلا کا اصلاحی پیغام

کربلا ہمیں سکھاتی ہے کہ: حق پر قائم رہنا ہی کامیابی ہے، اللہ کی رضا دنیا کی ہر کامیابی سے بڑھ کر ہے،

صبر اور استقامت ایمان کی علامت ہیں، عورت کا اصل حسن اس کے کردار، علم اور حیا میں ہے، بہترین نسلوں کی تربیت ایک صالحہ ماں اور معلمہ ہی کر سکتی ہے،

اگر آج کی خواتین اپنے گھروں میں دینی ماحول قائم کریں، بچوں کی اسلامی تربیت کریں، علم و اخلاق کو فروغ دیں اور اپنی زندگی کو سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ڈھالیں تو پورا معاشرہ اصلاح کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے

معلمات کی خصوصی ذمہ داری

مدرسہ، اسکول اور تعلیمی اداروں میں خدمات انجام دینے والی معلمات صرف کتابیں نہیں پڑھاتیں بلکہ نسلوں کی تعمیر کرتی ہیں، ان کے اخلاق، لباس، گفتگو، عبادت اور کردار سے طالبات متاثر ہوتی ہیں،

ایک کامیاب معلمہ وہ ہے جو طالبات میں علم کے ساتھ ساتھ ادب، احترام، حیا، خدمتِ خلق، سچائی اور محبتِ رسول ﷺ پیدا کرے، وہ اپنے عمل سے یہ پیغام دے کہ اسلام علم اور کردار دونوں کا نام ہے،

عملی تجاویز

روزانہ قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس کے مفاہیم پر غور کیا جائے،

گھروں میں نماز اور دینی تعلیم کا ماحول بنایا جائے،

بچوں خصوصاً بچیوں کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے،

سوشل میڈیا کا استعمال علم، دعوت اور خیر کے لئے کیا جائے،

حیا، سادگی، عفت اور حسنِ اخلاق کو اپنی شخصیت کا حصہ بنایا جائے،

معاشرے میں خیر خواہی، خدمت اور اتحاد کو فروغ دیا جائے،

واقعۂ کربلا ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ حق کا راستہ کبھی آسان نہیں ہوتا، لیکن اسی راستے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور حقیقی کامیابی پوشیدہ ہے، آج کی مسلمان خواتین اگر کربلا کے پیغام کو اپنی زندگی میں عملی طور پر اختیار کر لیں تو وہ نہ صرف اپنے خاندان بلکہ پورے معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بن سکتی ہیں،

رب قدیر ہمیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہلِ بیتِ اطہار کی سیرت سے اخلاص، صبر، استقامت، حیا اور تقویٰ کی روشنی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور معلمات کو دین و دنیا میں کامیاب فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

آمین یارب العالمین، بجاہ سید المرسلین ﷺ

کربلا کی جنگ ہمیں کیا پیغام دیتی ہے؟

مفتی سراج احمد قادری مصباحی
، ممبئ، انڈیا
٦٣٥٥١٥٥٧٨١

واقعۂ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک ایسا روشن وتابناک باب ہے جو قیامت تک حق وباطل جھوٹ وسچ صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرتا رہے گا۔

کربلا کا میدان فقط ایک جنگ کا میدان نہیں ہے، شہادت کی جگہ نہیں ہے بلکہ یہ عظیم واقعہ ایمان، صبر، استقامت، قربانی اور دین کی حفاظت سے عبارت ہے۔

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل بیت اور جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ ایسی ابدی قربانی پیش کی جس نے امت کو یہ پیغام دیا کہ حق وصداقت کے لیے ہر طرح کی قربانی دی جا سکتی ہے، مگر باطل کے سامنے سر نہیں جھکایا جاسکتا۔

مرد حق باطل کے آگے مات کھاسکتے نہیں
سر کٹاسکتے ہیں لیکن سر جھکاسکتے نہیں

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کیوں نہیں کی؟

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت اس لیے قبول نہیں کی کہ خلافت و قیادت صرف اقتدار کا نام نہیں بلکہ دین کی امانت ہے۔ جب حکمران کے کردار، دین داری اور طرز حکومت سے اسلام کی شبیہ خراب ہونے لگے دین کے بنیادی اصول مجروح ہونے لگیں تو حق وصداقت کے علمبرداروں پر لازم ہوتا ہے کہ وہ حق کا علم بلند کریں۔

سانحہ کربلا سے ہمیں کیا درس ملتا ہے؟

ا۔ کربلا ہمیں سکھاتی ہے کہ اگر پوری دنیا باطل کے ساتھ کھڑی ہو تب بھی مسلمان کو حق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ بلکہ اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رہنا چاہیے۔

٢۔ ظالم سے سمجھوتہ کرنے کے بجائے عزت کے ساتھ جان قربان کر دینا بہتر ہے۔

٣۔ کربلا کا سب سے بڑا سبق اور پیغام یہ بھی ہے کہ ایمان، دین اور شریعت کسی بھی دنیاوی مفاد سے زیادہ قیمتی ہیں،

٤۔ شدید پیاس، بھوک، اور ہر طرح کی مصیبت وپریشانی میں صبر، رضا اور توکل علی اللہ کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

٥۔ قربانی کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔
اسلام کی سربلندی ہمیشہ قربانیوں سے حاصل ہوئی ہے۔ کربلا ہمیں ایثار اور فداکاری کا درس دیتی ہے۔

٦۔ باطل وقتی ہے جب کہ حق دائمی اور ابدی ہے۔

٧. جنگِ کربلا کا ایک اہم پیغام یہ بھی ہے کہ صرف کلمہ پڑھ لینا حق پر ہونے کی دلیل نہیں ہوتا۔ حق کا معیار قرآن و سنت، عدل، تقویٰ اور دین حق پر استقامت ہے۔

٨. شریعت کے راستے میں اپنے اور بیگانے نہیں دیکھے جاتے ہین، رشتہ دار اور خاندان نہیں دیکھا جاتا ہے۔ یزید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی رشتہ دار بھی تھا ام المومنین حضرت سیدتنا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یزید کی پھوپھی (بوا) تھی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں۔

آج کے مسلمان کے لیے پیغام
اگر ہم واقعۂ کربلا سے حقیقی سبق لینا چاہتے ہیں تو ہمیں سچ بولنے کی عادت اپنانی چاہیے۔ ظلم اور ناانصافی کی مخالفت کرنی چاہیے۔ دین پر عمل کو اپنی زندگی کا مقصد بنانا چاہیے۔ اتحاد، اخلاق، صبر اور تقویٰ کو اختیار کرنا چاہیے۔

قرآن و سنت اور اہل بیت اطہار کی محبت و اتباع کو مضبوطی سے تھامنا چاہیے۔

سلام ہو امام حسین رضی اللہ عنہ پر، جنہوں نے اپنے خون سے اسلام کے گلشن کو ہمیشہ کے لیے تازگی عطا کر دی، اور قیامت تک آنے والی نسلوں کو حق، صبر، وفا اور قربانی کا ابدی درس دے دیا۔

کربلا: حق وباطل کے مابین ابدی معرکہ

از: محمد شمیم احمد نوری مصباحی
خادم: دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

حق و باطل کی کشمکش آغازِ آفرینشِ انسان سے جاری ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السّلام کو مسجودِ ملائکہ بنایا گیا، تو ابلیس نے اپنی انا، تکبر اور باطل سرکشی کا مظاہرہ کیا اور ہمیشہ کے لیے لعین ومردود قرار پایا۔ یہ معرکہ صرف ایک واقعہ نہ تھا، بلکہ انسانی تاریخ میں ایک مسلسل کشمکش کی شروعات تھی، جو ہر دور میں کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہوتی رہی۔

ایسا ہی ایک معرکہ تاریخِ اسلام میں کربلا کے میدان میں پیش آیا، جہاں حق و باطل نہ صرف ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئے، بلکہ عدل و ظلم، صبر وجبر، تقویٰ وطغیان، وفاوغداری، قربانی وحرص وہوس کے درمیان ایک ایسی لکیر کھینچ دی گئی جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جاں نثار رفقاء نے ١٠ محرم ٦١ھ کو ایسا باب رقم کیا، جس نے اسلام کے تحفظ اور اس کی اصل روح کے اظہار میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ ان کی شہادت ایک عظیم پیغام ہے کہ دینِ اسلام اصولوں کا دین ہے، اور ان اصولوں کی پاسداری میں جان کی قربانی دینا تو ممکن ہے، مگر ظالم کے آگے سر جھکانا ممکن نہیں۔

کربلا ہمیں کیا سکھاتا ہے؟

١۔ اصولوں پر استقامت:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نانا کے دین کو بچانے کے لیے نہ صرف اپنی جان، بلکہ اہلِ بیت کے جانثاروں کی قربانی دی۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ مسلمان مصلحتوں کی چادر اوڑھ کر حق سے سمجھوتہ نہیں کرتا۔ اصول وہی ہیں جو ربّ ذوالجلال نے نازل کیے، چاہے کتناہی بڑا فتنہ سامنے ہو۔

٢۔ دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے قربانی کا جذبہ:

اگر دین پر کوئی آنچ آئے تو مسلمان اپنا سب کچھ، حتیٰ کہ اپنی عزیز از جان اولاد بھی قربان کر دے، لیکن دین کا پرچم کبھی سرنگوں نہ ہو۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار ہمیں اس کی بہترین مثال دیتا ہے۔

٣۔ نماز اور بندگی کی اہمیت:

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء نے کربلا کی تپتی ریت پر بھی نماز قائم کی۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ مصیبت ہو یا راحت، میدانِ جنگ ہو یا خانۂ عافیت، مؤمن کی پیشانی ہمیشہ بارگاہِ الٰہی میں جھکی رہنی چاہیے۔

٤۔ صبر اور شکوہ سے گریز:

شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے زبان پر شکوہ لائے بغیر مصائب کو برداشت کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہانے

قیامت خیز مناظر دیکھ کر بھی صبر کی وہ عظیم مثال قائم کی جو رہتی دنیا تک خواتینِ اسلام کے لیے راہبر ہے۔

٥۔ وعدے کی وفا اور قول کی پختگی:

کربلا کا المیہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جو وعدے پر قائم رہا، وہ سرخرو ہوا، اور جو وعدہ خلاف ہوا، وہ رسوا ہوا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے قول و قرار میں وفادار رہیں۔

٦۔ قرآنی تعلق اور روحانیت:

روایات میں مذکور ہے کہ نیزے پر سرِ اقدسِ حسین سے تلاوتِ قرآن کی آواز سنائی دی، جو آج بھی مسلمان کو قرآن سے محبت اور تلاوت کا پیغام دیتی ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ قرآن ہی ہماری اصل میراث ہے۔

٧۔ امن وانصاف کی تعلیم:

امامِ عالی مقام نے ظلم کے مقابل قیام کیا، مگر خود کسی پر ظلم نہ کیا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ مسلمان کا شیوہ عدل و انصاف ہے، حتیٰ کہ دشمن کے ساتھ بھی زیادتی جائز نہیں۔

٨۔ باطل کا انجام اور حق کی بقا:

یزید فانی ہو گیا، اس کی سلطنت مٹ گئی، لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج بھی اپنے کردار، سیرت اور پیغام کے ذریعے امت کے دلوں میں زندہ ہیں، اور ان کی تعلیمات ہر صاحبِ شعور کو جھنجھوڑتی ہیں۔

مسلمانانِ عالم کے نام!
اے دنیا بھر کے مسلمانوں!
کربلا صرف ایک سانحہ نہیں، یہ ایک مسلسل پیغام ہے۔۔۔ ایک دعوتِ عمل! آج بھی دنیا میں یزیدی فکر اور ظلم و استبداد کے مختلف مظاہر موجود ہیں، کبھی اقتدار کے لالچ میں، کبھی دین کے نام پر فتنہ وفساد کی صورت میں۔ تمہیں حسینی کردار اپنانا ہے، صبر، تقویٰ، استقامت اور سچائی کے ساتھ ان یزیدی قوتوں کا مقابلہ کرنا ہے۔

مسلمان اگر واقعی کربلا کے پیغام پر عمل کرے تو نہ صرف اس کی دنیا سنورے، بلکہ آخرت بھی روشن ہو جائے۔ یاد رکھو:

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اللہ تعالیٰ ہمیں امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیتِ اطہار کی سیرت سے سبق لینے، حق پر قائم رہنے، باطل سے ٹکرانے، اور دینِ اسلام کی خدمت میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین

چراغ سے چراغ تک

بختیار برکاتی دارالحکومت دہلی ہند

قسط سوم: تجربہ سے تجزیہ تک
مشاہدے کی دنیا سے بصیرت کے افق تک

چراغ جب روشن ہوتا ہے تو صرف روشنی ہی نہیں دیتا بلکہ دیکھنے کی صلاحیت بھی عطا کرتا ہے۔ مگر دیکھ لینا کافی نہیں ہوتا، جو کچھ دیکھا جائے اسے سمجھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "چراغ سے چراغ تک" کے سفر میں جمع آوری اور انتخاب کے بعد اگلا مرحلہ "تجربہ سے تجزیہ تک" کا ہے۔

انسان کی پوری زندگی دراصل تجربات کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ پیدائش کے بعد وہ جو کچھ دیکھتا، سنتا، محسوس کرتا اور جھیلتا ہے، وہ سب اس کے باطن میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہ تمام مشاہدات اس وقت تک محض واقعات کا ذخیرہ رہتے ہیں جب تک ان پر غور و فکر نہ کیا جائے۔ جب انسان ان واقعات کے درمیان ربط تلاش کرتا ہے، اسباب ونتائج کو سمجھتا ہے اور ان سے اصول اخذ کرتا ہے تو یہی عمل تجزیہ کہلاتا ہے۔

گویا تجربہ زمین ہے اور تجزیہ اس زمین سے پھوٹنے والا وہ چشمہ ہے جو علم، حکمت اور بصیرت کو جنم دیتا ہے۔

ایک بچہ آگ کو چھوتا ہے اور اس کا ہاتھ جل جاتا ہے۔ یہ ایک تجربہ ہے۔ لیکن جب وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ آگ کی خاصیت جلانا ہے اور آئندہ احتیاط اختیار کرتا ہے تو یہ تجزیہ ہے۔ اسی طرح ایک تاجر نفع اور نقصان کے مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ نفع ونقصان کا سامنا کرنا تجربہ ہے، جبکہ ان کے اسباب کو سمجھنا اور مستقبل کے لیے بہتر حکمتِ عملی بنانا تجزیہ ہے۔

دنیا کی تمام بڑی ایجادات اور دریافتیں اسی سفر کی پیداوار ہیں۔ سائنس دانوں نے پہلے مشاہدات کیے، پھر تجربات جمع کیے اور بعد ازاں ان کا تجزیہ کیا۔ اگر صرف تجربات ہوتے اور ان پر غور نہ کیا جاتا تو نہ قوانین دریافت ہوتے، نہ علوم

یہی اصول انسانی زندگی پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ عمر بھر تجربات کرتے رہتے ہیں لیکن ان سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ وہ بار بار ایک ہی غلطی دہراتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے تجربات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ جبکہ بعض لوگ محدود تجربات کے باوجود غیر معمولی بصیرت رکھتے ہیں کیونکہ وہ ہر واقعے سے کوئی نہ کوئی سبق اخذ کر لیتے ہیں۔

تاریخ بھی دراصل قوموں کے اجتماعی تجربات کا دفتر ہے۔ کامیاب قومیں اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں دونوں کا تجزیہ کرتی ہیں۔ وہ صرف فتوحات کا جشن نہیں مناتیں بلکہ غلطیوں سے بھی سیکھتی ہیں۔ اسی لیے وہ آگے بڑھتی رہتی ہیں۔ اس کے برعکس جو قومیں ماضی کو صرف فخر یا ماتم کا موضوع بنا لیتی ہیں، وہ مستقبل کی تعمیر میں پیچھے رہ جاتی ہیں۔

روحانی زندگی میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔ عبادات، معاملات اور تعلقات کے بے شمار تجربات انسان کے سامنے آتے ہیں۔ مگر جب وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے، اپنی کمزوریوں اور خوبیوں کو پہچانتا ہے اور اپنے اعمال کے نتائج پر غور کرتا ہے تو اس کے اندر معرفت کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں تجربہ بصیرت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

آج کا دور معلومات کی فراوانی کا دور ہے، مگر بصیرت کی کمی کا بھی دور ہے۔ انسان کے پاس خبریں بہت ہیں، مگر ان خبروں کا تجزیہ کم ہے۔ اعداد و شمار بے شمار ہیں، مگر ان سے نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت محدود ہوتی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید انسان کو صرف معلومات نہیں بلکہ تجزیاتی شعور کی ضرورت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تجربہ انسان کو واقعات سے روشناس کراتا ہے، جبکہ تجزیہ ان واقعات کے پس پردہ حقائق کو آشکار کرتا ہے۔ تجربہ آنکھوں کو کھولتا ہے اور تجزیہ بصیرت کو۔ تجربہ راستہ دکھاتا ہے اور تجزیہ منزل کی سمت متعین کرتا ہے۔ اگر "Selection from Collection" منتشر مواد میں سے درست انتخاب کا نام تھا تو "تجربہ سے تجزیہ تک" اس منتخب شدہ علم اور مشاہدے کو حکمت میں ڈھالنے کا نام ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں چراغ کی روشنی محض روشنی نہیں رہتی بلکہ رہنمائی بن جاتی ہے۔

لہٰذا کامیاب انسان وہ نہیں جو سب سے زیادہ تجربات رکھتا ہو، بلکہ وہ ہے جو اپنے تجربات سے سب سے زیادہ سیکھتا ہو۔ کیونکہ زندگی کا اصل کمال واقعات کے ہجوم میں کھو جانا نہیں بلکہ ان واقعات میں پوشیدہ حکمت کو دریافت کر لینا ہے۔

تجربہ زندگی کی کتاب ہے، اور تجزیہ اس کتاب کو سمجھنے کا ہنر۔

اور جب یہ ہنر ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا ہے تو پھر واقعی چراغ سے چراغ روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ سلسلہ "چراغ سے چراغ تک" کی ترتیب:

ا. چراغ سے چراغ تک — علم، تجربہ اور تہذیب کا تسلسل

٢. Selection from Collection — جمع آوری سے انتخاب تک

٣. تجربہ سے تجزیہ تک — مشاہدے کی دنیا سے بصیرت کے افق تک یہ تینوں مضامین مل کر ایک مربوط فکری مثلث تشکیل دیتے ہیں: جمع آوری ← انتخاب ← تجزیہ، اور انہی سے علم ← حکمت ← بصیرت جنم لیتی ہے۔

ہمیں فکرِ حسین اپنانے کی ضرورت ہے

از: محمد مقتدر اشرف فریدی

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں حق اور باطل کے درمیان امتیاز واضح کرنے کے لیے ایسی عظیم ہستیاں پیدا فرمائیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے مشعلِ راہ بن گئیں۔ انہی مقدس اور عظیم شخصیات میں سید الشہدا، جگر گوشۂ رسول ﷺ، فرزند بتول امام عالی مقام حضور سیدنا سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام نہایت نمایاں ہے۔ آپ نے دینِ اسلام کے تحفظ و بقا، حق کے غلبے اور باطل کے استیصال کے لیے اپنی جان، اپنے اہلِ بیت اور اپنے وفادار رفقا کی ایسی بے مثال قربانی پیش کی جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی کربلا کا پیغام زندہ ہے اور امتِ مسلمہ کو فکرِ حسین اپنانے کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

فکرِ حسین دراصل حق پر ثابت قدم رہنے، ظلم و جبر کے سامنے نہ جھکنے، عدل و انصاف کو فروغ دینے اور دینِ اسلام کے احکام پر کامل عمل کرنے کا نام ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ جب دینِ حق اور باطل آمنے سامنے ہوں تو ایک سچا مومن جان کی بازی لگا دیتا ہے مگر حق کا دامن نہیں چھوڑتا۔ آپ نے دنیاوی اقتدار، مصلحت کوشی اور وقتی مفادات کے بجائے رضائے الٰہی کو ترجیح دی اور صبر، استقامت، وفا اور قربانی کی ایسی لازوال داستان رقم کی جو قیامت تک اہلِ ایمان کے لیے مینارۂ نور بنی رہے گی۔

آج ہمارا معاشرہ اخلاقی اور سماجی زوال کا شکار ہے۔ جھوٹ، دھوکہ، ناانصافی، ظلم، بدعنوانی اور بے حیائی عام ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے پُرفتن دور میں فکرِ حسین ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ ہم سچائی، دیانت داری، تقویٰ، صبر، حق گوئی اور اعلیٰ اخلاق کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ اگر ہر مسلمان اپنے کردار میں حسینیت کو جگہ دے لے تو معاشرے کی بہت سی برائیاں خود بخود ختم ہو سکتی ہیں۔

فکرِ حسین کا تقاضا ہے کہ ہم نماز کی پابندی کریں، قرآن وسنت سے مضبوط تعلق قائم کریں، مظلوم کا ساتھ دیں اور ظالم کی حمایت سے ہمیشہ بچیں۔۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ حقیقی عزت، سربلندی اور کامیابی حق کے راستے پر چلنے میں ہے، خواہ اس راہ میں کتنی ہی آزمائشیں اور مشکلات کیوں نہ پیش آئیں لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم محض واقعات کربلا کو سننے، سنانے یا یاد کرنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ ان کے پیغام کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کریں۔ جب ہم سچائی، عدل، تقویٰ، صبر اور استقامت کو اپنائیں گے تو درحقیقت فکرِ حسین کو زندہ کریں گے۔ یہی کربلا کا اصل پیغام اور امتِ مسلمہ کی فلاح وکامیابی کا راستہ ہے۔

فکرِ حسین ہمیں صبر، استقامت اور قربانی کا درس دیتی ہے۔ یہ ہمیں سکھاتی ہے کہ مشکلات کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہوں، ایک مسلمان حق کا دامن نہیں چھوڑتا۔ جب جھوٹ عام ہو جائے تو سچ بولنا حسینیت ہے، جب ناانصافی بڑھ جائے تو انصاف کا ساتھ دینا حسینیت ہے، جب لوگ دین سے دور ہو جائیں تو دین پر ثابت قدم رہنا حسینیت ہے، اور جب باطل طاقتور دکھائی دے تو حق کا علم بلند رکھنا حسینیت ہے۔

آج بھی کربلا کی سرزمین اپنے خاموش مگر مؤثر پیغام کے ذریعے ہمیں پکار رہی ہے کہ حق کی خاطر ڈٹ جاؤ، باطل کے سامنے سر نہ جھکاؤ اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہو۔ جو قوم فکرِ حسین کو اپنا لیتی ہے، دنیا کی کوئی طاقت اسے ذلیل وخوار نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ سے سبق حاصل کرنے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے اور فکرِ حسین کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

کربلا کا آفاقی پیغام عہد حاضر کے تناظر میں

* تحریر: معظّم ارزاں شاہی دوست پوری *

کربلا محض ١٠ محرم ٦١ ہجری کا واقعہ نہیں۔ یہ وقت کی قید سے آزاد، قیامت تک کے لیے انسانیت کا نصاب ہے۔

امام حسین ابن علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ٧٢ جانثار نفوس قدسیہ کے ساتھ جو پیغام دیا، وہ ہر دور، ہر قوم، ہر انسان کے لیے ہے۔

آج ٢٠٢٦ میں، جب دنیا "مفاد، سمجھوتہ، خاموشی" کے دور سے گزر رہی ہے، کربلا کا آفاقی پیغام اور زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔

ا. * حق و باطل کا فرق - * سمجھوتہ نہیں، استقامت:

یزید نے کہا "بیعت کر لو، حکومت مل جائے گی"۔ امام عالی مقام نے فرمایا * "موت عزت سے بہتر ہے ذلت کی زندگی سے" ۔ *

* عہد حاضر میں *: آفس میں جھوٹ بول کر پروموشن لینا، سیاست میں اصول بیچ کرسی لینا، سوشل میڈیا پر لائک کے لیے سچ چھپانا - یہ سب * "یزید کی بیعت" ہے۔ *

* کربلا کا پیغام *: رزق کم ہو جائے، شہرت نہ ملے، لیکن اصول سے نہ ہٹو۔ * "کنبہ لٹا کے سر کو کٹایا ہے دین پر" *

٢. * مظلومیت کی آواز بنیں * - * خاموشی گناہ ہے *:

امام پاک نے فرمایا * "میں اصلاح امت کے لیے نکلا ہوں" *۔ انہوں نے ظلم دیکھا تو تلوار اٹھالی۔

عہد حاضر: فلسطین ہو، کشمیر ہو، یا گلی کا کمزور بچہ - ظلم پر خاموش رہنا بھی یزید کا ساتھ دینا ہے۔ آج ہمارے پاس تلوار نہیں، قلم ہے، موبائل ہے، آواز ہے۔ کربلا کہتی ہے: مظلوم کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔

* "غم میں شریک رہتا ہے عالم حسین کا" *

٣. * عزت نفس * - قیمت ہر چیز کی، عزت کی نہیں:

شہزادی زینب سلام اللہ علیہانے دربار یزید میں فرمایا * "فواللہ لا تمحو ذکرنا" * - اللہ کی قسم تم ہمارا ذکر نہیں مٹا سکتے۔

* عہد حاضر *: آج * "عزت نفس" * سب سے سستی چیز ہو گئی ہے۔ تھوڑے پیسے، تھوڑی شہرت کے لیے انسان اپنا ضمیر بیچ دیتا ہے۔ کربلا سکھاتی ہے: بھوکا سو جاؤ، لیکن جھک کر نہ کھاؤ۔ بے نام رہو، لیکن بے ضمیر نہ بنو۔

٤. * قربانی کا تصور * - صرف خون نہیں، نیت ہے:

امام عالی مقام نے اپنا سب کچھ دے دیا۔ ٦ ماہ کے اصغر سے لے کر ١٨ سال کے علی اکبر تک۔

عہد حاضر میں ہمیں جان دینے کا موقع نہیں ملے گا۔ لیکن وقت دینا، علم دینا، ہنر دینا، سچ لکھنا - یہ بھی قربانی ہے۔

" ننھے گلے پہ کھا لیا اصغر نے تیر" - یہ نیت کی قربانی ہے۔ ہم اپنی "نیت" قربان کر دیں، کافی ہے۔

٥. * عالمگیر پیغام *: کربلا صرف شیعہ سنی کی نہیں:

مہاتما گاندھی: "میں نے اسلام حسینؑ سے سیکھا"

تھامس کارلائل: "حسینؑ کی قربانی نے اسلام کو بچا لیا"

عہد حاضر میں نفرت، مذہب، فرقے کے نام پر دنیا بٹ رہی ہے۔ کربلا جوڑتی ہے۔ کیونکہ ظلم کے خلاف آواز اور اپنا دفاع کرنے کا پیغام ہمیں کربلا سے ملتا ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ کربلا کا آفاقی پیغام عہد حاضر کے تناظر میں بھی مکمل مشعل راہ ہے اور اس کی روشنی ہماری روح ہماری فکر اور ہماری حکمت عملی کو منور ومجلی کر رہی ہے

یہ سنت رسول مکرم ہے اس لیے
دل میں بسائے رکھیے سدا غم حسین کا
(معظّم ارزاں شاہی دوست پوری)

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز
Weekly The
NEPAL URDU TIMES
Reg.No: 5310 -2082/2083 - www.nepalurdutimes.com
ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز

مشرقِ بعید کے ممالک میں رویتِ ہلال عموماً ایک دن بعد کیوں؟

مضمون کا مطالعہ کریں اور اپنی آرا قائم کریں جس کو ہم محرر تک پہونچانے کی کوشش کریں گے ان شاءاللہ

مولانا غلام غوث علیمی: استاذ دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی، بستی، یوپی

میرے ایک عزیز رفیقِ درس جو تعلیمی اور دعوتی حوالے سے حد درجہ سرگرم عمل رہتے ہیں، چند سال پیشتر فجی (Fiji) میں بھی خدمات انجام دے چکے ہیں، انھوں نے کچھ دنوں قبل مجھ سے ایک سوال کیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فجی (Fiji) جو بحر الکاہل میں آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ وغیرہ کے قریب مشرقِ اقصیٰ میں واقع ایک چھوٹا سا جزیرہ نما ملک ہے، وہاں سورج سب سے پہلے طلوع ہوتا ہے اور سب سے پہلے غروب بھی ہوتا ہے، اس لحاظ سے نیا چاند سب سے پہلے وہیں نظر آنا چاہیے، جب کہ فجی کے مقابلے میں جو ممالک جانبِ مغرب میں واقع ہیں، وہاں سورج بعد میں طلوع ہوتا ہے، اور غروب بھی بعد میں ہوتا ہے، اس اعتبار سے ان ممالک میں نیا چاند بعد میں نظر آنا چاہیے، قیاس تو اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جہاں پہلے شام ہو، وہاں پہلے چاند نظر آئے اور جہاں بعد میں شام ہو وہاں بعد میں چاند نظر آئے، مگر اکثر معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، فجی میں عموماً ایک دن بعد نیا چاند نظر آتا ہے جب کہ مغربی ممالک میں ایک دن پہلے ہی نیا چاند نظر آجاتا ہے، آخر ایسا کیوں؟

*** جواب: ***

یہ مفروضہ درست ہی نہیں ہے کہ مشرقی ممالک (جہاں سورج پہلے طلوع ہوتا ہے اور پہلے غروب بھی ہوتا ہے) وہاں نیا چاند پہلے نظر آنا چاہیے اور مغربی ممالک (جہاں سورج بعد میں طلوع ہوتا ہے اور بعد میں غروب بھی ہوتا ہے) وہاں نیا چاند بعد میں نظر آنا چاہیے، بلکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، چنانچہ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان رقم طراز ہیں:

* "مقام جس قدر غربی تر ہو امکانِ رؤیت بیشتر ہوگا"۔ * [فتاویٰ رضویہ، تالیف: امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ، ناشر: مرکز اہل سنت برکات رضا، پوربندر، گجرات، اشاعت بارِ دوم: مارچ ۲۰۰۶ء، ج:۲۶، ص:۴۲۲]

فتاویٰ رضویہ کے مذکورہ بالا ضابطے کو سمجھنے کے لیے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ علمِ فلکیات کی روشنی میں نئے چاند کے نظر آنے کے لیے کتنی شرطیں ہیں اور کون کون سی؟ نیز وہ شرطیں مشرقی ممالک میں زیادہ پائی جائیں گی یا مغربی ممالک میں؟

ارشاداتِ اعلیٰ حضرت کے مطابق رؤیتِ ہلال کے لیے تین انتہائی اہم شرطیں ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مکمل طور پر نہ پائی جائے تو فلکیات دانوں کے نزدیک رؤیتِ ہلال ممکن نہیں، وہ تینوں شرطیں درج ذیل ہیں:

1. قرانِ نیرین (جس وقت سورج اور چاند دونوں ایک سیدھ میں آجاتے ہیں اس وقت) سے غروبِ آفتاب تک سورج اور چاند کے درمیان کم از کم ۱۰ درجے کا فاصلہ ہو جائے۔ (چوں کہ سورج اور چاند دونوں کی رفتار میں جیسے وقت گزرتا جاتا ہے دونوں کے درمیان دوری بڑھتی جاتی ہے، بالکل ایسے ہی کہ جیسے ایک گاڑی سست رفتار کے ساتھ چل رہی ہو، اور کوئی دوسری گاڑی اس سے تیز رفتار کے ساتھ پیچھے سے آکر اس کے بغل سے اوورٹیک کرکے آگے بڑھ جائے، اگر دونوں گاڑیاں اپنی اپنی رفتار سے ہی چلتی رہیں، تو جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا دونوں گاڑیوں کے درمیان فاصلہ بڑھتا جائے گا، یوں ہی قرانِ نیرین کے بعد چاند جانبِ مشرق ہٹتا جاتا ہے، اور شمس وقمر کے درمیان فاصلہ بڑھتا جاتا ہے، اب اگر غروبِ آفتاب کے وقت تک شمس وقمر کے درمیان ۱۰ درجے سے کم فاصلہ ہو تو رویت ممکن نہیں ہے، ہاں ۱۰ درجے سے جس قدر زائد فاصلہ ہوگا چاند کے نظر آنے کا امکان بھی اسی قدر زائد ہوگا۔ رہی یہ بات کہ یہ کیسے پتہ کریں کہ سورج اور چاند کے درمیان ۱۰ درجے کا فاصلہ کتنی

دیر میں ہوگا، تو اس سلسلے میں فلکیات دانوں کے دو اقوال ہیں: ایک قول کے مطابق قرانِ نیرین کے بعد شمس وقمر کے درمیان ۱۰ درجے کا فاصلہ ہونے میں ساڑھے ۱۹ گھنٹے لگتے ہیں اور دوسرے قول کے مطابق ۲۲ گھنٹے لگتے ہیں، لہٰذا اگر کسی ملک کے معیاری وقت کے مطابق رات کے ۱۲ بجے قرانِ نیرین ہوا اور اگلے دن اس ملک میں ۶ بجے غروبِ آفتاب کا وقت ہے، تو وہاں پر اس دن رویتِ ہلال ممکن نہیں ہے، کیوں کہ قرانِ نیرین اور غروبِ آفتاب کے درمیان صرف ۱۸ گھنٹے کا فرق ہو رہا ہے، اور اتنی مدت میں دونوں کے درمیان ۱۰ درجے کا فاصلہ نہیں ہو پاتا، اس کے برعکس اگر کسی ملک کے معیاری وقت کے مطابق ساڑھے ۷ بجے شام میں قرانِ نیرین ہوا اور اگلے دن اس ملک میں ۶ بجے غروبِ آفتاب کا وقت ہے، تو وہاں پر چاند نظر آنا ممکن ہے، کیوں کہ قرانِ نیرین سے غروب آفتاب تک ساڑھے ۲۲ گھنٹے کا وقت گزر جائے گا، اور اس مدت میں چاند اور سورج کے درمیان ۱۰ درجے سے کچھ زائد ہی فاصلہ ہو جائے گا)۔

2. غروبِ آفتاب اور غروبِ قمر کے درمیان کم از کم چالیس منٹ کا فاصلہ ہو (یعنی سورج ڈوبنے کے کم از کم ۴۰ منٹ کے بعد چاند ڈوبے، مثلاً اگر غروبِ آفتاب ۶ بجے ہو تو غروبِ قمر کم از کم ۶ بج کر ۴۰ منٹ پر ہو، فرقِ غروبین چالیس منٹ سے جس قدر زائد ہوگا، امکانِ رویت بھی اسی قدر زیادہ ہوگا، واضح رہے کہ اگر سورج اور چاند کے درمیان فاصلہ مختصر ہو تو فرقِ غروبین بھی زیادہ نہیں ہوگا، بلکہ سورج سے قریب ہونے کی وجہ سے سورج ڈوبنے کے تھوڑی دیر کے بعد ہی چاند بھی ڈوب جائے گا)۔

3. غروبِ آفتاب کے وقت ارتفاعِ قمر کم از کم ۸ درجے ہو۔ (یعنی جس وقت سورج غروب ہو اس وقت چاند دائرۂ افق سے کم از کم ۸ درجے اوپر ہو، کیوں کہ اگر اس وقت چاند ۸ درجے سے کم بلند ہوگا تو سورج کی تیز شعاعیں اسے چھپا لیں گی اور وہ نظر نہ آسکے گا، ہاں غروبِ آفتاب کے وقت ارتفاعِ قمر ۸ درجے سے جس قدر زائد ہوگا، اسی قدر رویت کا امکان بیشتر ہوگا)۔

رؤیتِ ہلال کی مذکورہ بالا تینوں شرائط کو جاننے کے بعد یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مشرقی مقامات پر سورج اور چاند کا گزر پہلے ہوتا ہے، اور مغربی مقامات پر بعد میں، یعنی مغربی مقامات کے بالمقابل مشرقی مقامات میں سورج اور چاند دونوں پہلے طلوع ہوتے ہیں اور غروب بھی پہلے ہوتے ہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

* "دورۂ معدل میں مواضعِ غربیہ پر نیرین کا گزر مواضعِ شرقیہ کے بعد ہوتا ہے"۔ * [مرجعِ سابق، ج:۲۶، ص:۴۲۲]

واضح رہے کہ سورج ایک گھنٹے میں ۱۵ درجے مسافت طے کرتا ہے، یعنی اگر کوئی ملک ۱۸۰ درجہ طولِ شرقی پر واقع ہو اور وہاں سورج معیاری وقت کے مطابق ۶ بجے پہنچتا ہو، تو جو خطہ مشرق میں

اس ملک سے ۱۵ درجے جانبِ مغرب میں واقع ہوگا (یعنی جس خطے کا طولِ شرقی اس ملک سے ۱۵ درجے کم (یعنی ۱۶۵ درجے) ہوگا، وہاں پر سورج ایک گھنٹے بعد (پہلے ملک کے معیاری وقت کے مطابق ۷ بجے) پہنچے گا۔

اتنی تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو مقام جس قدر شرقی طول پر واقع ہوگا وہاں اسی قدر طلوع وغروب پہلے ہوگا، اور جو ملک جس قدر غربی طول پر واقع ہوگا (یعنی جس کا طولِ شرقی کم ہوگا) وہاں اسی قدر طلوع وغروب تاخیر سے ہوگا۔

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں فجی (Fiji) کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ فجی انتہائے تقریباً ۱۷۸ درجہ ۳ دقیقہ ۵۴ ثانیہ (″۵۴′۳°۱۷۸) طولِ بلد پر واقع ہے۔

اس اعتبار سے فجی ان ممالک میں سے ہے جہاں پر سورج سب سے پہلے طلوع اور سب سے پہلے غروب ہوتا ہے، اس لیے عموماً وہاں پر قرانِ نیرین اور غروب آفتاب کے درمیان کم وقت ہونے کی وجہ سے مطلوبہ فصلِ نیرین، فرقِ غروبین اور ارتفاعِ قمر حاصل نہیں ہو پاتا اس لیے اکثر رؤیت نہیں ہوتی۔

جب کہ وہ ممالک جو فجی سے جانبِ مغرب میں واقع ہیں وہاں سورج دیر سے طلوع ہوتا ہے اور دیر سے غروب بھی ہوتا ہے، اس لیے ان ممالک میں تاخیر سے غروبِ آفتاب ہونے کی وجہ سے اگر مطلوبہ فصلِ نیرین، فرقِ غروبین اور ارتفاعِ قمر حاصل ہو جاتا ہے تو رؤیتِ ہلال کا امکان ہوتا ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو اکثر رؤیت ہو جاتی ہے۔

مثال کے طور پر ہندوستان جس کا معیاری طول ساڑھے ۸۲ درجہ (″۰۰′۳۰°۸۲) ہے جو فجی سے ۹۵ درجہ ۳۳ دقیقہ ۵۴ ثانیہ (″۵۴′۳۳°۹۵) مغرب میں واقع ہے، فجی کے بالمقابل ہندوستان میں سورج تقریباً ساڑھے ۶ گھنٹے تاخیر سے پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل جس وقت فجی میں سورج غروب ہوتا ہے اس وقت ہمارے یہاں سورج پوری آب وتاب کے ساتھ چمکتا رہتا ہے اور یہاں ظہر کا وقت بھی نہیں شروع ہوتا۔

اب فرض کریں کہ فجی کے معیاری وقت کے مطابق ۱۲ بجے رات میں قرانِ نیرین ہوا، اور ۶ بجے غروبِ آفتاب کا وقت ہے، اس طرح قرانِ نیرین سے غروبِ آفتاب تک صرف ۱۸ گھنٹے کا فاصلہ ہوا، اس لیے سورج اور چاند کے درمیان ۱۰ درجے سے کم فاصلہ ہونے کی وجہ سے اس دن وہاں چاند نظر نہیں آئے گا۔

مگر فجی کے مقابلے میں ہندوستان میں تقریباً چھ سات گھنٹے کے بعد سورج غروب ہوگا، اس لیے یہاں قرانِ نیرین سے غروبِ آفتاب کے وقت تک تقریباً ۲۴/۲۵ گھنٹے کا وقت گزر چکا ہوگا، اس لیے شمس وقمر کے درمیان ۱۰ درجے سے زائد فاصلہ ہو چکا ہوگا، فرقِ غروبین اور ارتفاعِ قمر بھی فجی کے مقابلے میں یہاں زیادہ ہوگا، اس لیے یہاں پر اس دن رویتِ ہلال ممکن ہوگی، اور جو ممالک ہندوستان سے بھی جانبِ مغرب میں واقع ہیں وہاں پر غروبِ آفتاب اور زیادہ تاخیر سے ہوگا اور اس وقت تک چاند کی عمر اور زیادہ ہو جائے گی تو وہاں پر امکانِ رویت بھی بیشتر ہوگا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ فجی میں سورج کا پہلے غروب ہونا ہی عموماً رؤیتِ ہلال میں تاخیر کا سبب ہوتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اَعلم بالصواب.

محرر جامعہ علیمیہ جمداشاہی کے مایہ ناز فرزند ہونے کے ساتھ ادارے کے شعبہ عالیہ اور شعبہ نشر واشاعت کے باصلاحیت استاذ بھی ہیں

19-06-2026

اے زر

یي خوش چھوئ تی کر ایک کشمیری محاورہ اردو میں اس طرح بولیں (اے بے جا دولت چل اپنی مرضی سے) ماجد مجید کشمیر یونیورسٹی سرینگر قارئین حیران ہوں گے کہ ضرور کوئی انہونی بات ہوگی اور سنی ان سنی میں کئی ماتھے ناگواری آثار نمایاں کریں اور کئی شکن آلود بہت سارے دولت لٹانے پر ناز کریں گے اور لہو لعب قصہ کہانیاں تسلیم کرکے معاشرے میں اپنی حیثیت برقرار رکھنے کے لئے محلہ کمیٹیوں کے ساتھ مسجد کمیٹیوں کے عہدہ داراں کا خاص خیال کرکے خاموشی اور چپ سادھ لینے کی حتی المقدور جدوجہد سے دامن داغدار کرتے رہیں گے تاکہ بے فکر ریاکاری میں دولت لٹا کے پسماندگان کا گلا گھونٹنا آسان بن جائے ایک ضروری مثال سے سمجھانا بہتر ہے۔ پرانے زمانے میں ازدواجی زندگی میں بندھنا موجودہ دور کے زمانے سے ہزار درجہ بہتر ہوا کرتا تھا۔ دولہا کے گھر سے شادی کا پیغام مقرر کرنے کوئی قریبی رشتہ دار دولہن والوں کے گھر جاکر انہیں شادی کی تاریخ سے آگاہ کرتا تھا دولہن والے اس کے لئے مرغا پکاکر کھانا کھلاتے تھے اور دولہن والوں کی طرف سے اقرار حاصل کرکے دولہا کے گھر لوٹ آتا تھا پھر دونوں طرف سے تیاریاں شروع کردی جاتی تھیں مہندی رات کو دولہا والے دولہن کے گھر مہندی بھیجا کرتے تھے اور اگلے روز صبح صبح ایک بھیڑ بھیجا کرتے تھے تاکہ دولہن والے اس کو ذبح کرکے پکائیں خود بھی کھائیں اور دولہا اور اس کے ساتھ آئے مہمانوں کو بھی کھلائیں جسے عرف عام میں ورہ کٹھ بولا کرتے تھے۔

موجودہ دور میں اس کے برعکس ہے مثلاً ساعت نامہ = دولہے والے گھر میں ساعت نامہ تحریر کرتے ہیں دوسرے معنوں میں اسے استدعا بھی کہتے ہیں اس میں خیر وعافیت کے بعد دولہا کی مرضی پر دولہن کا نام لکھ کر شادی کی تاریخ لکھی جاتی ہے۔ اور پھر تیس سے چالیس مرد وزن کی تعداد ساعت نامہ لے کر دولہن کے گھر وارد ہو جاتے ہیں۔ دولہن والے اچھا خاصا انتظام کرتے ہیں وازہ وان تیار کیا جاتا ہے پچاس سے ساٹھ کلو گوشت پکایا جاتا ہے پکوانوں کی تعداد بھی لاتعداد بن جاتی ہے پھر مہمانوں کے لئے الگ سے گوشت بھرے بیگ کے ساتھ مٹھائیاں اور مختلف قسم کے مشروبات بھی دئے جاتے ہیں شادی کی تاریخ دونوں طرف سے تسلیم کی جاتی ہے اور دولہن والوں کی طرف سے قبولیت نامہ حاصل کرکے رخصت ہو جاتے ہیں اتنا خرچہ صرف ساعت نامہ پر اور پھر شادی پر کیا ہوگا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا اس کے روک تھام کے لئے محلہ کمیٹیاں خاموش اور مساجد عہدہ داراں کے لبوں پر سکوت۔ ایسے میں کشمیری محاورہ (اے زری خوش چھوئ تی کر) ایسے افراد پر خوب راس آتا ہے

مدارسِ اسلامیہ کا موجودہ نصاب اور عصرِ حاضر کے تقاضے

۲۱ جون ۲۰۲۶ کو مرکز الامام احمد بن حنبل، کپل وستو (لمبنی) میں "مدارسِ اسلامیہ کا موجودہ نصاب اور عصرِ حاضر کے تقاضے" کے عنوان سے ایک روزہ سیمینار منعقد ہوا، جس کی سرپرستی ڈاکٹر عبد المبین ثاقب ہارونی نے فرمائی۔ اس علمی نشست میں آٹھ تحقیقی مقالات پیش کیے گئے جن پر اہلِ علم کی جانب سے تبصرے اور مفید تجاویز بھی سامنے آئیں۔ سیمینار میں مدارس کے نصاب، تعلیمی نظام، عصری چیلنجز اور اصلاحی امکانات پر سنجیدہ گفتگو ہوئی۔

اس سیمینار میں راقم کو بھی اپنا مقالہ پیش کرنے کا موقع ملا۔ مقالے میں اس بات پر زور دیا گیا کہ مدارس کی دینی شناخت اور علمی ورثے کو محفوظ رکھتے ہوئے نصاب میں ایسی اصلاحات کی جائیں جو طلبہ کو عصرِ حاضر کے فکری، تعلیمی اور سماجی چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بنا سکیں۔

بعض افراد یہ سوال کرتے ہیں کہ جب نصابِ مدارس کے موضوع پر ماضی میں بھی متعدد کانفرنسیں، سیمینارز اور مشاورتی نشستیں ہو چکی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی تو ان کا عملی فائدہ کیا ہے؟ درحقیقت ایسے اجتماعات کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ رائے عامہ کو ہموار کرتے ہیں، اہلِ علم اور اربابِ مدارس کے درمیان مکالمے کا ماحول پیدا کرتے ہیں اور تدریجی اصلاحات کے لیے فکری بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ مدارس کے نظام اور نصاب میں تبدیلی ایک نہایت حساس معاملہ ہے، اس لیے اس سلسلے میں جلد بازی کے بجائے فہم و بصیرت، مشاورت اور تدریج کی ضرورت ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ چند دہائیوں کے دوران مدارس میں مختلف سطحوں پر مثبت تبدیلیاں آئی ہیں۔ متعدد اداروں نے اپنے نصاب میں کمپیوٹر، انگریزی، نیپالی، سماجی علوم اور دیگر عصری مضامین کو شامل کیا ہے۔ یہ پیش رفت خوش آئند ہے، لیکن موجودہ دور کی ضروریات، تعلیمی مسابقت اور سماجی تبدیلیوں کے پیشِ نظر یہ اقدامات ابھی ناکافی محسوس ہوتے ہیں۔ آج کا طالب علم صرف دینی علوم ہی نہیں بلکہ بدلتی دنیا، جدید ذرائع ابلاغ، قومی قوانین، معاشی نظام اور عصری فکری چیلنجز سے بھی واقفیت کا محتاج ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض حلقے اب تک نصاب اور نظامِ تعلیم کی اصلاح کے مسئلے کو مطلوبہ اہمیت نہیں دے رہے۔ بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ اگر مدارس نے وقت کے تقاضوں کو سنجیدگی سے نہ لیا تو مستقبل میں انہیں مختلف قسم کے داخلی اور خارجی دباؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اصلاح کا عمل خود مدارس کے اندر سے شروع ہو اور ادارے اپنی آزادی، تشخص اور دینی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے تعلیمی ترقی کے راستے اختیار کریں۔

نیپال کے مدارس کے لیے ایک اہم موقع یہ ہے کہ حکومتِ نیپال اور وزارتِ تعلیم کی سرپرستی میں مدارس کے لیے دسویں جماعت تک ایک باقاعدہ نصاب تیار کیا گیا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا ایک اہم اور تاریخی اقدام ہے۔ اگرچہ ہر نئے منصوبے میں بعض کمزوریاں یا خامیاں موجود ہو سکتی ہیں، لیکن اس کی وجہ سے پورے منصوبے کو نظر انداز کرنا دانش مندی نہیں ہوگی۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ مدارس اس نصاب کا سنجیدگی سے مطالعہ کریں، جہاں مناسب ہو اسے اختیار کریں اور عملی تجربے کی روشنی میں جو خامیاں سامنے آئیں انہیں وزارتِ تعلیم تک پہنچائیں تاکہ آئندہ نظرِ ثانی کے مراحل میں انہیں دور کیا جاسکے۔

اس موقع پر یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ نصاب میں تبدیلی کا مقصد صرف چند عصری مضامین کا اضافہ نہیں ہونا چاہیے، بلکہ تدریسی طریقوں، امتحانی نظام، اساتذہ کی تربیت، تحقیقی مزاج کی آبیاری، زبانوں کی مہارت، ٹیکنالوجی کے استعمال اور طلبہ کی عملی صلاحیتوں کی ترقی پر بھی توجہ دینا ضروری ہے۔ مدارس کو ایسے فضلاء تیار کرنے کی ضرورت ہے جو دینی علوم میں گہرائی کے ساتھ ساتھ قومی اور بین الاقوامی سطح پر مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ اسی طرح مدارس اور یونیورسٹیوں کے درمیان علمی تعاون، مشترکہ تحقیقی منصوبے اور جدید تدریسی وسائل سے استفادہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مدارسِ نیپال کو اپنے نظام اور نصاب پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے تدریجی مگر مؤثر اصلاحات کی طرف آگے بڑھنا چاہیے۔ وقت کے تقاضوں کو نظر انداز کرنا نہ مدارس کے مفاد میں ہے اور نہ ہی قوم و ملت کے۔ جو ادارے حالات کے مطابق خود کو بہتر بناتے ہیں وہی مستقبل میں زیادہ مؤثر کردار ادا کرتے ہیں، جبکہ اصلاح میں غیر ضروری تاخیر تعلیمی اور سماجی نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مدارس اپنی دینی شناخت کو محفوظ رکھتے ہوئے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ایک متوازن، جامع اور مؤثر تعلیمی نظام تشکیل دیں تاکہ وہ آنے والی نسلوں کی بہتر رہنمائی کر سکیں۔

ڈاکٹر سلیم انصاری
جھاپا نیپال

ذکر شہید اعظم کا انعقاد یکم جولائی کو

پریس ریلیز،

پریہار تھانہ کے تحت واقع مرشد نگر اکڈنڈی گاؤں میں یکم جولائی ۲۰۲۶ عیسوی کو ذکر شہید اعظم کا انعقاد کیا گیا ہے، جس کی سرپرستی پیر طریقت رہبر راہ شریعت واقف اسرار حقیقت حضرت علامہ مولانا الحاج محمد نسیم الدین لیاقتی حسنی عزیزی جہانگیری ابوالعلائی فرمائیں گے، اور صدارت مخیر قوم و ملت محبوب العلماء والمشائخ حضرت الحاج حافظ محمد علیم الدین قادری ملت نگر کھوکسی فرمائیں گے، جبکہ قیادت مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد شاکر رضا نوری کھوکسی فرمائیں گے، اور نقابت جانشین مستان نیپال حضرت حافظ عبد الغفار اطہر نیپالی اور تلاوت حضرت مولانا حافظ توصیف رضا جامعی فرمائیں گے، واضح ہو کہ اس پروگرام میں چادر مزار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت بھی کرائی جائے گی، مقررین خصوصی میں خطیب الاسلام حضرت علامہ مولانا محمد ساجد رضا نظامی بانی جامعۃ الزہرا کھوکسی اور خطیب نوجوان حضرت علامہ مولانا محمد اشفاق مصباحی سیتامڑھی کی خصوصی تقریر ہوگی، اور حضرت علامہ مولانا محفوظ الرحمن مصباحی خطیب وامام سنی نوری جامع مسجد اکڈنڈی اصلاح معاشرہ پر بیان فرمائیں گے اور مصلح قوم و ملت حضرت قاری قیصر عطاری خطیب وامام سنی اظہری جامع مسجد محلہ فضل حق بلاک گیٹ پریہار وضو اور غسل کا طریقہ مجمع عام کو بتائیں گے، شاعر خصوصی کی حیثیت سے عطائے حضور حنیف ملت مداح محبوب رب اکبر حضرت شہرت گلاب پوری نیپال اور حضرت صوفی عبد الرحمن نسیمی گجرات اور مداح رسول حافظ ذیشان رضا ہاشمی نعت خوان حبیب کبریا غلام محی الدین افسر کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء وشعراء شرکت کریں گے، محمد صابر نسیمی عبد القادر نسیمی صوفی شمیم نسیمی عزیز عالم، صوفی غلام مرتضی اور طالب نسیمی وغیرہ نے ہمارے نمائندہ کو بتایا کہ پیر صاحب کی آمد کو لے کر خوشی کا ماحول ہے اور پروگرام کی تیاری جنگی سطح پہ جاری ہے،

رپورٹ ابو افسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز،

مدارس میں عصری علوم کی شمولیت وقت کی اہم ضرورت: عبید الرحمن الحسینی

لکھنؤ: معروف سماجی کارکن اور ڈائریکٹر انس ویلفیئر ٹرسٹ، عبید الرحمن الحسینی نے کہا ہے کہ دینی مدارس نے ہمیشہ دین اسلام کی حفاظت اور علمی ورثے کی بقا میں اہم کردار ادا کیا ہے، تاہم موجودہ دور کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے عصری علوم کو بھی مناسب حد تک نصاب کا حصہ بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ اگر مدارس میں دینی علوم کے ساتھ قانون، صحافت، انفارمیشن ٹیکنالوجی، معاشیات اور دیگر جدید مضامین کو شامل کیا جائے تو مدارس کے فارغین نہ صرف دینی میدان میں بلکہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بھی نمایاں خدمات انجام دے سکتے ہیں۔

عبید الرحمن الحسینی نے کہا کہ ایک ایسا وقت بھی آسکتا ہے جب مدارس کے طلبہ دنیا کی ممتاز جامعات میں تعلیم حاصل کریں، عدلیہ، میڈیا اور دیگر اہم شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوائیں اور ملت و ملک کا نام روشن کریں۔ انہوں نے کہا کہ دینی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے جدید تعلیمی مواقع سے استفادہ کرنا کسی بھی صورت مدارس کی روایت کے خلاف نہیں بلکہ اس کے دائرۂ اثر کو مزید وسیع کرنے کا ذریعہ ہے۔

انہوں نے مدارس کے ذمہ داران، علماء کرام اور اہلِ خیر سے اپیل کی کہ وہ تعلیمی ترقی اور مثبت اصلاحات کے لیے سنجیدہ کوششیں کریں تاکہ آنے والی نسلیں دین و دنیا دونوں میدانوں میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

آخر میں عبید الرحمن الحسینی نے کہا کہ مدارس کا روشن مستقبل اسی وقت ممکن ہے جب دینی تعلیم کے ساتھ عصری تقاضوں کو بھی سمجھا جائے اور طلبہ کو ہر میدان میں آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کیے جائیں

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

عاشورہ وماہ محرم کی فضیلت واہمیت قرآن وحدیث کے تناظر میں

از مفتی قاضی فضل رسول مصباحی۔
دار العلوم اہل سنت قادریہ سراج العلوم برگدہی، ضلع مہراج گنج یوپی۔

اسلامی سن کے اعتبار سے اللہ جلّ شانہ نے سال کے بارہ مہینوں کی کچھ خاص فضیلتیں اور ممتاز اہمیتیں ذکر فرمائی ہیں، قرآن مجید میں اس سے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

انّ عدة الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموٰت والارض منھا اربعة حرم ذالک الدین القیم فلا تظلموا فیھن (التوبہ)

اللہ کے ہاں اس کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو اس نے پیدا کیا ہے۔ ان میں سے چار حرمت وادب کے ہیں۔ یہی درست دین ہے۔ تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔

وعن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، السنة اثنا عشر شھراً منھا اربعة حرم ،ثلٰثة متتالیات، ذوالقعدہ، ذوالحجہ والمحرم ۔ورجب مضر الذی بین جمادیٰ و شعبان ، رواہ البخاری (۲۹۵۸)

اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سال بارہ مہینوں کا ہے۔ ان میں سے چار حرمت وادب کے ہیں۔ تین مہینے، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم لگا تار ہیں۔ رجب جو جمادیٰ الاخریٰ و شعبان کے درمیان ہے۔ ان میں خوں ریزی اور جدال وقتال قطعا بند کردیا جاتا تھا۔ حج و عمرہ اور تجارتی معاملات کے لئے امن وامان کے ساتھ آزادی سے سفر کرسکتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ ماہ رمضان المبارک کے بعد کون سے مہینہ کے میں روزے رکھوں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہی سوال ایک دفعہ ایک شخص نے نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کیا تھا اور میں آپ کے پاس بیٹھا تھا تو آپ نے جواب دیا تھا۔ "ان کنت صائی ما بعد شھر رمضان فصم المحرم فانہ شھر اللہ فیہ یوم تاب اللہ فیہ علی قوم ویتوب فیہ علیٰ قوم اٰخرین (ترمذی شریف ج ا ص ۱۵۷)

یعنی ماہ رمضان کے بعد اگر تم کو روزہ رکھنا ہے تو ماہ محرم میں رکھو، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ (کی خاص رحمت) کا مہینہ ہے اس میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالی نے ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی اور آیندہ بھی ایک قوم کی توبہ اس دن قبول فرمائے گا۔۔ نیز حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "افضل الصیام بعد صیام شھر رمضان شھر اللہ المحرم (ترمذی شریف ج ا ص ۱۵۸) یعنی ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزہ ماہ محرم الحرام کا ہے۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔ "من صام یوماً من المحرم فلہ بکل یوم ثلثون یوماً" (الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۱۴) یعنی جو شخص محرم کے ایک دن میں روزہ رکھے تو اس کو ہر دن کے روزہ کے بدلے تیس دن روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔۔ ان احادیث میں "شھر اللہ" سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ اللہ تعالی کی خاص رحمتوں کا مہینہ ہے، اس ماہ کی اضافت اللہ کی طرف کرنے سے اس کی خصوصی عظمت وفضیلت ثابت ہوئی ۔ اس لئے اسے نیکیوں سے معمور و منور کرنا چاہئے اور خداوند قدوس سے یہ توقع رکھنی چاہئے کہ وہ ان روزوں کی برکت پورے سال رکھے گا

سورہ توبہ کی درج بالا آیتوں اور احادیث نبویہ سے جہاں حرمت و ادب والے چار مہینوں کی فضیلت ثابت ہوئی وہاں اسلامی کلینڈر کے پہلے ماہ، محرم الحرام کی اہمیت بھی ظاہر ہوئی۔ اس اہمیت کی وجہ یہ بھی ہے کہ اسلامی سال کی ابتدا اسی ماہ مقدس سے ہوتی ہے۔ اسی ماہ میں ایک مسعود و مبارک دن "عاشورا" کا بھی ہے، جس کی عظمت و فضیلت پر احادیث نبویہ شاہد عدل ہیں۔ ان دلائل و شواہد کو ہم تھوڑا رک کر بیان کریں گے ۔ سر دست ہم بیان کریں گے کہ یوم عاشورا کی آمد پر مسرت وشادمانی کا اظہار ،اورادو وظائف اور صوم وصلوٰة کا بکثرت اہتمام اس لئے کیا جاتا ہے کہ یہ دن اللہ کی طرف سے انعام واکرام کا دن ہے۔ اور جس دن اللہ کی کوئی نعمت ورحمت اپنے بندوں پر ہو وہ مسرت و شادمانی اور عید یعنی خوشی منانے کا دن ہوتا ہے ۔ارشاد خداوندی ہے۔ "وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ" اور انھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

ظاہر ہے کہ "عاشورا محرم" بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر نعمت ورحمت کے نزول کا دن ہے۔ کیوں کہ اس دن بہت سے انبیا کرام ومرسلین عظام پر اللہ کا عظیم انعام واکرام ہوا اور بتوسط حسنین کریمین شہادت کو بحضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بوس ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ جب بنی اسرائیلیوں کو اللہ تعالی نے فرعونیوں سے نجات دلائی اس دن سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا، آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم تم سے زیادہ موافقت رکھنے کے حقدار ہیں اس لئے آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا (بخاری و مسلم)۔ اس حدیث سے بھی نعمت ورحمت پر خوشی منانے، اور روزہ رکھنے کے حکم کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ رمضان کے روزے سے یوم عاشورا کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہو گئی، مگر استحبابیت وسنیت باقی رہی۔

عاشورا کی وجہ تسمیہ

علما اسے عاشورا اس لئے کہتے ہیں کہ یہ محرم کا دسواں دن ہے۔ جب کہ بعض علما فرماتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے دس انبیا کرام علیہ السلام کو دس اعزازات سے نوازا۔

۱۔۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی
۲۔۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو مقام اعلی کا رتبہ نصیب ہوا۔
۳۔۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری
۴۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اسی دن ہوئی۔ اسی دن انھیں خلیل بنایا گیا اور آگ سے نجات ملی
۵۔۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی
۶۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی دن آسمان پر اٹھایا گیا
۷۔۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی دن فرعون سے نجات ملی اور فرعون غرق ہوا
۸۔۔ حضرت یونس علیہ السلام اسی دن مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے
۹۔۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اسی دن بادشاہی ملی
۱۰۔۔ ایک روایت کے مطابق نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی اسی دن ہوئی

عاشورا کے دن روزے کی فضیلت

نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کی متعدد فضیلتیں وارد ہیں۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مارأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحری صیام یوم فضلہ علی غیرہ الا ھٰذ الیوم یوم عاشورا و ھٰذا الشھر یعنی شھر رمضان" ۔(بخاری شریف ج ا ص ۲۶۸ ۔ مسلم شریف ج ا ص ۳۴۰۔۔۳۴۱)

میں نے نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی فضیلت والے دن کے روزہ کا اہتمام بہت زیادہ کرتے نہیں دیکھا سوائے اس دن یوم عاشورا کے اور سوائے اس ماہ یعنی ماہ رمضان المبارک کے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے طرز عمل سے یہی سمجھا کہ نفل روزوں میں جس قدر اہتمام آپ یوم عاشورا کے روزہ کا کرتے تھے اتنا کسی دوسرے نفلی روزہ کا نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "لیس لیوم فضل علی یوم فی الصیام الا شھر رمضان ویوم عاشورا"۔(رواہ الطبرانی والبیھقی، الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۱۵)

روزہ کے سلسلے میں کسی بھی دن کو کسی دن پر فضیلت حاصل نہیں۔ مگر ماہ رمضان المبارک کو اور یوم عاشورا کو (کہ ان کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے)

عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ قال،قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنة اللتی قبلہ (مسلم شریف ج ا ص ۳۶۸ ،ابن ماجہ ۱۲۵)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے امید ہے کہ عاشورا کے دن کا روزہ گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ (ابن ماجہ کی ایک روایت میں "السنة اللتی بعدھا" کے الفاظ ہیں یعنی عاشورا کے دن کا رزہ آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا) "کذافی الترغیب ج ۲۔ ص ۱۱۵"

ان احادیث شریفہ سے ظاہر ہے کہ یوم عاشورا بہت ہی عظمت و تقدس کا حامل ہے۔ لھٰذا ہمیں اس دن کی برکات سے بھرپور فیض اٹھانا چاہئے۔

یوم عاشورا کے کام

احادیث طیبہ سے یوم عاشورا میں دو چیزیں خصوصیت سے ثابت ہیں ،اول۔ روزہ، اس سلسلے میں روایات گذر چکی ہیں ، لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ احادیث میں نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین کی مشابہت اور یہود و نصاریٰ کی بود وباش اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، اس حکم کے تحت چوں کہ تنہا یوم عاشورا کا روزہ رکھنا یہودیوں کے ساتھ اشتراک اور تشابہ تھا۔ دوسری طرف اس کو چھوڑ دینا، اس کی برکات سے محرومی کا سبب تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ یوم عاشورا کے ساتھ ایک دن کا روزہ اور ملالو، بہتر تو یہ ہے کہ نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ رکھو، اور اگر کسی وجہ سے نویں کا روزہ نہ رکھ سکو تو پھر دسویں کے ساتھ گیارھویں کا روزہ رکھ لو، تاکہ یہود کی مخالفت ہو جائے اور ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا تشابہ نہ رہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا، تو بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (تو کیا اس میں کوئی ایسی تبدیلی ہو سکتی ہے۔ جس کے بعد یہ اشتراک اور تشابہ والی بات ختم ہو جائے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "فاذاکان العام المقبل ان شاءاللہ صمنا الیوم التاسع، قال فلم یات العام المقبل حتی توفیٰ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم (مسلم شریف ج ا ص ۳۵۹)

یعنی جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو بھی روزہ رکھیں گے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اگلا سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔

دوم، اہل وعیال پر رزق میں فراخی:- شریعت اسلامیہ نے اس دن کے لئے دوسری تعلیم یہ دی کہ اس دن اپنے اہل وعیال پر کھانے، پینے میں وسعت اور فراخی کرنا اچھا ہے۔ کیوں کہ اس عمل کی برکت سے تمام سال اللہ تعالیٰ فراخ رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "من اوسع علیٰ عیالہ واہلہ یوم عاشورا اوسع اللہ علیہ سائی رسنتہ (رواہ البیقھی، الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۱۵)

یعنی جو شخص عاشورا کے دن اپنے اہل وعیال پر کھانے، پینے کے سلسلے میں فراخی اور وسعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ پورے سال اس کے رزق میں وسعت فرمائے گا۔

کتابوں میں ذکر ہے کہ یوم عاشورا کی فضیلت کو ہر نبی کے دور میں برقرار رکھا گیا ہے۔ یہ دن نفل نمازوں، صدقہ خیرات، ذکرو استغفار، توبہ اور شکر کا ہے ۔ تلاوت اور تسبیحات کے ورد کا ہے ۔ کوشش کرنی چاہئے کہ اس دن کو زیادہ سے زیادہ عبادت اور نفلی روزے کے ساتھ گزارا جائے اور جو توفیق ہو نفل نمازیں ادا کی جائیں۔۔ غربا یتامیٰ اور مساکین نیز رشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ جس کا لین دین باقی ہو اسے جلد از جلد پورا کرکے اللہ کی رحمت کا طلب گار بننا چاہئے، اس دن سب کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ یہ دن زندگی میں بار بار نہیں ملتے۔۔ لھٰذا عاشورا کا دن بازاروں میں گھوم کر، ڈھول تاشوں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت امام حسین اور کربلا کی نسبت سے بھی شہدا کا بلند مقام مفہوم ومحسوس ہے کہ یوم عاشورہ ان کی شہادت کے وقوع کے لئے مخصوص کیا گیا ،جس دن انبیا کرام علیھم السلام کو نوزا گیا تو ان کی آل کو بھی اس دن نوازا گیا اس سے ان کی عظمتوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ امام حسین اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنھم سے محبت فرض ہے۔ جب قرآن کریم کی "سورہ شوریٰ" کی آیت "قل لا اَسئلکم علیہ اجراً الا المودة فی القربیٰ" نازل ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر میرے رشتہ داروں سے محبت کرو تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ کے قرابت داروں میں کون ہیں جن سے محبت کرنا ہمارے لئے واجب ہے تو آپ نے فرمایا، علی، فاطمہ اور ان کے دو لڑکے (حسن اور حسین) رضی اللہ عنھم۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ قربانی در حقیقت اسلام کے بقا کی ضمانت تھی، کربلا کی پیاس، بھوک، سجدے اور نیزوں کی چھاؤں میں شہادت ،یہ سب کچھ ہمیں صبر ،استقامت، توکل اور دین پر قائم رہنے کا درس دیتے ہیں

لھٰذا۔ ہمیں ان کی محبت ہر وقت دل میں رکھنی چاہئے۔ اور ان کی سوانح حیات اور ارشادات کو پڑھ کر عمل ضرور کرنا چاہئے۔ ان کے نام سے ایصال اور حصول فیوض وبرکات کی محفل منعقد کرنی چاہئے تاکہ ہمارا دین بھی محفوظ رہے اور زندگی بھی کام یاب بنے۔

عاشورا کی رات کے نوافل

دو رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے۔ اور بعد نماز۔۔ "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰہُ وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ" تین بار پڑھے۔

چھ رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص دس بار پڑھے۔ ان رکعتوں کے ثواب بہت ہیں۔

حسین بن علی سے بڑی عقیدت ہے
نبی کے وہ ہے نواسے ہمیں محبت ہے

بتائے نانا کی امت کو آپ کا جذبہ
حسین آؤ ہمیں آپ کی ضرورت ہے

وہاں دبے گی نہیں اور کہیں جھکے گی نہیں
رسول پاک کی لوگو جہاں بھی امت ہے

کٹے گا سر یہ رہے حق میں پر جھکے گا نہیں
حسین بن علی کی یہی شہادت ہے

خدا کے حکم سے حق پر مٹی حسینی فوج
نہ بھول پائیں گے تحسین یہ حقیقت ہے،

* محمد تحسین رضا قادری رفاعی
* مدرس دار العلوم ضیاء مصطفی فہیم آباد کالونی کانپور
۹۸۳۸۰۹۹۷۸۶

نوجوانوں میں بڑھتا ڈپریشن: اسباب اور حل

محمد مسلم کبیر لاتور۔۔
۸۲۰۸۴۳۵۴۱۴۔

موجودہ دور ترقی، سہولتوں اور جدید ٹیکنالوجی کا دور کہلاتا ہے، لیکن اس کے باوجود نوجوانوں میں ذہنی بے چینی، اضطراب، مایوسی اور ڈپریشن میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔ نوجوان کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ اور روشن مستقبل ہوتے ہیں۔ اگر یہی طبقہ ذہنی دباؤ، ناامیدی اور احساسِ محرومی کا شکار ہو جائے تو پورے معاشرے کی ترقی متاثر ہوتی ہے۔ ڈپریشن صرف ایک طبی مسئلہ نہیں بلکہ سماجی، معاشی، تعلیمی اور خاندانی عوامل کا مجموعی نتیجہ بھی ہے۔ اس مسئلے کے اسباب کو سمجھنا اور ان کا مؤثر حل تلاش کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

تعلیم کو صرف ملازمت سے جوڑنے کا رجحان

آج کے دور میں تعلیم کا مقصد علم، کردار سازی اور صلاحیتوں کی نشوونما کے بجائے صرف ملازمت حاصل کرنا سمجھ لیا گیا ہے۔ نوجوان برسوں محنت کرکے ڈگریاں حاصل کرتے ہیں لیکن جب انہیں مناسب روزگار نہیں ملتا تو وہ مایوسی اور احساسِ ناکامی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تعلیم کا اصل مقصد انسان کو شعور، فہم اور زندگی گزارنے کی صلاحیت فراہم کرنا ہے۔ اگر نوجوان تعلیم کو صرف ملازمت تک محدود سمجھیں گے تو ملازمت نہ ملنے کی صورت میں ان کی ذہنی حالت متاثر ہونا فطری امر ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیم کے ساتھ ہنر، خود روزگاری اور عملی مہارتوں کو بھی فروغ دیا جائے۔

***معاشی کمزوری اور مالی مسائل——

بڑھتی ہوئی مہنگائی، بے روزگاری اور محدود آمدنی نوجوانوں کے لیے شدید ذہنی دباؤ کا سبب بن رہی ہے۔ بہت سے نوجوان اپنے گھر والوں کی امیدوں کا مرکز ہوتے ہیں۔ جب وہ معاشی طور پر مستحکم نہیں ہو پاتے تو احساسِ کمتری اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

مالی مشکلات بعض اوقات نوجوانوں کو قرض، بے چینی، احساسِ محرومی اور ذہنی تناؤ کی طرف دھکیل دیتی ہیں۔ اس کے لیے حکومت، سماجی اداروں اور اہلِ خیر کو نوجوانوں کے لیے روزگار اور ہنرمندی کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں۔

***موبائل اور سوشل میڈیا کا غلط استعمال

موبائل فون اور سوشل میڈیا نے زندگی کو آسان بنایا ہے، لیکن اس کا غیر ضروری اور حد سے زیادہ استعمال نوجوانوں کی ذہنی صحت پر منفی اثرات مرتب کر رہا ہے۔ گھنٹوں تک سوشل میڈیا پر رہنا، دوسروں کی مصنوعی اور پُرتعیش زندگیوں کو دیکھنا، فضول ویڈیوز میں وقت ضائع کرنا اور حقیقی زندگی سے دور ہونا ڈپریشن کا سبب بنتا ہے۔

بہت سے نوجوان اپنی زندگی کا موازنہ دوسروں سے کرتے ہیں، جس سے احساسِ محرومی اور ناکامی پیدا ہوتی ہے۔ موبائل کا متوازن استعمال، مطالعہ، کھیل کود اور سماجی سرگرمیوں میں شرکت اس مسئلے کے حل میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

***مفت خوری اور آسان زندگی کی خواہش

بعض نوجوان محنت، جدوجہد اور صبر کے بجائے جلد کامیابی حاصل کرنے کے خواب دیکھتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر راتوں رات مشہور ہونے والے افراد کو دیکھ کر وہ بھی بغیر محنت کے کامیابی چاہتے ہیں۔

جب حقیقت ان توقعات کے برعکس سامنے آتی ہے تو مایوسی جنم لیتی ہے۔ اسلام اور عقل دونوں محنت، استقامت اور جدوجہد کا درس دیتے ہیں۔ نوجوانوں کو یہ سمجھنا ہوگا کہ کامیابی کا کوئی مختصر راستہ نہیں ہوتا۔

***ذہنی اور جسمانی کمزوری۔------

صحت مند جسم اور متوازن ذہن ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ بے ترتیب طرزِ زندگی، نیند کی کمی، ورزش سے دوری، غیر صحت بخش خوراک اور مسلسل ذہنی دباؤ نوجوانوں کو کمزور بنا دیتے ہیں۔

جسمانی کمزوری رفتہ رفتہ ذہنی کمزوری میں تبدیل ہو جاتی ہے اور انسان ڈپریشن، چڑچڑے پن اور ناامیدی کا شکار ہو جاتا ہے۔

باقاعدہ ورزش، متوازن غذا، مناسب آرام اور مثبت مصروفیات ذہنی صحت کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔

حالات کے ساتھ سمجھوتہ نہ کرنے کی عادت

زندگی ہمیشہ انسان کی خواہشات کے مطابق نہیں چلتی۔ کامیابی اور ناکامی، آسانی اور مشکل، خوشی اور غم زندگی کا حصہ ہیں۔ بعض نوجوان معمولی ناکامی یا مشکلات کو برداشت نہیں کر پاتے اور حقیقت کو قبول کرنے کے بجائے مسلسل پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔

حالات کے ساتھ مثبت انداز میں مطابقت پیدا کرنا، صبر و تحمل اختیار کرنا اور مشکلات کو سیکھنے کا ذریعہ سمجھنا انسان کو ذہنی طور پر مضبوط بناتا ہے۔

***یکسمتی سوچ اور محدود نظریہ-----

بعض نوجوان زندگی کو صرف ایک ہی زاویے سے دیکھتے ہیں۔ اگر کسی ایک شعبے میں ناکامی مل جائے تو وہ پوری زندگی کو ناکام تصور کر لیتے ہیں۔ یہ یک رخا سوچ ڈپریشن کو بڑھاتی ہے۔ زندگی میں مواقع کے بے شمار دروازے ہوتے ہیں۔ ایک راستہ بند ہو جائے تو دوسرا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مثبت سوچ، مشاورت اور وسیع النظری نوجوانوں کو مایوسی سے بچا سکتی ہے۔

***خاندانی داخلی انتشار------

خاندان انسان کی پہلی درسگاہ اور سب سے مضبوط پناہ گاہ ہوتا ہے۔ لیکن جب گھر کے اندر جھگڑے، نااتفاقی، طلاق، بے توجہی، والدین کی مسلسل لڑائیاں یا جذباتی فاصلے پیدا ہو جائیں تو نوجوان شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

خاندانی محبت، باہمی احترام، گفتگو اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا نوجوانوں کی ذہنی صحت کے لیے بے حد ضروری ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے مسائل کو سنیں، ان کی حوصلہ افزائی کریں اور انہیں تنہا نہ چھوڑیں۔

اسلامی تعلیمات اور ذہنی سکون---

-اسلام انسان کو امید، صبر، توکل اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ سکھاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ"

ترجمہ: "خبر دار! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔"

نماز، تلاوتِ قرآن، دعا، ذکرِ الٰہی اور نیک لوگوں کی صحبت انسان کو ذہنی سکون عطا کرتی ہے۔ اسلام مایوسی کو ناپسند کرتا ہے اور ہر حال میں امید اور حوصلے کا درس دیتا ہے۔

**ڈپریشن کے حل کے لیے چند عملی تجاویز-

تعلیم کے ساتھ ہنر اور عملی مہارتیں حاصل کی جائیں۔ موبائل اور سوشل میڈیا کے استعمال میں اعتدال اختیار کیا جائے۔ روزانہ ورزش اور جسمانی سرگرمیوں کو معمول بنایا جائے۔ مثبت سوچ اور امید کو فروغ دیا جائے۔ ناکامی کو زندگی کا اختتام نہیں بلکہ تجربہ سمجھا جائے۔

خاندان میں محبت، مکالمہ اور تعاون کا ماحول پیدا کیا جائے۔ دینی تعلیمات، نماز اور ذکرِ الٰہی سے تعلق مضبوط کیا جائے۔ ضرورت پڑنے پر ماہرینِ نفسیات اور اہلِ علم سے مشورہ لیا جائے۔ نوجوانوں کو خود روزگاری اور ہنرمندی کی طرف راغب کیا جائے۔ وقت کی قدر کرتے ہوئے تعمیری مصروفیات اپنائی جائیں۔

نوجوانوں میں بڑھتا ہوا ڈپریشن ایک سنجیدہ سماجی مسئلہ ہے جس کے اثرات فرد، خاندان اور پورے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے اسباب میں معاشی مشکلات، غلط تعلیمی تصورات، موبائل کا بے جا استعمال، خاندانی انتشار اور منفی سوچ نمایاں ہیں۔ اگر نوجوان محنت، صبر، مثبت فکر، دینی وابستگی اور عملی مہارتوں کو اختیار کریں اور معاشرہ ان کی مناسب رہنمائی کرے تو اس مسئلے پر بڑی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ ایک صحت مند، پُرامید اور باصلاحیت نوجوان ہی قوم کی حقیقی ترقی اور خوشحالی کی ضمانت ہے۔

عصرِ حاضر میں دینی و عصری علوم کا امتزاج: ملتِ اسلامیہ کی ناگزیر ضرورت

تحریر:
محمد فداء المصطفیٰ قادری

علم کسی بھی قوم کی ترقی، بقا اور سربلندی کا بنیادی ذریعہ ہوتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جن قوموں نے علم کو اپنا شعار بنایا، انہوں نے دنیا کی قیادت کی، اور جنہوں نے علم سے دوری اختیار کی، وہ زوال اور پسماندگی کا شکار ہو گئیں۔ اسلام نے بھی سب سے پہلے علم ہی کی دعوت دی اور قرآن کریم کی پہلی وحی "اقرأ" کے ذریعے انسانیت کو یہ پیغام دیا کہ علم ہی کامیابی کا راستہ ہے۔ اسلام کا تصورِ علم صرف عبادات اور دینی مسائل تک محدود نہیں بلکہ وہ انسان کی دنیاوی اور اخروی کامیابی کے لیے ہر اس علم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو انسان اور معاشرے کے لیے نفع بخش ہو۔ اسی لیے اسلام میں علومِ شرعیہ کے ساتھ ساتھ علومِ عقلیہ اور عصری علوم کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ موجودہ دور میں جبکہ دنیا سائنس، ٹیکنالوجی، معیشت، سیاست اور ابلاغ کے میدان میں تیزی سے ترقی کر رہی ہے، مسلمانوں کے لیے یہ پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ دینی اور عصری دونوں علوم سے خود کو آراستہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دینی اور عصری علوم کو ایک ہی پلیٹ فارم پر حاصل کرنا وقت کی سب سے بڑی ضرورت بن چکا ہے۔

آج ہم جس دور میں زندگی گزار رہے ہیں وہ مسلمانوں کے لیے نہایت حساس اور آزمائشوں سے بھرپور دور ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمان مختلف قسم کے مسائل اور چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں۔ کہیں ان کی دینی شناخت کو کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، کہیں ان کے مذہبی حقوق کو محدود کیا جا رہا ہے، کہیں ان کے تعلیمی اداروں پر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں اور کہیں ان کے اوقاف، مساجد اور مذہبی مقامات کو تنازعات کا شکار بنایا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کے لیے صرف جذباتی ردِعمل کافی نہیں بلکہ علمی، فکری اور عملی میدان میں مضبوط موجودگی ناگزیر ہے۔ یہ مضبوطی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب ہماری نئی نسل دین کی صحیح سمجھ بھی رکھتی ہو اور جدید دنیا کے نظام، قوانین، سائنس، ٹیکنالوجی، سیاست اور سماجیات سے بھی واقف ہو۔

اگر ہم صرف دینی علوم پر اکتفا کریں اور عصری علوم سے دور رہیں تو ہم زندگی کے بہت سے عملی میدانوں میں دوسروں کے محتاج بن جائیں گے۔ اسی طرح اگر ہم صرف عصری علوم حاصل کریں اور دینی تعلیم کو نظر انداز کر دیں تو ہماری نئی نسل اپنی دینی شناخت، اسلامی اقدار اور روحانی بنیادوں سے محروم ہو جائے گی۔ اس لیے وقت کا تقاضا یہی ہے کہ دونوں علوم کو یکجا کیا جائے اور ایسے اداروں کا انتخاب کیا جائے جہاں طلبہ کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ جدید دنیا کے علوم بھی پڑھائے جائیں۔

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ والدین اپنے بچوں کو ایسے کس ادارے میں داخل کریں جہاں دینی اور عصری تعلیم ایک ہی وقت میں، ایک ہی پلیٹ فارم پر اور متوازن انداز میں فراہم کی جاتی ہو؟ جب ہم ہندوستان کے تعلیمی اداروں پر تحقیقی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں چند ہی ایسے ادارے نظر آتے ہیں جنہوں نے دینی اور عصری علوم کے حسین امتزاج کو کامیابی کے ساتھ عملی شکل دی ہے۔ ان اداروں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں سے فارغ ہونے والا طالب علم اگر دینی میدان میں آگے بڑھنا چاہے تو ایک ممتاز عالم، مفتی، خطیب یا محقق بن سکتا ہے، اور اگر وہ عصری میدان میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرنا چاہے تو آئی اے ایس، آئی پی ایس، پروفیسر، ڈاکٹر، انجینئر، وکیل یا دیگر اہم مناصب تک بھی پہنچ سکتا ہے۔

ان اداروں میں سب سے نمایاں نام دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کا ہے، جو کیرالا کے ضلع ملاپورم میں واقع ایک عظیم تعلیمی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ اہلِ سنت والجماعت کے مسلکِ شافعی کے مطابق دینی اور عصری علوم کی تعلیم فراہم کرتا ہے۔ دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں طلبہ کو قرآن کریم، تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، عقائد، تصوف، منطق، علمِ مناظرہ اور دیگر علومِ شرعیہ کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ سائنس، ریاضی، سوشیالوجی، بایولوجی، پولیٹیکل سائنس، جغرافیہ، تاریخ، معاشیات اور دیگر عصری مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ اس طرح طلبہ ایک متوازن تعلیمی ماحول میں اپنی شخصیت کی تعمیر کرتے ہیں۔

دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کی کامیابی کا ایک روشن نمونہ سال ۲۰۲۶ میں سامنے آیا جب اسی جامعہ کے سابق طالب علم اشمل شاہ ہدوی نے یو پی ایس سی کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اسی جامعہ میں حاصل کی، جہاں انہوں نے قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، عقائد، تصوف اور دیگر دینی علوم کے ساتھ ساتھ سوشل سائنس، جغرافیہ، سیاسیات اور دیگر عصری علوم بھی پڑھے۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے رجحان کے مطابق مزید تعلیم حاصل کی اور یو پی ایس سی کی تیاری کی۔ مسلسل محنت اور جدوجہد کے نتیجے میں وہ آئی اے ایس کے لیے منتخب ہوئے۔ یہ کامیابی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اگر کسی طالب علم کو دینی اور عصری علوم ایک ساتھ فراہم کیے جائیں تو وہ دین اور دنیا دونوں میدانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اشمل شاہ ہدوی کی کامیابی نہ صرف دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کے لیے باعثِ فخر ہے بلکہ پوری ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک امید افزا پیغام بھی ہے۔

اسی طرح شمالی ہندوستان میں جامعۃ الرضا بھی ایک ممتاز تعلیمی ادارہ ہے۔ اس ادارے نے بھی دینی اور عصری علوم کے امتزاج کو اپنی تعلیمی پالیسی کا حصہ بنایا ہے۔ یہاں طلبہ کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے۔ جامعۃ الرضا کے فارغین دنیا کے مختلف حصوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں اور دین و ملت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ بہت سے طلبہ تدریس، افتاء، تحقیق اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں جبکہ بعض دیگر عصری میدانوں میں بھی کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔

اسی طرح کیرالا کی سرزمین پر واقع الثقافۃ السنیہ بھی ایک اہم ادارہ ہے جو اہلِ سنت والجماعت کے مسلکِ شافعی کے مطابق تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ اس ادارے نے بھی دینی اور عصری علوم کے امتزاج کو فروغ دیا ہے اور بڑی تعداد میں ایسے طلبہ تیار کیے ہیں جو معاشرے میں مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور بھی برصغیر کے عظیم دینی اداروں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ ادارہ اپنی علمی خدمات، دینی روایت اور تعلیمی معیار کے اعتبار سے ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ یہاں دینی علوم کی تعلیم کا معیار انتہائی بلند ہے اور مختلف ادوار میں عصری تعلیم کے میدان میں بھی پیش رفت کی کوششیں کی گئی ہیں۔

اسی طرح جامعہ علیمیہ جمدہ شاہی، جامعہ امجدیہ گھوسی شریف، جامع اشرف اور فیضِ رسول براؤں شریف جیسے ادارے بھی دینی تعلیم کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان اداروں نے ہزاروں علماء، ائمہ، خطباء اور مفتیانِ کرام تیار کیے ہیں جو ملک و بیرونِ ملک دینِ اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اگرچہ ان اداروں میں دینی تعلیم کا معیار بہت بلند ہے، تاہم دینی اور عصری علوم کے مکمل امتزاج کے اعتبار سے دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی، جامعۃ الرضا اور الثقافۃ السنیہ جیسے ادارے خصوصی اہمیت کے حامل نظر آتے ہیں۔

اگر والدین اپنے بچوں کو ایسا تعلیمی ماحول فراہم کرنا چاہتے ہیں جہاں دین اور دنیا دونوں کی تعلیم یکجا ہو تو دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی، الثقافۃ السنیہ، جامعۃ الرضا اور الجامعۃ الاشرفیہ جیسے ادارے بہترین انتخاب ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان اداروں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ طلبہ کو صرف کتابی علم ہی نہیں دیتے بلکہ ان کی فکری، اخلاقی، روحانی اور سماجی تربیت بھی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں سے فارغ ہونے والے طلبہ معاشرے کے مختلف شعبوں میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

آج امتِ مسلمہ کو ایسے علماء، دانشوروں، وکلاء، ڈاکٹروں، انجینئروں، اساتذہ اور منتظمین کی ضرورت ہے جو دین اور دنیا دونوں کی سمجھ رکھتے ہوں۔ ایسے افراد ہی ملت کے مسائل کو بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہیں اور ان کا مؤثر حل پیش کر سکتے ہیں۔ اگر ہماری نئی نسل صرف ایک میدان تک محدود رہے گی تو وہ امت کی مکمل رہنمائی نہیں کر سکے گی۔ اسی لیے دینی اور عصری علوم کا امتزاج وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ موجودہ دور میں مسلمانوں کی تعلیمی، سماجی اور فکری ترقی کے لیے دینی اور عصری علوم کو ایک ہی پلیٹ فارم پر حاصل کرنا ناگزیر ہو چکا ہے۔ ایسے ادارے جو دونوں علوم کو یکجا کرتے ہیں، درحقیقت ملت کے مستقبل کی تعمیر کر رہے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے تعلیمی اداروں میں داخل کریں جہاں انہیں قرآن و سنت کی روشنی بھی ملے اور جدید دنیا کے علوم سے بھی آشنائی حاصل ہو۔ یہی وہ راستہ ہے جو امتِ مسلمہ کو دوبارہ عزت، وقار اور ترقی کی منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین و دنیا دونوں کی مفید تعلیم حاصل کرنے، ان پر عمل کرنے اور اپنی صلاحیتوں کو اسلام اور انسانیت کی خدمت کے لیے استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تحریر: محمد فداء المصطفیٰ قادری
رابطہ نمبر: ۹۰۳۰۷۷۹۹۷۳۱
پی جی ریسرچ اسکالر: دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کیرلا

جفا کا دور جب آیا حسین یاد آئے
ستم نے ہاتھ اٹھایا حسین یاد آئے

بہت عظیم مہینہ ہے یہ محرم کا
فلک پہ چاند جب آیا حسین یاد آئے

کسی بھی ظالم و جابر سے میں نہیں ڈرتا
فضا نے نغمہ یہ گایا حسین یاد آئے

اصول کیا ہے عزائم کا فلسفہ کیا ہے
سبق یہ اس نے پڑھایا حسین یاد آئے

عزیمتوں پہ عمل کرنا ہی شجاعت ہے
اور اس نے کر کے دکھایا حسین یاد آئے

کہ لالہ زار ہوئی خوں سے قتل گاہ مگر
وہ درد پھر بھی چھپایا حسین یاد آئے

اڑے جو چیتھڑے بچوں کے آج غزہ میں
کلیجہ منہ کو پھر آیا حسین یاد آئے

کہیں سے کارواں لٹنے کی جب خبر آئی
تو دل کو چین نہ آیا حسین یاد آئے

کسی نے ندوی سے یوں جب بھی بیوفائی کی
وہ ایک آنکھ نہ بھایا حسین یاد آئے

عبد السبحان ندوی
Pemantle Street kolkata ۱۳
Mobile: 9831452849

آج کا مسلمان: دعویٰ حسینیت، عملِ یزیدیت

از قلم:
محمد ضیاء برکاتی احسنی نیپال
مادر علمی: جامعہ احسن البرکات، مارہرہ مطہرہ

تاریخِ تحریر: ۹ محرم الحرام ۱۴۴۸ھ__۲۵ جون ۲۰۲۶ء، بروز جمعرات۔

نوعِ انسانی کے ابتدائی دور ہی سے جنگ و جدال اور قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں چھوٹے اور بڑے پیمانے پر جنگیں ہوتی رہیں، اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور غالباً آئندہ بھی جاری رہے گا۔

یہ چیزیں بظاہر انسانیت اور مروّت کے فساد کا باعث ہیں، لیکن بسا اوقات یہی امور بقائے انسانیت اور ظلم و جبر سے نجات کے لیے تقاضائے بشریت بن جاتے ہیں۔ تاریخ کے اوراق ہمیں بتاتے ہیں کہ ابتدا سے جنگوں کی مختلف صورتیں اور وجوہات رہی ہیں۔ کبھی جاہ و منزلت اور حکومت و سلطنت کی بقا کے لیے کمزوروں پر ظلم کیا گیا اور ان کا خون پانی سے بھی سستا بہایا گیا۔

بارہا ایسا بھی ہوا کہ پوری انسانیت کا جنازہ محض ایک فرد کی عزت، وقار، جاہ و منزلت اور رعب و غلبہ کے دوام کے لیے نکالا گیا۔ لیکن کبھی معاملہ اس کے برعکس بھی ہوا ہے۔ جنگ تو ہوئی، مگر عزت و شہرت اور حکومت و دولت کے حصول کے لیے نہیں؛ خون بھی بہا، لیکن ذاتی مفاد کے لیے نہیں بلکہ انسانیت کو ظلم و غلامی سے نجات دلانے کے لیے بطورِ قربانی بہا۔ گلے تو انسانوں کے کٹے، لیکن موت ظلم کی ہوئی؛ خاتمہ جبر و تشدد کا ہوا؛ سر تو قلم ہوئے، مگر باطل کی بنیادیں ہل گئیں۔

حق و باطل کے مابین ہونے والی جنگوں میں ایک ایسی جنگ بھی ہے جو معیارِ حق و باطل بن چکی ہے۔ اس واقعے کو پیش آئے تقریباً چودہ سو سال گزر چکے ہیں، لیکن آج بھی یہ لوگوں کے اذہان میں محفوظ ہے۔ یہ ایسا معرکہ ہے جو خیر و شر کا میزان بن چکا ہے، اور اسی معرکے کو "جنگِ کربلا" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایسی جنگ جسے صرف اپنے ہی نہیں بلکہ اغیار بھی یاد کرتے ہیں۔

یہ جنگ متعدد وجوہات اور اسباب کے اعتبار سے منفرد اور جداگانہ حیثیت رکھتی ہے:

۱۔ یہ جنگ وقتی جذبات یا کسی جوابی کارروائی کے ردِّعمل میں نہیں تھی، بلکہ خلوصِ نیت، صبر، شکر، توکل علی اللہ اور ایثار و قربانی کے عظیم جذبات سے لبریز تھی۔

۲۔ عموماً جنگوں میں لشکر اپنے آقا یا حاکمِ وقت کے لیے لڑتے ہیں اور جان کی قربانی دیتے ہیں، لیکن یہ ایسی جنگ تھی جس میں خود آقا نے اپنے غلاموں، بے سہاروں اور دین و عقیدے کی حفاظت کے لیے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی قربانی پیش کر دی۔

۳۔ عموماً حق و باطل کے مابین ہونے والی جنگوں میں اہلِ حق کی جانب سے اہلِ باطل کو خیر کی دعوت دی جاتی ہے، پھر یا تو وہ حق قبول کر لیتے ہیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جنگِ کربلا میں معاملہ اس کے برعکس تھا؛ باطل جماعت نے اہلِ خیر کو اپنی راہ پر لانے کی کوشش کی، اور انکار پر جنگ مسلط کر دی گئی۔

۴۔ ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ عموماً جنگ مساوی حالات میں لڑی جاتی ہے، لیکن یہاں ظلم بالائے ظلم یہ تھا کہ حق کے علمبرداروں کا قافلہ صرف بہتر (۷۲) نفوس پر مشتمل تھا، جس میں ہر عمر کے افراد شامل تھے، جبکہ دوسری جانب بائیس ہزار (۲۲،۰۰۰) کا مسلح لشکر موجود تھا۔ اگر تعداد دیکھی جائے تو بہتر اور بائیس ہزار میں کوئی نسبت نہیں، لیکن اگر ہمت، جرأت، استقامت اور حق پر ثابت قدمی کو دیکھا جائے تو شیرِ خدا کا ایک لعل ہزاروں یزیدیوں پر بھاری تھا۔

شہادتِ امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نوبت کیوں آئی؟

جب یزید تخت نشین ہوا تو اسے اپنی حکومت مستحکم کرنے اور رعایا سے اپنی حاکمیت تسلیم کروانے کے لیے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی بیعت کر لیں، تاکہ اس کی حکومت کو شرعی اور عوامی تائید حاصل ہو جائے اور اقتدار میں کسی قسم کی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

لیکن شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ ارجمند اس بات پر کیسے راضی ہو سکتے تھے؟ آپ بخوبی جانتے تھے کہ اگر یزید جیسے فاسق و فاجر، عیاش اور بدکردار شخص کو قبول کر لیا گیا تو دینِ مصطفوی کی عظمت مجروح ہو جائے گی، امتِ مسلمہ گمراہی کا شکار ہو جائے گی اور شریعتِ مطہرہ کا وقار باقی نہ رہے گا۔ پھر ہر بدعمل شخص دین کے نام پر لوگوں کو دھوکا دینے کی جسارت کرے گا اور اسلام کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گا۔

اسی لیے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی بھی صورت میں اس کی بیعت پر آمادہ نہ ہوئے۔

دوسری طرف یزید اپنی خواہشاتِ نفس کا غلام اور اقتدار کا حریص تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت نہیں کریں گے تو اس نے ظلم و ستم کا راستہ اختیار کیا، جس کی مثال تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔

جب یزیدی لشکر نے دیکھا کہ امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے موقف پر ثابت قدم ہیں تو سات محرم الحرام کو آپ اور آپ کے جاں نثار ساتھیوں پر پانی بند کر دیا گیا۔ اس کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات محرم سے دس محرم تک انہیں سمجھاتے رہے، اپنا تعارف کرواتے رہے اور بار بار فرماتے رہے:

"میں حسین بن علی ہوں، نواسۂ رسول ہوں، فرزندِ بتول ہوں اور حسینِ مجتبیٰ کا بھائی ہوں۔"

مگر جن کے دلوں سے نورِ ہدایت چھن چکا ہو، وہ حق کی آواز کہاں سنتے ہیں۔

خدا جب دین لیتا ہے
تو عقلیں چھین لیتا ہے

بالآخر باطل لشکر نے جنگ چھیڑ دی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ کربلا میں تشریف لائے اور شجاعت، بہادری اور استقامت کے ایسے جوہر دکھائے کہ دوست و دشمن سب حیران رہ گئے۔ آپ نے دشمن کے بڑے بڑے سورماؤں کا مقابلہ کیا اور حق و صداقت کا پرچم بلند رکھا۔

جب آپ آخری بار اپنے اہلِ خانہ سے وداع فرما کر میدان میں تشریف لائے تو دشمنوں نے ہر طرف سے حملے شروع کر دیے۔ آپ نہایت بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے، لیکن مسلسل حملوں سے آپ کا جسمِ اطہر زخموں سے چور ہو گیا۔ ایک شخص نے تلوار کا وار کیا تو آپ نے اس کا ہاتھ ایسا جھٹکا کہ وہ کندھے سے جدا ہو گیا۔

اس کے بعد دشمنوں نے دور سے تیروں کی بارش شروع کر دی۔ ایک تیر آپ کی پیشانی مبارک پر آ لگا اور خون جاری ہو گیا۔ آپ نے خون اپنے دستِ مبارک میں لیا اور چہرۂ انور پر ملتے ہوئے فرمایا:

"میں قیامت کے دن اسی حالت میں اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے قاتلوں کی شکایت کروں گا۔"

پھر نیزوں اور تلواروں کے بے شمار زخم لگے۔ تیر حلقِ مبارک پر آ کر لگا، اور مختلف سمتوں سے حملے جاری رہے۔ بالآخر آپ گھوڑے سے زمین پر تشریف لے آئے۔

روایات میں مذکور ہے کہ آخری لمحات میں بھی آپ کا رخ قبلہ کی جانب تھا اور آپ اپنے رب کی یاد اور مناجات میں مشغول تھے۔ اسی حالت میں ظالموں نے اپنی سنگ دلی کا آخری مظاہرہ کیا اور دسویں محرم الحرام کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

واقعۂ کربلا سے حاصل ہونے والا سبق

اگر آپ واقعۂ کربلا کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ حضرت امامِ عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن خرافات، گمراہیوں اور فسادات سے امتِ مسلمہ کو بچانے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش فرمایا، آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری قوم انہی برے کرداروں کو اپنا کر خود کو حسینی کہلوانے کی کوشش کرتی ہے۔

امامِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو مشن تھا، آج بہت سے لوگ اسی مشن کے برعکس طرزِ عمل اختیار کر کے حسینیت کے دعوے کرتے ہیں۔ عاشورہ کا دن، جس میں ہمیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی، صبر، استقامت اور دین کے لیے دی گئی خدمات کو یاد کرنا چاہیے، بعض لوگ اسے ڈھول تماشے، لہو و لعب اور دیگر غیر شرعی امور میں گزار دیتے ہیں۔

ایک نوجوان، جس کے ہاتھ میں تسبیح ہونی چاہیے، جسے تلاوتِ قرآن میں مشغول ہونا چاہیے اور جسے مسجد کی زینت بننا چاہیے، وہ بعض اوقات شور و ہنگامے اور بے مقصد رسموں میں مبتلا نظر آتا ہے۔ اسی طرح مسلمان خواتین، جنہیں سیرتِ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنا نمونۂ عمل بنانا چاہیے، وہ بھی بعض مواقع پر ایسی سرگرمیوں میں شریک نظر آتی ہیں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہوتیں۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کو امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاس تو یاد ہے، لیکن اس قربانی کا مقصد بہت کم یاد ہے۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی۔ امامِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم ضرور تھے، مگر بے بس ہرگز نہ تھے۔ آپ نے اپنی جان، اپنے اہلِ بیت اور اپنے رفقاء کی قربانی دے کر امت کو یہ پیغام دیا کہ دینِ حق کے معاملے میں کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔

اگر دین کی خاطر بھوک برداشت کرنی پڑے تو کر لو، پیاس برداشت کرنی پڑے تو کر لو، مال کی قربانی دینی پڑے تو دے دو، حتیٰ کہ جان کی قربانی دینی پڑے تو بھی دریغ نہ کرو، لیکن دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنچ نہ آنے دو۔

افسوس! ہم نے صرف پیاس کو یاد رکھا، مگر قرآن کو بھلا دیا؛ شہادت کو یاد رکھا، مگر نماز کو فراموش کر دیا؛ مصیبت کو یاد رکھا، مگر صبر، شکر اور توکل علی اللہ کو نظر انداز کر دیا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، اپنے دامن میں جھانکیں اور غور کریں کہ اگر ہمارا طرزِ عمل یہی رہا تو ہم کل بروزِ قیامت کس منہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شفاعت کی امید رکھیں گے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہلِ بیتِ اطہار کی سچی محبت نصیب فرمائے، ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور دینِ اسلام پر استقامت کے ساتھ زندگی گزارنے کی سعادت بخشے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

یوم عاشورہ کی برکات وواقعات

از قلم: محمد کلام الدین نعمانی مصباحی امجدی نائب ایڈیٹر: نیپال اردو ٹائمز

یومِ عاشورہ یعنی دسویں محرم الحرام اسلامی تاریخ کا ایک انتہائی اہم اور فضیلت والا دن ہے۔ اس میں نیک کاموں کے بڑے اجر و ثواب ہیں۔ آیئے ہم اس دن کی برکات اور واقعات کی چند بنیادی باتیں جانتے ہیں:

اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دی تھی اور فرعون کو دریا میں غرق کیا تھا۔ اس شکرانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔

اسی طرح اسلامی تاریخ میں کئی واقعات دسویں محرم کو رونما ہوئے:

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو کنارہ ملا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن ان پہ آگ گلزار ہوئی۔ حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے مرض سے شفا پائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس آئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے نکلے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی ملی۔ حضرت موسی علیہ السلام پیدا ہوئے، اور اسی دن جادو گروں پر غالب آئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اسی دن قیامت آئے گی۔ پہلی بارش آسمانوں سے نازل اسی دن ہوئی۔ (غنیۃ الطالبین: ج ۲، ص ۵۳)

عاشورہ کے روزے کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے کو مستحب قرار دیا اور اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے اللہ کی ذات پر امید ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔" (صحیح مسلم)

ہمارے نبی ﷺ نے عاشورہ کے دن خود بھی روزہ رکھا اور اپنے غلاموں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا: "صوموا یوم عاشوراء یوم کتب الانبیاء تصومہ" (جامع صغیر: ج ۲، ص ۲۱۵)

یعنی عاشورہ کے دن روزہ رکھو، اس دن انبیائے کرام روزہ رکھتے تھے۔

اس حدیث کے تحت علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشورہ کے دن یعنی دس محرم شریف کی فضیلت بہت بڑی ہے اور اس کی حرمت و بزرگی قدیم زمانہ سے چلی آ رہی ہے۔ ابن رجب نے فرمایا کہ دس محرم شریف کے دن حضرت نوح علیہ السلام و حضرت عیسی علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام نے روزہ رکھا۔ (فیض القدیر: ج ۲، ص ۳۱۵)

رمضان سے پہلے فرض روزہ:

جب تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے، اس وقت تک امتِ مسلمہ پر عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد اس کی فرضیت تو ختم ہو گئی، لیکن اس کی فضیلت اور برکت اب بھی باقی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رمضان شریف کے بعد افضل روزہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم شریف میں عاشورہ کا روزہ ہے۔ اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز ہے"۔ مسلم شریف، مشکوۃ شریف: ص ۱۷۱)

یہود کی مخالفت:

اب چونکہ یہودی بھی اس دن روزہ رکھتے تھے، اس لیے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ مسلمانوں کو یہودیوں کی مشابہت سے بچنے کے لیے ۱۰ محرم کے ساتھ ایک دن کا روزہ مزید ملانا چاہیے (یعنی ۹ اور ۱۰ محرم، یا ۱۰ اور ۱۱ محرم کا روزہ رکھنا چاہیے)۔ ہمارے پیر و مرشد حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: دس محرم شریف کے دن کسی یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنا بڑا اجر و ثواب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی سے تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: "من مسح بیدہ علی راس یتیم یوم عاشوراء رفع اللہ تعالیٰ لہ بکل شعرۃ علی راسہ درجۃ فی الجنۃ"۔ (غنیۃ الطالبین: ج ۲، ص ۵۳)

یعنی جو شخص عاشورہ کے دن کسی تقسیم کے سر پر ہاتھ پھیرے کا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے ایک درجہ جنت میں بلند فرمائے گا۔

نیز آپ تحریر فرماتے ہیں کہ محبوب خدا پیارے مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ فرماتے ہیں: "جو شخص عاشورہ کے دن غسل کرے تو کسی مرض میں مبتلا نہ ہو گا سوائے مرضِ موت کے"۔ (ایضا)

اہل وعیال پر وسعت:

ایک حدیث کے مطابق جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال (گھر والوں) پر رزق اور کھانے پینے میں وسعت اختیار کرتا ہے (اچھا کھلاتا ہے)، اللہ تعالیٰ پورا سال اس کے رزق میں برکت اور وسعت عطا فرماتا ہے۔

تاریخ کی عظیم شہادت:

یومِ عاشورہ جہاں عبادت، شکر گزاری اور گناہوں کی معافی کا ایک بہترین موقع ہے، وہیں اسی تاریخ کو نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول، سردار نوجوانان جنت، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے میدانِ کربلا میں حق کی خاطر عظیم قربانی دی، جس کی وجہ سے یہ دن صبر اور باطل کے خلاف ڈٹ جانے کی بھی یادگار ہے۔

میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی قربانی تاریخِ اسلام کا وہ درخشاں باب ہے جو قیامت تک انسانیت کو حوصلہ اور سبق دیتا رہے گا، اس عظیم واقعے کی چند اہم جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا معرکہ کسی ذاتی اقتدار یا دنیاوی فائدے کے لیے نہیں تھا، بلکہ اس کا واحد مقصد اسلامی اقدار کا تحفظ، عدل وانصاف کا قیام اور باطل و ظلم کے سامنے سر نہ جھکانا تھا۔ آپ نے واضح کیا کہ اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا۔

کربلا کی تپتی ریت پر بھوک، پیاس اور شدید ترین مصائب کے باوجود امامِ عالی مقام اور ان کے خاندان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ ہر مشکل گھڑی میں اللہ کی رضا پر راضی رہنا اور "صبر" کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اس معرکے کا سب سے بڑا پیغام ہے۔

معرکہ کربلا نے دنیا کو یہ سکھایا کہ کامیابی کا معیار مادی طاقت، کثرت یا لشکروں کی تعداد نہیں ہوتی۔ یزیدی فوج کے ہزاروں اہلکاروں کے سامنے امام حسین رضی اللہ عنہ کے محض ۷۲ جانثاروں نے ثابت کر دیا کہ فتح ہمیشہ سچائی اور نظریے کی ہوتی ہے، جسموں کی نہیں۔

بظاہر یزیدی لشکر نے میدان مارا، لیکن تاریخ نے ثابت کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر اور ان کا پیغام آج بھی زندہ و جاوید ہے، جبکہ ظلم اور باطل ہمیشہ کے لیے عبرت کا نشان بن گئے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ کربلا میں خون نے شمشیر پر فتح پائی۔

خونِ جگر سے سینچا ہے اسلام کا شجر
ہے رائیگاں نہ خون بہانا حسین کا
باغ ارم میں جانے کی ہے آرزو تو پھر
نعمانی لکھتے رہیے ترانہ حسین کا

از قلم: محمد کلام الدین نعمانی مصباحی امجدی
نائب ایڈیٹر: نیپال اردو ٹائمز
بنوٹا، مہوتری، نیپال
دہم محرم الحرام ۱۴۴۸ھ

بزم نعت (مشاعرہ نمبر ۵۹) میں لکھا گیا مکمل کلام
طرحی مصرع:
بیاں ہو کیسے فضیلت شہید اعظم کی

بسالو دل میں عقیدت شہید اعظم کی — ملے گی تم کو حمایت شہید اعظم کی
نبی کے دین کی خاطر کٹا دیا کنبہ — ہے کتنی اعلیٰ شہادت شہید اعظم کی
ہیں جتنے آلِ نبی آج پوری دنیا میں — ہے ان سبھی میں نفاست شہید اعظم کی
شعور و فکر سے اعلیٰ ہیں وہ بھلا ہم سے — "بیاں ہو کیسے فضیلت شہید اعظم کی"
یزیدیت کو مٹانے کے واسطے اب بھی — زمانے کو ہے ضرورت شہید اعظم کی
وہ زندہ آج بھی بیشک ہیں فضل مولیٰ سے — ہے کتنی پیاری یہ عظمت شہید اعظم کی
یزید کل بھی تھا مردہ ہے آج بھی مردہ — ہے قہر ربی عداوت شہید اعظم کی
تو ڈھول تاشہ بجاتا ہے کیا نہیں تیرے — بسی ہے دل میں محبت شہید اعظم کی
جوانِ خلد کی سرداری مل گئی جس کو — وہ ہے عظیم سعادت شہید اعظم کی
نبی کی آل کی الفت میں کھو کے نعمانی — لکھو سلیقے سے مدحت شہید اعظم کی

از فکر و قلم:- محمد کلام الدین نعمانی مصباحی امجدی، بنوٹا، مہوتری، نیپال

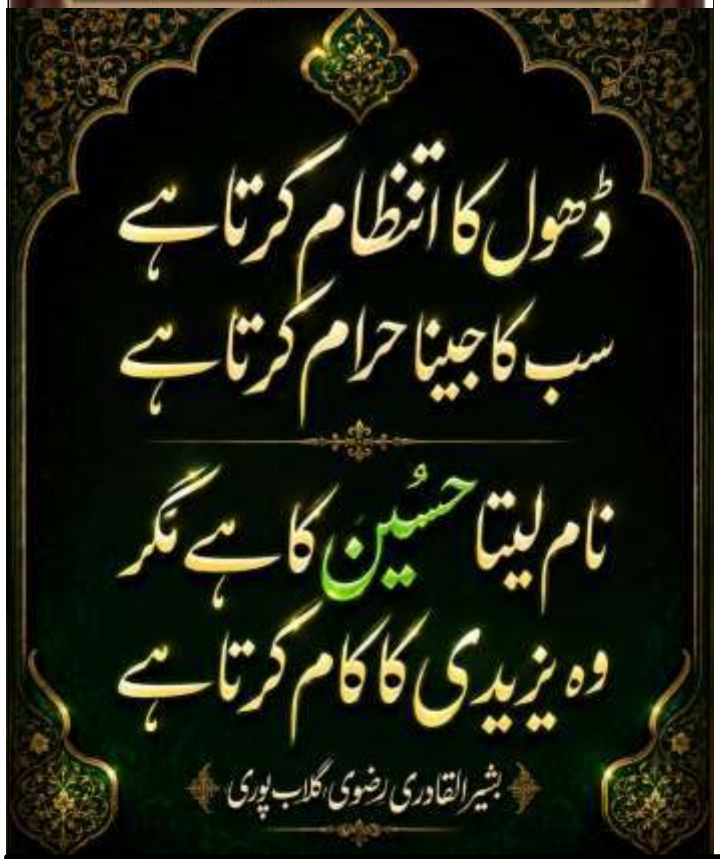

اسلامی سال کا آغاز محرم سے اور اختتام ذی الحجہ پر قربانی، محبتِ الٰہی اور حق پر استقامت کا واضح پیغام

ڈاکٹر محمد عبد السمیع ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر،
مولانا آزاد کالج، اورنگ آباد، مہاراشٹر
موبائل نمبر: ۹۳۲۵۲۱۷۳۰۶

اسلامی تقویم کا مطالعہ کیا جائے تو ایک نہایت ایمان افروز اور فکر انگیز حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی سال کا اختتام بھی قربانی کے عظیم پیغام پر ہوتا ہے اور اس کا آغاز بھی قربانی، ایثار، صبر اور حق پر استقامت کی لازوال داستانوں سے ہوتا ہے۔ گویا اسلامی سال کا پہلا اور آخری باب انسان کو یہ سبق دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا، دین کی سربلندی اور ابدی کامیابی کا راستہ قربانیوں سے ہو کر گزرتا ہے۔

اسلامی سال کا آخری مہینہ ذوالحجہ اپنے اندر بے شمار روحانی، تاریخی اور تربیتی اسباق سموئے ہوئے ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں حج جیسی عظیم عبادت ادا کی جاتی ہے اور دنیا بھر کے مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی بے مثال قربانیوں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حج اسلام کا پانچواں عظیم رکن ہے۔ اگر اس عظیم عبادت کے تمام ارکان و مناسک کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو اس کے ہر مرحلے میں محبتِ الٰہی، اطاعتِ ربانی، ایثار اور کامل سپردگی کے دل نشین مظاہر نمایاں نظر آتے ہیں۔ احرام باندھنے سے لے کر طوافِ کعبہ، صفا و مروہ کی سعی، وقوفِ عرفات، مزدلفہ میں قیام اور منیٰ میں قربانی تک ہر عمل بندے اور اس کے رب کے درمیان محبت اور وفاداری کے رشتے کو مضبوط کرتا ہے۔

صفا و مروہ کی سعی میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا اپنے رب پر غیر متزلزل اعتماد اور کامل توکل جلوہ گر نظر آتا ہے۔ ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنے شیر خوار بچے کے لیے پانی کی تلاش میں ان کی بے مثال جدوجہد در حقیقت یقینِ محکم اور توکل علی اللہ کا ایسا نمونہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے حج کا مستقل جزو بنا دیا۔

اسی طرح منیٰ کی قربان گاہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کی یاد تازہ کرتی ہے۔ جب والد نے اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا تو بیٹے نے بلاتردد عرض کیا:

"يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ"

"ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کیجیے۔"

دوسری جانب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذاتِ باری تعالیٰ سے بے مثال محبت اور وفاداری اس وقت اپنے عروج پر نظر آتی ہے جب وہ اپنے بڑھاپے کے سہارے اور نورِ نظر کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ گویا حج کا ہر رکن اور ہر مناسک محبتِ الٰہی سے سرشار ہونے کا عملی درس دیتا ہے۔

ذوالحجہ ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ قربانی صرف جانور ذبح کرنے کا نام نہیں بلکہ اپنی خواہشات، مفادات، انا اور نفسانی تقاضوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کر دینے کا نام ہے۔ یہی وہ روح ہے جس کے بغیر نہ قربانی کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی حج کی حقیقی معنویت کو سمجھا جاسکتا ہے۔

ذوالحجہ کے اختتام کے ساتھ اسلامی سال ختم ہوتا ہے، لیکن قربانی کا یہ درس وہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ نیا اسلامی سال محرم الحرام کی صورت میں ایک بار پھر قربانی، صبر اور استقامت کی یاد دلاتا ہے۔

محرم الحرام ان چار مقدس مہینوں میں شامل ہے جنہیں قرآن کریم نے "اشہر حرم" قرار دیا ہے۔ اس مہینے میں کئی عظیم تاریخی واقعات پیش آئے۔ یومِ عاشوراء اسی مہینے میں آتا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات عطا فرمائی۔ چنانچہ یہ دن حق کی باطل پر فتح، صبر کی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کی روشن علامت بن گیا۔

محرم الحرام کی تاریخ کا سب سے درخشاں باب واقعۂ کربلا ہے۔ نواسۂ رسول ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے باطل قوتوں کے سامنے سر جھکانے کے بجائے حق و صداقت کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ کربلا کا پیغام یہ ہے کہ اصول، ایمان اور حق کی حفاظت کے لیے اگر جان بھی قربان کرنی پڑے تو اہلِ ایمان دریغ نہیں کرتے۔

اگر غور کیا جائے تو ذوالحجہ اور محرم ایک ہی حقیقت کے دو روشن عنوان ہیں۔ ذوالحجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی محبتِ الٰہی، اطاعت اور قربانی کا درس دیتا ہے، جبکہ محرم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی استقامت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظیم قربانی کے ذریعے حق پر ثابت قدم رہنے کا پیغام دیتا ہے۔

گویا اسلامی سال کا اختتام بھی قربانی پر ہوتا ہے اور آغاز بھی قربانیوں کی یاد سے۔ سال کے آخری دنوں میں مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ادا کرتے ہیں اور سال کے ابتدائی دنوں میں عاشوراء اور کربلا کے عظیم اسباق سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ یہ محض تاریخی واقعات نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے لیے دائمی تربیت گاہیں ہیں۔

آج امتِ مسلمہ کو سب سے زیادہ ضرورت اسی روحِ قربانی، محبتِ الٰہی، توکل، اطاعت اور استقامت کو اپنانے کی ہے۔ جب مسلمان حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے توکل، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فرمانبرداری، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبتِ الٰہی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی استقامت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں گے تو انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر مثبت تبدیلیاں رونما ہوں گی۔

اسلامی سال کا آغاز اور اختتام در حقیقت ایک ہی پیغام دیتا ہے: اللہ تعالیٰ کی محبت سب سے بڑی محبت ہے، اس کی رضا سب سے بڑی کامیابی ہے، اور اس کے راستے میں دی جانے والی ہر قربانی دنیا و آخرت کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ یہی انبیاء علیہم السلام، صالحین اور شہداء کا راستہ ہے اور یہی امتِ مسلمہ کی حقیقی کامیابی کا راستہ بھی ہے۔

شہدائے کربلا کی یاد سنت کے آئینے میں

از حضرت مولانا کمال احمد امجدی
خادم التدریس دار العلوم عزیزیہ اشاعت العلوم نگر پالیکا پریشد سسوا بازار

رب قدیر قرآنِ کریم میں شہداء کی عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے! اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ خیال کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں!
(سورۂ آل عمران: ۱۶۹، کنز الایمان)

شہدائے کربلا یقیناً اس عظیم بشارت کے مستحق ہیں کہ انہوں نے دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا،

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت فرمائے جو حسین سے محبت رکھے! (ترمذی شریف)

ایک اور حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا!
حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں! (ترمذی شریف)

ان مبارک ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ بیتِ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت ایمان کی سعادت اور قربِ مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ ہے!

شہدائے کربلا کی یاد کا صحیح طریقہ

قرآنِ کریم ہمیں تعلیم دیتا ہے! بیشک تمہارے لئے رسول کریم ﷺ کی پیروی بہترین نمونہ ہے! (سورۂ احزاب: ۲۱، کنز الایمان) لہٰذا شہدائے کربلا کی یاد بھی اسی انداز سے منائی جائے جو سنتِ رسول ﷺ کے مطابق ہو، ان کے فضائل بیان کئے جائیں، ان کی قربانیوں سے سبق حاصل کیا جائے، ان کے لئے دعائے رحمت کی جائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کی جائے،

محرم الحرام اور سنتِ نبوی ﷺ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں! (مسلم شریف) اسی طرح یومِ عاشورہ کے روزے کے بارے میں فرمایا! مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ عاشورہ کا روزہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا! (مسلم شریف) اس لئے محرم الحرام میں عبادت، تلاوتِ قرآن، ذکر و دعا، روزہ اور نیک اعمال کی کثرت کرنا سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل ہے،

خرافات سے اجتناب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس نے ہمارے دین میں ایسی بات نکالی جو اس میں نہیں، وہ مردود ہے (بخاری و مسلم)

لہٰذا شہدائے کربلا کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی یاد سنت اور شریعت کے دائرے میں منائی جائے، اور ایسے تمام اعمال سے اجتناب کیا جائے جو قرآن و سنت سے ثابت نہ ہوں، شہدائے کربلا کی یاد دراصل حق، صبر، استقامت اور وفاداری کی یاد ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جانثار ساتھیوں نے اپنے خون سے اسلام کی سربلندی کا چراغ روشن کیا،

ان کی سچی یاد یہی ہے کہ ہم ان سے محبت کریں، ان کے فضائل بیان کریں، ان کے لئے ایصالِ ثواب کریں اور ان کے عظیم کردار کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں، رب قدیر ہمیں اپنی تاریخ کو سمجھنے و عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سناؤں کیا جڑا کربل سے افسانہ بہتر کا
فلک ششدر ہوا جب حوصلہ دیکھا بہتر کا

انہوں نے گُلشنِ اسلام کو ہے خون سے سینچا
رہے گا دین پر احسان ہر لمحہ بہتر کا

زمینِ کربلا قسمت پہ اپنی وجد کرتی تھی
وہاں کی ریت پر جب قافلہ اترا بہتر کا

مؤرخ ظلم کرتا ہے انہیں مظلوم بتلا کر
بفضل رب ہوا ہر چیز پر قبضہ بہتر کا

جسے ان سے عداوت ہو وہ جائے نار کے اندر
اما جنت میں جائے گا فقط شیدا بہتر کا

اگر ہم ذکر کرتے ہیں تو لگتی ہے تجھے مرچی؟
ابے نجدی! فرشتے کرتے ہیں چرچا بہتر کا

یزیدی فکر کے بدبخت بھاگے چھوڑ کر میداں
میاں جس وقت میں نے تذکرہ چھیڑا بہتر کا

سناؤ اپنی نسلوں کو اسی میں کامرانی ہے
بھرا ہے جرات و ایثار سے قصہ بہتر کا

ابے کیا دے رہا ہے پیاس کا تانا انہیں ظالم
اجی ہے حوض کوثر کا بھی وہ دریا بہتر کا

غمِ کربل میں آنسو کا نکلنا فرض ہے سمجھو!
مگر اہلِ سنن کرتے نہیں نوحہ بہتر کا

وفاداری کے بارے میں کسی نے جب کبھی پوچھا
مرے ہونٹوں پہ اختر نام اک آیا بہتر کا

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

* امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابۂ کرام کی خیر خواہی اور اہلِ کوفہ کی بے وفائی: *

امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابۂ کرام کی خیر خواہی اور اہلِ کوفہ کی بے وفائی:

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

محرم الحرام کا مہینہ آتے ہی تاریخ اسلام کا ایک نہایت دردناک اور عبرت آموز باب نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے، جسے دنیا واقعۂ کربلا کے نام سے جانتی ہے، جو نہ صرف تاریخی سانحہ ہے بلکہ وفاداری اور غداری، اخلاص اور فریب، صبر اور استقامت، اور حق و باطل کے درمیان ایک عظیم معرکے کی داستان ہے۔ لیکن افسوس کہ اس واقعہ کو بعض اوقات تعصب اور جذباتیت کی ایسی عینک سے دیکھا جاتا ہے کہ اصل حقائق پس منظر میں چلے جاتے ہیں اور کچھ لوگ اجلہ صحابہ پر ہی اعتراض و تنقید کرنے لگتے ہیں کہ ان حضرات نے امام پاک کا ساتھ نہیں دیا اور حد تو یہ ہے کہ جو کبھی نہیں سنا گیا وہ بھی اس بار محرم الحرام میں ایک غیر منصف قلمکار کی تحریر میں پڑھنے کو ملا کہ اس وقت کے علما نے قتل امام حسین کا فتویٰ بھی دیا تھا۔ معاذ اللہ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے خیر خواہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے، جبکہ جن لوگوں نے محبت، نصرت اور وفاداری کے بلند بانگ دعوے کیے، آخر کار وہی آپ کو تنہا چھوڑ گئے اور آپ کی مظلومانہ شہادت کا سبب بنے۔

صحابۂ کرام کی بے مثال خیر خواہی

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے، جگر گوشۂ بتول، اہلِ بیتِ نبوت کے روشن چراغ اور جنتی نوجوانوں کے سردار تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی عظمت و فضیلت سے بخوبی واقف تھے، اسی لیے جب انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے عراق جانے کا ارادہ فرمایا ہے تو انہوں نے نہایت اخلاص اور دردِ دل کے ساتھ آپ کو اس سفر سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب اس ارادے کا علم ہوا تو انتہائی محبت بھرے انداز میں عرض کیا:

يَا ابْنَ عَمِّ! إِنِّي أَتَصَبَّرُ وَلَا أَصْبِرُ، إِنِّي أَتَخَوَّفُ عَلَيْكَ فِي هَذَا الْوَجْهِ الْهَلَاكَ وَالِاسْتِئْصَالَ، إِنَّ أَهْلَ الْعِرَاقِ قَوْمٌ غُدُرٌ فَلَا تَقْرَبَنَّهُمْ، أَقِمْ فِي هَذَا الْبَلَدِ فَإِنَّكَ سَيِّدُ أَهْلِ الْحِجَازِ، فَإِنْ كَانَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يُرِيدُونَكَ كَمَا زَعَمُوا فَاكْتُبْ إِلَيْهِمْ فَلْيَنْفُوا عَامِلَهُمْ وَعَدُوَّهُمْ ثُمَّ أَقْدِمْ عَلَيْهِمْ، فَإِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ فَسِرْ إِلَى الْيَمَنِ وَأَنْتَ عَنِ النَّاسِ فِي عُزْلَةٍ، فَإِنْ كُنْتَ سَائِرًا فَلَا تَسِرْ بِنِسَائِكَ وَصِبْيَتِكَ فَإِنِّي لَخَائِفٌ أَنْ تُقْتَلَ كَمَا قُتِلَ عُثْمَانُ وَنِسَاؤُهُ وَوَلَدُهُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ۔ (الکامل فی التاریخ ج۳ص۱۴۸)

"اے میرے چچازاد بھائی! میں اپنے آپ کو تسلی تو دیتا ہوں مگر صبر نہیں کر پاتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس سفر میں آپ ہلاکت اور تباہی سے دوچار نہ ہو جائیں۔ اہلِ عراق بے وفا لوگ ہیں، ان کے قریب نہ جائیے۔ آپ مکہ ہی میں قیام فرمائیے، کیونکہ آپ اہلِ حجاز کے سردار ہیں۔ اگر اہلِ عراق واقعی آپ کو چاہتے ہیں تو پہلے اپنے حاکم کو نکال باہر کریں، پھر آپ ان کے پاس تشریف لے جائیے۔ اور اگر آپ نے سفر کا ارادہ پختہ کر لیا ہے تو کم از کم اپنی خواتین اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیے، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح شہید نہ کر دیے جائیں اور آپ کے اہل و عیال یہ منظر دیکھتے رہ جائیں۔"

یہ محض ایک مشورہ نہیں تھا بلکہ ایک محبت کرنے والے بزرگ صحابی کے دل کی پکار تھی، جو نواسۂ رسول ﷺ کے لیے تڑپ رہا تھا۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کی جانب روانہ ہو چکے ہیں تو وہ تین دن کی مسافت طے کر کے آپ تک پہنچے۔ انہوں نے پوچھا:

أين تريد، قال: العراق، وهذه كتبهم ورسائلهم وبيعتهم، فقال ابن عمر: لا تأتهم، فأبى، فقال له: "إنك بضعة من رسول الله صلى الله عليه وسلم والله مايليها أحد منكم أبداً، وما صرفها الله عنكم إلا للذي هو خير لكم"، فأبى أن يرجع، فاعتنقه ابن عمر وبكى وقال: "أستودعك الله من قتيل۔

آپ کہاں جا رہے ہیں؟ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عراق کی طرف، اور یہ ان کے خطوط، پیغامات اور بیعت کے عہد ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے پاس نہ جائیے۔ لیکن جب امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے فیصلے پر قائم رہے تو انہوں نے نہایت درد بھرے لہجے میں کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے جسم کا ایک ٹکڑا ہیں۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی اس حکومت کو حاصل نہیں کرے گا، اور اللہ تعالیٰ نے اسے تم سے دور رکھا ہے تو یقیناً اسی میں تمہارے لیے بھلائی ہے۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ واپس پلٹنے پر آمادہ نہ ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں گلے لگایا، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا: میں آپ کو ایک ایسے شخص کے طور پر اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو شہید کیا جائے گا۔"

یہ مناظر و شواہد اس حقیقت کے زندہ گواہ ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے مخالف نہیں تھے بلکہ ان کی جان، عزت اور سلامتی کے سب سے زیادہ خواہاں تھے۔

پھر امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کیوں گئے؟

یہ سوال اکثر ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے کہ جب اکابر صحابۂ کرام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو عراق جانے سے روکا تھا تو پھر آپ وہاں کیوں تشریف لے گئے؟

اس سوال کا جواب اہلِ سنت کے معتدل اور منصفانہ موقف کے مطابق یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوئی جذباتی فیصلہ نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی دنیاوی اقتدار یا ذاتی مفاد آپ کے پیشِ نظر تھا۔ آپ کے سامنے ایسے ظاہری اسباب موجود تھے جن کی بنیاد پر آپ نے یہ اجتہاد فرمایا۔ اہلِ کوفہ کی جانب سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں خطوط موصول ہوئے تھے، وفاداری اور نصرت کے وعدے کیے گئے تھے اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی ابتدائی اطلاعات بھی یہی بتا رہی تھیں کہ اہلِ کوفہ آپ کی حمایت کے لیے تیار ہیں۔ ان حالات میں امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد کے مطابق یہ سمجھا کہ ان کی دعوت قبول کرنا اور امت کی اصلاح کے لیے اقدام کرنا مناسب ہے۔ دوسری جانب بعض صحابۂ کرام نے اپنی سیاسی بصیرت، تجربے اور اہلِ کوفہ کی سابقہ تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف رائے اختیار کی۔ بعد میں پیش آنے والے واقعات نے ثابت کر دیا کہ صحابۂ کرام کا اندیشہ درست تھا، لیکن اس کے باوجود امام حسین رضی اللہ عنہ پر کوئی ملامت نہیں کی جا سکتی، کیونکہ آپ نے خالص نیت اور اجتہاد کی بنیاد پر فیصلہ فرمایا تھا۔ لہٰذا اہلِ سنت کے نزدیک نہ صحابۂ کرام پر کوئی اعتراض ہے اور نہ امام حسین رضی اللہ عنہ پر۔ صحابہ کی نصیحت بھی خیر خواہی پر مبنی تھی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بھی حق اور اصلاحِ امت کے جذبے سے سرشار تھا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف اور مقصد کو خود واضح کرتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص کسی ایسے ظالم حکمران کو دیکھے جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتا ہو، اللہ کے عہد کو توڑنے والا، رسول اللہ ﷺ کی سنت کا مخالف ہو، اور اللہ کے بندوں کے درمیان ظلم و زیادتی اور گناہ کے ساتھ حکومت کرتا ہو، پھر کوئی شخص قول یا عمل کے ذریعے اس کے خلاف آواز بلند نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ کے لیے حق ہے کہ اسے بھی اسی ظالم کے انجام کے ساتھ ملا دے۔ خبردار! ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم پکڑ لیا ہے اور رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے، فساد کو ظاہر کر دیا ہے، حدودِ الٰہی کو معطل کر دیا ہے، بیت المال کو اپنی جاگیر بنا لیا ہے، اللہ کے حرام کو حلال اور اس کے حلال کو حرام قرار دینا شروع کر دیا ہے، اور میں اس صورتِ حال کو بدلنے اور اصلاح کرنے کا سب سے زیادہ حق دار ہوں۔ تمہارے خطوط اور تمہارے قاصد میری خدمت میں تمہاری بیعت اور نصرت کے وعدے لے کر آئے تھے اور تم نے یقین دلایا تھا کہ نہ مجھے دشمن کے حوالے کرو گے اور نہ میرا ساتھ چھوڑو گے۔ پس اگر تم اپنے عہد و پیمان پر قائم رہے تو تم ہدایت اور کامیابی پا جاؤ گے۔ میں حسین بن علی ہوں، فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ہوں، میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ اور میرے اہل و عیال تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں، اور تمہارے لیے میری ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ لیکن اگر تم نے اپنے وعدے پورے نہ کیے، اپنی بیعت توڑ دی اور اپنے عہد سے پھر گئے، تو خدا کی قسم! یہ تمہارے لیے کوئی نئی بات نہیں ہوگی، تم اس سے پہلے بھی میرے والد، میرے بھائی اور میرے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہی سلوک کر چکے ہو۔ حقیقت میں دھوکا کھانے والا وہی ہے جو تمہارے وعدوں پر یقین کر بیٹھے۔ تم نے اپنے نصیب کو ضائع کر دیا اور اپنی بھلائی اپنے ہاتھوں کھو دی، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو شخص عہد شکنی کرتا ہے، اس کی عہد شکنی کا وبال اسی پر پڑتا ہے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ تم سے بے نیاز ہو جائے گا۔ والسلام۔ اس موقع پر حضرت حر بن یزید ریاحی رحمہ اللہ نے عرض کیا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر آپ کی جان کے بارے میں متنبہ کرتا ہوں، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ نے جنگ کی تو آپ شہید کر دیے جائیں گے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو؟ کیا تمہارے پاس اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں کہ تم مجھے قتل کر دو؟ میں نہیں جانتا کہ تمہیں کیا جواب دوں، البتہ میں وہی کہوں گا جو قبیلہ اوس کے ایک شخص نے اپنے چچازاد بھائی سے کہا تھا، جب وہ رسول اللہ ﷺ کی نصرت کے لیے جا رہا تھا اور اس سے کہا گیا تھا: کہاں جا رہے ہو؟ تم قتل کر دیے جاؤ گے۔ تو اس نے جواب دیا تھا: میں اپنی راہ پر چلوں گا، کیونکہ نوجوان کے لیے موت کوئی عار نہیں، جب اس کی نیت خیر ہو اور وہ ایک مسلمان کی حیثیت سے جدوجہد کر رہا ہو۔ اور جب وہ اپنی جان کے ذریعے نیک اور صالح لوگوں کا ساتھ دے، اور ہلاک ہونے والوں اور مجرموں کی راہ سے الگ ہو جائے۔ اگر میں زندہ رہا تو مجھے کوئی ندامت نہ ہوگی اور اگر میں شہید ہو گیا تو بھی کوئی ملامت نہیں ہوگی، کیونکہ انسان کے لیے یہی ذلت کافی ہے کہ وہ جبر اور رسوائی کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہو۔ (الکامل فی التاریخ ج۳ص۱۵۹)

عہد امام پاک کے اہل علم پر ایک جدید افترا:

کسی کی تحریر میں یہ دعویٰ بھی نظر سے گذرا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے جواز میں اُس دور کے بعض علماء نے فتوے دیے تھے، حالانکہ یہ دعویٰ تاریخی حقائق سے کوسوں دور اور اس دور کے اہلِ علم و تقویٰ پر واضح افترا و بہتان۔ قرآن و حدیث میں ایسے رویّوں کو شدید ناپسند کیا گیا ہے جو حقائق کو مسخ کریں یا کسی معصوم و مظلوم کے خلاف غلط نسبت قائم کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللَّهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔

یعنی جو شخص کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس میں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی گندگی میں ڈال دے گا یہاں تک کہ وہ اپنے کہے کی سزا پالے۔

ایک اور سخت وعید میں فرمایا گیا:

مَنْ بَهَتَ مُؤْمِنًا أَوْ مُؤْمِنَةً أَوْ قَالَ فِيهِمَا مَا لَيْسَ فِيهِمَا أَقَامَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔

یعنی جو کسی مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سب مخلوق کے سامنے ذلیل کرے گا۔

مستند تاریخی مصادر میں کسی جلیل القدر صحابی، تابعی یا معتبر عالمِ دین کا ایسا کوئی صحیح اور قابلِ اعتماد فتویٰ موجود نہیں جس میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کو جائز قرار دیا گیا ہو۔ اس کے برعکس تاریخ گواہ ہے کہ امت کے صالحین، اکابر صحابہ اور اہلِ علم اس سانحے پر غم زدہ ہوئے، اسے ایک عظیم مصیبت قرار دیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر افسوس کا اظہار کیا۔ اگر بالفرض کسی فرد سے سیاسی دباؤ، غلط اجتہاد یا ناقص معلومات کی بنیاد پر کوئی رائے منسوب بھی کی جائے تو وہ نہ امت کا اجماعی موقف بن سکتی ہے اور نہ شریعت کا حکم۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے محبوب نواسے، اہلِ بیتِ نبوت کے عظیم فرد اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ ان کی شہادت پر خوشی منانا، اسے جائز قرار دینا یا اس کے لیے شرعی جواز تلاش کرنا اہلِ سنت کے مسلک و منہج کے سراسر خلاف ہے۔ اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہیں، ان کے قاتل اور ان کے قتل پر راضی رہنے والے سخت مجرم ہیں اور کربلا کا سانحہ اسلامی تاریخ کے عظیم ترین المیوں میں سے ایک ہے جس پر ہر صاحبِ ایمان کا دل رنجیدہ ہوتا ہے۔

مشہور مفسر و مؤرخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ہر مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر اسے رنج و غم ہو، کیونکہ آپ مسلمانوں کے سرداروں میں سے تھے، صحابۂ کرام کے جلیل القدر علماء میں شمار ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی سب سے افضل صاحبزادی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے فرزند تھے اور آپ عبادت گزار، بہادر اور سخی تھے، لیکن مناسب نہیں وہ عمل جو شیعہ اختیار کرتے ہیں کہ بے قابو جزع و فزع اور غم کا اظہار کرتے ہیں جس کا غالب حصہ بسا اوقات بناوٹ اور ریاکاری پر مبنی ہوتا ہے، حالانکہ آپ کے والد ان سے افضل تھے، اور وہ ان کے قتل کو ایسا باقاعدہ ماتم نہیں بناتے جیسا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بناتے ہیں، حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن فجر کے لیے جاتے ہوئے رمضان کے سترہویں دن سن ۴۰ ہجری میں شہید کیے گئے اور اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی سے اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک افضل تھے، انہیں ذوالحجہ کے ایامِ تشریق میں سن ۳۶ ہجری میں اپنے گھر میں محصور حالت میں شہید کیا گیا اور ان کی گردن رگوں سمیت کاٹ دی گئی، لیکن لوگوں نے ان کے یومِ شہادت کو ماتم نہیں بنایا۔ اور اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عثمان اور حضرت علی دونوں سے افضل تھے، وہ فجر کی نماز میں محراب میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کیے گئے، لیکن ان کے قتل کے دن کو بھی ماتم نہیں بنایا گیا اور اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سب سے افضل تھے مگر ان کی وفات کو بھی یومِ ماتم نہیں بنایا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ جو دنیا و آخرت میں تمام انسانوں کے سردار ہیں، آپ بھی دنیا سے کائنات کو سوگوار کرتے ہوئے پردہ فرما گئے جیسے آپ سے پہلے انبیاء بھی پردہ فرما گئے، لیکن آپ کے یومِ وفات کو بھی ایسا ماتم نہیں بنایا گیا جیسا کہ بعض جاہل رافضہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن کرتے ہیں اور نہ ہی یہ ذکر ملتا ہے کہ ان سب کی وفات یا شہادت کے وقت آسمان میں سورج گرہن، سرخی یا دیگر غیر معمولی علامات ظاہر ہوئیں جیسا کہ بعض لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ج۱۱ص۵۷۰)

تابعی جلیل حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا ایک جملہ اس سانحے کی سنگینی کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

لو كنت فيمن قتل الحسين، ثم غفر لي، ثم أدخلت الجنة - استحييت أن أمر على النبي - صلى الله عليه وسلم - فينظر في وجهي۔

(مجمع الزوائد ج۹ص۱۹۵ حدیث نمبر ۱۵۱۴۷، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر: ۲۸۲۹)

اگر میں ان لوگوں میں شامل ہوتا جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، پھر اس کے باوجود مجھے جنت میں داخل کر دیا جاتا، تب بھی میں رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھنے سے شرم محسوس کرتا۔

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

۱۴۴۸/۰۱/۰۹

۲۰۲۶/۰۶/۲۴

ماہ محرم فضائل و حقائق اور رائج رسم و رواج کی حقیقت

محمد عادل ارریاوی

ماہ محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے جو اپنی برکات و فضائل میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس مہینہ کی تاریخی حیثیت تو اپنی جگہ مسلم ہے لیکن اس کی حرمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مہینہ میں خصوصی اعمال اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ تاریخ اسلامی کے کئی واقعات اسی مہینہ میں پیش آئے ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ تاریخ کے بیشتر اہم اور سبق آموز واقعات اسی مہینہ میں رونما ہوئے ہیں۔ لہذا جہاں ماہ محرم سال نو کی ابتداء کی نوید دیتا ہے وہیں ان واقعات و حادثات کی بھی خبر دیتا ہے جن کا یاد رکھنا امت مسلمہ کے لئے ضروری ہے۔ زندہ اقوام کی علامت یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی تاریخ اسلاف کے کارناموں اور واقعات سے بے خبر نہیں رہتیں۔ تو محرم کا آغاز ہمیں ان تاریخی حقائق سے باخبر ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عاشوراء کے دن کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا اس شہادت کے پیش آنے کی وجہ سے عاشوراء کا دن مقدس اور حرمت والا بن گیا ہے۔ یہ بات صحیح نہیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عاشوراء کا دن مقدس سمجھا جاتا تھا۔ اور آپ نے اس کے بارے میں احکام بیان فرمائے تھے۔ قرآن کریم نے اس کی حرمت کا اعلان فرمایا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تقریباً ساٹھ سال بعد پیش آیا تھا۔ لہذا یہ بات درست نہیں کہ عاشوراء کی حرمت اس واقعہ کی وجہ سے ہے بلکہ یہ تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مزید فضیلت کی دلیل ہے کہ اللہ ربّ العزت نے آپ کو شہادت کا مرتبہ اس دن عطا فرمایا جو پہلے ہی سے مقدس اور محترم چلا آرہا ہے بہرحال عاشوراء کا دن ایک مقدس دن ہے۔

ماہ محرم اپنی فضیلت و عظمت حرمت و برکت اور مقام و مرتبہ کے لحاظ سے انفرادی خصوصیت کا حامل ہے۔ اسی وجہ سے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی دور میں اس کے اعزاز واکرام میں قتال کو ممنوع قرار دیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ۔ (البقرہ: ۲۱۷)

ترجمہ کہہ دیجئے اس میں قتال کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اسے حرمت والے مہینوں میں سے بھی شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً ... مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔

(التوبۃ ۳۶) ترجمہ مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہے۔ ان میں چار مہینے ادب کے ہیں۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زمانے کی رفتار وہی ہے جس دن اللہ ربّ العزت نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔

ایک سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں جن میں سے تین مہینے مسلسل ہیں یعنی ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم اور ایک مہینہ رجب کا ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۷۲ باب قولہ ان عدۃ الشھور الخ)

اس دن کے مقدس ہونے کی وجہ کیا ہے؟ یہ اللہ ربّ العزت ہی بہتر جانتے ہیں کس دن کو اللہ ربّ العزت نے دنوں پر کیوں فضیلت دی؟ اور اس دن کا کیا مرتبہ رکھا؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں ہمیں اس کی تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں اترے تو وہ عاشوراء کا دن تھا اور جب نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کے بعد خشکی میں اتری تو وہ عاشوراء کا دن تھا حضرت ابراہیم علیہ

السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا اور اس آگ کو اللہ ربّ العزت نے ان کیلئے گلزار بنا دیا وہ عاشوراء کا دن تھا اور قیامت عاشوراء کے دن قائم ہو گی۔ یہ باتیں لوگوں میں مشہور ہیں لیکن ان کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں۔ کوئی صحیح روایت ایسی نہیں ہے جو یہ بیان کرتی ہو کہ یہ واقعات عاشوراء کے دن پیش آئے تھے۔

ماہ محرم برکات کا حامل مہنیہ ہے لیکن بعض لوگ اس کی برکات سے فائدہ حاصل کرنے کی بجائے بدعات و رسومات میں پڑ کر اس کی حقیقی فضیلت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

تعزیہ کرنا ناجائز ہے کیوں کہ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ۔ (الصافات (۹۵) ترجمہ کیا تم ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جس کو خود ہی تم نے تراشا اور بنایا ہے۔ ظاہر ہے کہ تعزیہ انسان اپنے ہاتھ سے تراش کر بناتا ہے پھر منت مانی جاتی ہے اور اس سے مرادیں مانی جاتی ہیں اسکے سامنے اولاد وغیرہ کی صحت کی دعائیں کی جاتی ہیں اس کو سجدہ کیا جاتا ہے اس کی زیارت کو زیارت امام حسین سمجھا جاتا ہے یہ سب باتیں روح ایمان اور تعلیم اسلام کے اعتبار سے ناجائز ہیں۔

ذکر شہادت کے لیے مجالس منعقد کرنا ان میں ماتم کرنا نوحہ کرنا روافض کی مشابہت کرنے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ کیوں کہ حدیث شریف میں آتا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اس قوم میں سے ہے۔

(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۰۳)

بعض لوگ ماہِ محرم کو صرف رنج و غم کا مہینہ تصور کرتے ہیں اور اس وجہ سے شادی بیاہ خوشی کی تقریبات اور دیگر مسرت کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں۔ اسی طرح سیاہ لباس پہننا نوحہ و ماتم کرنا عورتوں کا زیب و زینت ترک کر دینا اور سوگ کی مختلف رسمیں ادا کرنا بھی بعض علاقوں میں رائج ہے۔ حالانکہ یہ تصور درست نہیں کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں ماہِ محرم کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس لیے اسے محض غم اور سوگ کا مہینہ قرار دینا شرعی اعتبار سے صحیح نہیں۔

بعض لوگوں کا یہ عقیدہ بن چکا ہے کہ خصوصاً محرم کے ابتدائی دس دنوں میں شادی کرنا یا خوشی کی کوئی تقریب منعقد کرنا جائز نہیں یا اس میں برکت نہیں ہوتی اور ایسا کام نحوست کا باعث بنتا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض تعلیم یافتہ افراد بھی اس غلط فہمی کا شکار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں ایسی کوئی ممانعت موجود نہیں۔ نہ محرم میں اور نہ ہی کسی دوسرے مہینے میں نکاح سے روکا گیا ہے۔ بلکہ محرم میں عبادت اور نیکی کے اعمال کی ترغیب دی گئی ہے اور نکاح بھی ایک عظیم عبادت ہے کیونکہ اس کے ذریعے انسان عفت تقویٰ اور اللہ ربّ العزت کی رضا حاصل کرتا ہے۔ حدیثِ مبارک کا مفہوم ہے کہ جب کوئی شخص نکاح کر لیتا ہے تو اس کا آدھا دین مکمل ہو جاتا ہے لہٰذا اسے چاہیے کہ باقی آدھے دین کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔ اس بنا پر محرم میں نکاح کرنا بالکل جائز ہے۔

محرم کے ایام میں بعض لوگ چند مخصوص کاموں کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، مثلاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر پانی یا شربت کی سبیل لگانا یا کھانا تیار کر کے تقسیم کرنا اور اسے باعثِ ثواب سمجھنا۔ اگرچہ صدقہ و خیرات اپنی جگہ نیک عمل ہے لیکن محرم کے پہلے عشرے کو خاص طور پر ان کاموں کے لیے مخصوص کر لینا اور اسے دین کا لازمی حصہ سمجھنا درست نہیں۔ بعض لوگ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ چونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں پیاس کی حالت میں شہید ہوئے تھے اس لیے یہ پانی اور شربت ان کی پیاس بجھانے کا ذریعہ بنتا ہے حالانکہ اس عقیدے کی کوئی شرعی بنیاد موجود نہیں۔ لہٰذا عبادات اور نیکی کے کام وہی اختیار کرنے چاہییں جو قرآن و سنت سے ثابت ہوں۔

خلاصۂ کلام

یہ ہے کہ ماہِ محرم اسلام کے عظمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ اس مہینے کے بارے میں وہی عقائد اور اعمال اختیار کرنے چاہییں جو قرآن و سنت سے ثابت ہوں۔ بے بنیاد رسموں غلط عقائد اور خود ساختہ پابندیوں سے بچتے ہوئے اس مہینے کو عبادت تقویٰ اور نیکی کے کاموں میں گزارنا چاہیے۔

عوام ٹائمز سلی گوڑی — عوام کی آواز، سچ کی پہچان

قلم کی طاقت، سچائی کی ذمہ داری
آج کے ڈیجیٹل دور میں صحافت صرف خبر پہنچانے کا نام نہیں، بلکہ عوام تک سچی، مصدقہ اور غیر جانبدار معلومات پہنچانا ایک قومی اور سماجی ذمہ داری ہے۔ اسی مقصد کے ساتھ عوام ٹائمز سلی گوڑی نے اپنے صحافتی سفر کا آغاز کیا، تاکہ ہر خبر سچائی، دیانت داری اور عوامی مفاد کے اصولوں کے تحت لوگوں تک پہنچ سکے۔

عوام ٹائمز سلی گوڑی ایک تیزی سے ابھرتا ہوا ڈیجیٹل نیوز پلیٹ فارم ہے، جو نارتھ بنگال کی مقامی خبروں کو خصوصی اہمیت دیتا ہے۔ سلی گوڑی، دارجلنگ، جلپائی گوڑی، کوچ بہار، علی پور دوار، کالیم پونگ، اتر دیناج پور، دکشن دیناج پور، مالدہ اور نارتھ بنگال کے دیگر علاقوں کی عوامی، سماجی، سیاسی، تعلیمی، ثقافتی اور مذہبی سرگرمیوں کو ذمہ داری کے ساتھ عوام تک پہنچانا ہماری اولین ترجیح ہے۔
اس کے ساتھ ہی ہم ریاستی، قومی اور اہم بین الاقوامی خبروں کو بھی غیر جانبدارانہ انداز میں عوام تک پہنچاتے ہیں، تاکہ ہمارے ناظرین کو ایک ہی پلیٹ فارم پر ہر اہم اور مستند خبر حاصل ہو سکے۔
آج عوام ٹائمز سلی گوڑی اپنی ویب سائٹ کے ساتھ ساتھ فیس بک، یوٹیوب، انسٹاگرام، ایکس (ٹوئٹر) اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر بھی سرگرم ہے، جہاں روزانہ ہزاروں افراد تازہ ترین اور قابلِ اعتماد خبریں حاصل کرتے ہیں۔ ہماری کوشش رہتی ہے کہ ہر خبر کی مکمل جانچ کے بعد اسے ذمہ داری اور دیانت داری کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کیا جائے۔
ایڈیٹر اِن چیف جناب ساحل رضوی کی قیادت میں عوام ٹائمز سلی گوڑی نے مختصر عرصے میں اپنی ایک الگ شناخت قائم کی ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ صحافت کا اصل مقصد صرف خبر دینا نہیں، بلکہ عوام کے مسائل کو اجاگر کرنا، مظلوم کی آواز بننا، سچائی کا ساتھ دینا اور معاشرے میں مثبت تبدیلی لانا ہے۔
ہماری ٹیم ہر روز میدان میں رہ کر عوامی مسائل، ترقیاتی کاموں، سرکاری منصوبوں، عوامی نمائندوں کی سرگرمیوں، سماجی تنظیموں کی خدمات اور نارتھ بنگال کی اہم خبروں کو پوری ذمہ داری کے ساتھ عوام تک پہنچاتی ہے۔ عوام کا اعتماد ہی ہماری سب سے بڑی طاقت ہے، اور اسی اعتماد کو برقرار رکھنا ہمارا عزم ہے۔
ہم اپنے تمام قارئین، ناظرین اور چاہنے والوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں، جن کے تعاون اور محبت نے عوام ٹائمز سلی گوڑی کو نارتھ بنگال کے معتبر اور تیزی سے ابھرتے ہوئے نیوز پلیٹ فارمز میں شامل کر دیا ہے۔ ہمارا وعدہ ہے کہ آئندہ بھی ہم سچ، دیانت داری، غیر جانبداری اور عوامی مفاد کو اپنی صحافت کا بنیادی اصول بنائے رکھیں گے۔
عوام ٹائمز سلی گوڑی

ہمارے گھروں کی بیٹیاں گڑیا بھی خریدتی ہیں تو اُس کے لیے دوپٹہ لینا نہیں بھولتیں

کبھی کبھی زندگی میں کچھ مناظر ایسے سامنے آتے ہیں جو صرف آنکھوں سے نہیں، بلکہ دل کی گہرائیوں سے محسوس کیے جاتے ہیں۔ وہ کسی ایک چہرے کی کہانی نہیں ہوتے بلکہ ایک سوچ، ایک تربیت اور پورے معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں۔
چند روز قبل فیس بک پر کچھ تصاویر نظر سے گزریں۔ اُن میں موجود لوگ میرے لیے اجنبی نہیں تھے۔ کبھی وہ میرے دل کے بہت قریب ہوا کرتے تھے۔ برسوں پہلے جب اُن سے گفتگو کا موقع ملتا، تو میں ہمیشہ خیر خواہی اور محبت کے جذبے کے تحت اُنہیں یہ سمجھانے کی کوشش کرتا کہ عورت کی اصل خوبصورتی اُس کے جسمانی اظہار میں نہیں، بلکہ اُس کی عزت، حیا، وقار اور اعلیٰ کردار میں پنہاں ہوتی ہے۔ میں نے اُنہیں یہ احساس دلانے کی کوشش کی کہ حجاب اور پردہ کوئی بوجھ یا پابندی نہیں، بلکہ وہ عزت و وقار کا تاج ہے جو عورت کو ہجوم میں منفرد شناخت عطا کرتا ہے۔
مگر وقت گزرتا گیا...
اور پھر ایک دن فیس بک پر اُن کی نئی تصاویر دیکھنے کو ملیں۔ ایسے لباس میں، ایسے ماحول میں، جنہیں دیکھ کر دل کے کسی گوشے میں ایک گہری کسک جاگ اُٹھی۔ افسوس اس بات کا نہیں تھا کہ اُنہوں نے میری بات قبول نہیں کی، بلکہ دکھ اس بات کا تھا کہ شاید اُن کی شخصیت کی بنیاد ہی اُن اقدار پر استوار نہیں کی گئی تھی جن پر پوری زندگی کی عمارت مضبوطی سے کھڑی رہتی ہے۔ اسی لمحے دل میں ایک خیال اُبھرا:
اصل تربیت جوانی میں دی جانے والی نصیحتوں سے نہیں، بلکہ بچپن میں بوئے جانے والے اخلاقی بیجوں سے جنم لیتی ہے۔ ہمارے گھروں کی بیٹیاں گڑیا بھی خریدتی ہیں تو اُس کے لیے دوپٹہ لینا نہیں بھولتیں۔ کوئی اُنہیں شرم و حیا پر طویل خطبے نہیں دیتا، مگر ماں کی گود، باپ کی رہنمائی، گھر کا ماحول اور خاندان کی دینی و اخلاقی روایات خاموشی کے ساتھ اُن کے دلوں میں یہ شعور پیدا کر دیتی ہیں کہ عزت کیا ہوتی ہے اور اپنی قدر و قیمت کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عورت کا وقار عریانی میں نہیں، بلکہ حیا میں ہے۔ اُس کی عظمت اپنے وجود کی نمائش میں نہیں، بلکہ اپنے احترام اور حدود کی حفاظت میں ہے۔ دنیا چاہے اسے قدامت پسندی قرار دے یا جدیدیت کے خلاف سوچ سمجھے، مگر بعض حقیقتیں وقت کے بدلنے سے نہیں بدلتیں۔ ہیرا جتنا قیمتی ہوتا ہے، اتنی ہی احتیاط سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ موتی سمندر کی گہرائیوں میں پروان چڑھتا ہے۔ دنیا کی کوئی بھی انمول چیز راہوں میں بکھیر نہیں دی جاتی، بلکہ اُس کی حفاظت کی جاتی ہے کیونکہ اُس کی قدر ہوتی ہے۔
اسی طرح عورت بھی جب اپنی حیا، اپنی پاکیزگی، اپنی عزت اور اپنی شناخت کی حفاظت کرتی ہے تو اُس کی شخصیت میں ایسی نورانیت اور وقار پیدا ہو جاتا ہے جو نہ کسی فیشن سے حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی ظاہری آرائش سے۔
فیس بک پر وہ تصاویر دیکھ کر دل پر ایک عجیب سی اداسی طاری ہو گئی۔ پھر یہ احساس مزید گہرا ہوا کہ انسان کسی کو راستہ دکھا تو سکتا ہے، مگر کسی کے دل میں وہ سوچ پیدا نہیں کر سکتا جو بچپن کی بہترین تربیت اور مضبوط اقدار پیدا کرتی ہیں۔ آج بھی جب اپنے معاشرے کی ننھی منی بچیوں کو دیکھتا ہوں جو اپنی گڑیا کے لیے بھی دوپٹہ لینا ضروری سمجھتی ہیں تو دل کو اطمینان ہوتا ہے کہ اس سرزمین میں ابھی اقدار زندہ ہیں، شرم و حیا زندہ ہے، ماؤں کی تربیت زندہ ہے اور خاندانوں کی اخلاقی بنیادیں باقی ہیں۔ کیونکہ معاشرے صرف بلند و بالا عمارتوں، ترقی یافتہ سڑکوں یا جدید سہولیات سے نہیں بنتے، بلکہ ماؤں کی آغوش میں پروان چڑھنے والے کردار، اخلاق اور تہذیب سے تشکیل پاتے ہیں۔
اور شاید اسی لیے... ہمارے گھروں کی بیٹیاں گڑیا بھی خریدتی ہیں تو اُس کے لیے دوپٹہ لینا نہیں بھولتیں۔
کیونکہ اُنہیں بچپن ہی سے یہ سکھایا جاتا ہے کہ خوبصورتی نمائش کی چیز نہیں بلکہ ایک امانت ہے، جس کی حفاظت کی جاتی ہے؛ اور عزت حاصل کرنے کا راستہ اپنی حیا، اپنے کردار اور اپنی اخلاقی حدود کی پاسداری سے ہو کر گزرتا ہے۔

اسلم خان محمد یونس
دوحہ، قطر

ساسارام کا محرم صرف روایت نہیں، صدیوں سے جاری

سید آصف امام کاکوی
(خصوصی رپورٹ)

ساسارام: محرم الحرام کا چاند جیسے ہی افق پر نمودار ہوتا ہے، ساسارام کی فضا یکسر بدل جاتی ہے۔ گلیاں، کوچے، امام باڑے، خانقاہیں، درگاہیں اور کربلا کے میدان غمِ حسینؑ کی یاد میں ڈوب جاتے ہیں۔ درود و سلام، نوحہ و ماتم، ذکرِ شہدائے کربلا اور یا حسینؑ کی صدائیں ہر سمت گونجنے لگتی ہیں۔ یہ منظر صرف ایک مذہبی روایت کا نہیں بلکہ صدیوں پر محیط ایک ایسی تہذیبی اور روحانی تاریخ کا آئینہ دار ہے جس نے ساسارام کو پورے برصغیر میں منفرد شناخت عطا کی ہے۔ اگر ہندوستان میں لکھنؤ کو عزاداری اور محرم کی تہذیب کا مرکز کہا جاتا ہے تو ساسارام کو محرم کی صوفیانہ روایت، نعلِ مبارک کے گشت، قدیم تازیہ داری اور بین المذاہب ہم آہنگی کی وجہ سے ایک ممتاز مقام حاصل ہے یہاں محرم صرف ایک مذہبی رسم نہیں بلکہ تاریخ، ثقافت، روحانیت اور عشقِ اہلِ بیتؑ کا ایسا سنگم ہے جو ہر سال ہزاروں دلوں کو کربلا کے پیغام سے جوڑ دیتا ہے۔ ساسارام صرف محرم کی وجہ سے مشہور نہیں بلکہ یہ ہندوستان کی عظیم تاریخی سرزمینوں میں شمار ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں یہ علاقہ مگدھ سلطنت کے اثرات سے وابستہ رہا۔ بعد ازاں مختلف ادوار میں یہاں کئی تہذیبوں نے جنم لیا۔ تاریخ کے صفحات میں ساسارام کو سب سے زیادہ شہرت اس وقت ملی جب یہاں ہندوستان کے عظیم حکمراں شیر شاہ سوری کی پیدائش ہوئی۔ شیر شاہ سوری نے نہ صرف ہندوستان کے انتظامی نظام میں انقلابی اصلاحات کیں بلکہ گرینڈ ٹرنک روڈ جیسی تاریخی شاہراہ کی تعمیر کے ذریعے برصغیر کی معاشی اور ثقافتی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ شیر شاہ سوری کا عظیم الشان مقبرہ آج بھی ساسارام کی شناخت ہے۔ لیکن اس تاریخی شہر کی ایک اور شناخت صوفیائے کرام کی آمد اور ان کی روحانی خدمات بھی ہیں۔ یہی صوفی بزرگ محبتِ اہلِ بیتؑ، رواداری اور انسان دوستی کا پیغام لے کر یہاں آئے اور ان کی تعلیمات نے ساسارام کی تہذیب کو ایک منفرد رنگ عطا کیا۔ ساسارام صدیوں سے اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام کا مرکز رہا ہے۔ یہاں مختلف خانقاہیں اور درگاہیں آج بھی موجود ہیں جہاں ہر مذہب اور ہر طبقے کے لوگ حاضری دیتے ہیں۔ یہی صوفی بزرگ اپنے ساتھ عشقِ رسول ﷺ اور محبتِ اہلِ بیتؑ کا وہ چراغ بھی لائے جو آج تک روشن ہے۔ محرم کی روایات کو فروغ دینے میں انہی صوفی بزرگوں کا بنیادی کردار رہا ہے۔ مقامی روایات کے مطابق ساسارام میں عزاداری اور محرم کی کئی رسومات انہی صوفی سلاسل کی دین ہیں جنہوں نے مذہب کو محبت، خدمت اور انسانیت کے ساتھ جوڑا مورخین کے مطابق ساسارام میں محرم منانے کی روایت شیر شاہ سوری کے دور سے بھی پہلے موجود تھی۔ تاہم شیر شاہی عہد میں اسے مزید استحکام اور سرپرستی حاصل ہوئی۔ اس دور میں عزاداری کے جلوس، مجالس اور دیگر رسومات کو باقاعدہ فروغ ملا۔ بعد کے زمانوں میں مقامی سجادہ نشینوں، خانقاہوں اور اہلِ محبت نے ان روایات کو سنبھالا اور نسل در نسل منتقل کیا۔ تاریخی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ

تقریباً تین سو پچیس برس قبل حضرت شاہ غوثا صاحبؒ نے ساسارام میں تازیہ داری کی ایک منظم روایت قائم کی۔ وقت کے ساتھ یہ روایت پروان چڑھتی گئی اور آج ساسارام میں سو سے زائد تازیے تیار کیے جاتے ہیں۔ ساسارام کے محرم کی سب سے نمایاں اور منفرد روایت "نعلِ مبارک" کی ہے۔ روایت کے مطابق واقعۂ کربلا کے بعد حضرت عباس علمدارؑ کے گھوڑے کے نعل کے کچھ مقدس ٹکڑے بعض صوفی بزرگ ہندوستان لائے تھے۔ انہی تبرکات کی نسبت سے نعل کی روایت وجود میں آئی۔ یہ روایت پورے ہندوستان میں اپنی نوعیت کی منفرد روایت سمجھی جاتی ہے۔ نعل صرف ایک مذہبی علامت نہیں بلکہ حضرت عباسؑ کی وفاداری، شجاعت، ایثار اور خدمتِ دین کی یادگار ہے۔ عقیدت مندوں کا ماننا ہے کہ نعل وہی شخص اٹھا سکتا ہے جو روحانی طور پر پاکیزہ ہو اور جس کی نیت صاف ہو۔ جب نعل اٹھتی ہے تو اسے اٹھانے والا شخص ایک خاص روحانی کیفیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ مسلسل درود و سلام پڑھتا ہوا گھوڑے کی سی رفتار سے چلتا اور دوڑتا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اسے خود معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ نعل خود بخود بزرگوں کے مزارات اور مقدس مقامات کی طرف رخ کرتی ہے۔ یہ منظر عقیدت مندوں کے لیے روحانی مسرت اور جذباتی وابستگی کا باعث بنتا ہے۔ آج بھی ساتویں محرم کو ساسارام میں نعلوں کو باقاعدہ نصب کیا جاتا ہے۔ شہر میں موجود معروف نعلوں میں صدر نعل (شاہ جمعہ)، کالے خاں کے نعل، شاہ جلال پیر کے نعل اور دیگر تاریخی نعل شامل ہیں۔ ساتویں محرم کو جب یہ تمام نعل اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے کیے جاتے ہیں تو پورا شہر روحانیت میں ڈوب جاتا ہے۔ ہر طرف یا عباسؑ اور یا حسینؑ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ لوگ عقیدت سے نعل کے دیدار کے لیے آتے ہیں۔ درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور پورا ماحول عشقِ اہلِ بیتؑ سے معطر ہو جاتا ہے۔ ساسارام کی تازیہ داری پورے ہندوستان میں اپنی انفرادیت کے لیے مشہور ہے۔ یہاں کے تازیے صرف بانس، کاغذ اور رنگوں کا مجموعہ نہیں بلکہ محبت، عقیدت اور فنی مہارت کا شاہکار ہوتے ہیں۔ مہینوں پہلے ان کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ فنکار دن رات محنت کرتے ہیں ہر تازیہ ایک منفرد فن پارہ بن کر سامنے آتا ہے۔ مضافاتی علاقوں مورادآباد، کمہاؤ، باراڈیہ اور دیگر دیہاتوں سے بھی عظیم الشان تازیے ساسارام لائے جاتے ہیں۔ محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کو جب یہ تازیے اپنے مخصوص انداز میں گشت کرتے ہیں تو پورا شہر ایک عظیم روحانی منظر پیش کرتا ہے۔ ساسارام کا محرم صرف مسلمانوں کا تہوار نہیں بلکہ یہاں کی مشترکہ تہذیب کا ایک اہم حصہ ہے۔ برسوں سے مختلف مذاہب کے لوگ محرم کی تقریبات میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ ہندو برادری کے لوگ بھی نعل اور تازیہ داری کا احترام کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر وہ عزاداروں کے لیے پانی، شربت اور دیگر سہولیات کا انتظام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ساسارام کا محرم مذہبی ہم آہنگی اور بھائی چارے کی ایک خوبصورت مثال سمجھا جاتا ہے۔ کربلا صرف تاریخ کا ایک باب نہیں بلکہ انسانیت کے ضمیر کی آواز ہے۔ امام حسینؑ نے دنیا کو یہ سبق دیا کہ ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرنا ظلم کی تائید کے مترادف ہے۔ انہوں نے سکھایا کہ حق کی خاطر جان دینا تو ممکن ہے مگر اصولوں پر سمجھوتہ کرنا ممکن نہیں۔ کربلا نے بتایا کہ تعداد اہم نہیں ہوتی، کردار اہم ہوتا ہے۔ طاقت اہم نہیں ہوتی، سچائی اہم ہوتی ہے۔ سلطنت اہم نہیں ہوتی، ضمیر اہم ہوتا ہے۔ اسی لیے چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود حسینؑ زندہ ہیں اور یزید تاریخ کے اندھیروں میں گم ہو چکا ہے۔ کربلا کا تذکرہ بی بی زینبؑ کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اگر امام حسینؑ نے میدانِ کربلا میں حق کی حفاظت کی تو بی بی زینبؑ نے کربلا کے پیغام کو دنیا تک پہنچایا۔ انہوں نے اسیری، مصیبت اور ظلم کے باوجود حق کی آواز کو دبنے نہیں دیا۔ ان کی استقامت اور جرات نے کربلا کو ایک ابدی تحریک بنا دیا۔ اسی لیے محرم صرف شہادت کا ذکر نہیں بلکہ صبر، حوصلے اور استقامت کا درس بھی ہے۔ ساسارام کا محرم ایک زندہ تاریخ آج جب دنیا تیزی سے بدل رہی ہے، روایات مٹ رہی ہیں اور تہذیبی شناختیں کمزور ہو رہی ہیں، ایسے وقت میں ساسارام کا محرم اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ قائم ہے۔ یہ صرف ماضی کی یاد نہیں بلکہ حال کا شعور اور مستقبل کی امید بھی ہے۔ یہاں کی نعل، تازیے، مجالس، جلوس اور صوفیانہ روایات آنے والی نسلوں کو یہ پیغام دیتی ہیں کہ محبت، وفا، قربانی اور حق پرستی کبھی پرانی نہیں ہوتیں۔ ساسارام کا محرم دراصل کربلا کی اُس روح کا نام ہے جو ہر سال نئی توانائی کے ساتھ زندہ ہو جاتی ہے۔ یہ محرم ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ظلم چاہے کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، سچائی آخرکار سرخرو ہوتی ہے۔ یہ محرم ہمیں سکھاتا ہے کہ حضرت عباسؑ جیسی وفا، بی بی زینبؑ جیسا صبر اور امام حسینؑ جیسی استقامت ہی انسانیت کی اصل میراث ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی جب ساتویں محرم کو ساسارام میں نعلِ مبارک اٹھتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کربلا کی صدائیں صدیوں کا سفر طے کر کے ایک بار پھر اس صوفیوں کی سرزمین پر اتر آئی ہوں۔ ساسارام کا محرم صرف ایک تہوار نہیں، ایک تاریخ ہے۔ صرف ایک روایت نہیں، ایک تہذیب ہے۔ صرف ایک یاد نہیں، ایک تحریک ہے۔ اور صرف ایک ماتم نہیں، انسانیت کے ضمیر کی لازوال آواز ہے۔

جامعہ ہمدرد میں داخلے
تعلیمی سال ۲۰۲۶-۲۰۲۷ء میں شعبہ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ہمدرد میں داخلے کے بہترین مواقع

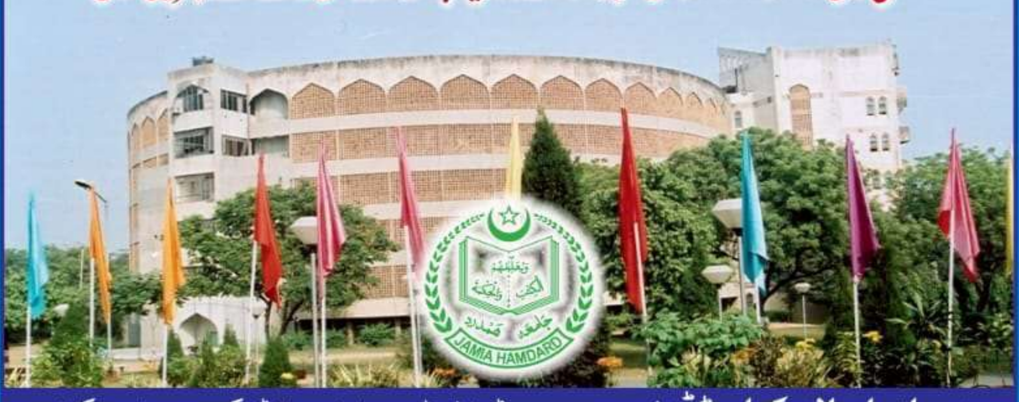

بی۔اے اسلامک اسٹڈیز - ریسرچ بیسڈ ملٹی ڈسی پلینیری انڈر گریجویٹ پروگرام
مدت تعلیم : ۴ر سال (۸ سمسٹرس)
Duration: Four Years (8 Semesters)
Fee Structure:
A: 1st semester, Including one time fee (Admission, Library, Enrollment, Alumni Fee) 29250/-
B: Second Semester & Onward. 11250/-
Seats : 40
شرائط داخلہ : • حکومت ہند سے منظور شدہ کسی بھی تعلیمی بورڈ سے 45% کے ساتھ بارھویں کلاس پاس۔
• اسٹیٹ مدرسہ بورڈ سے عالم یا جامعہ ہمدرد، نئی دہلی / علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ / جامعہ ملّیہ اسلامیہ، نئی دہلی / جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی / مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد / سینٹرل کونسل آف انڈین میڈیسن (سی سی آئی ایم) نئی دہلی اور کونسل آف بورڈس آف اسکول ایجوکیشن ان انڈیا (سی او بی ایس ای) دہلی سے منظور شدہ مدارس سے 45% کے ساتھ عالمیت کی سند۔
داخلے کا طریقہ: امیدوار کا انتخاب سینٹرل یونیورسٹیز کامن انٹرینس ٹیسٹ کی بنیاد پر کیا جائیگا۔ امیدوار کو سی۔یو۔ای۔ٹی میں درج ذیل مضامین کے مجموعے میں شرکت ہونا چاہیے۔ اردو زبان اور جنرل ٹیسٹ: سی۔یو۔ای۔ٹی میں امیدوار نہ ملنے کی صورت میں اہل امیدواروں کا انتخاب پاس شدہ امتحان میں پہلے پانچ مضامین کی میرٹ کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے۔

ایم۔اے (اسلامک اسٹڈیز)
مدت تعلیم : ۲ر سال (۴ سمسٹرس)
Duration: Two Years (4 Semesters)
Fee Structure:
A: 1st semester, Including one time fee (Admission, Library, Enrollment, Alumni Fee) 28250/-
B: Second Semester & Onward. 10250/-
Seats : 20
شرائط داخلہ : • حکومت ہند سے منظور شدہ کسی بھی یونیورسٹی سے بیچلرس ڈگری یا اسٹیٹ مدرسہ بورڈ سے فاضل یا جامعہ ہمدرد، نئی دہلی / علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ / جامعہ ملّیہ اسلامیہ، نئی دہلی / جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی / مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد / سینٹرل کونسل آف انڈین میڈیسن (سی سی آئی ایم) نئی دہلی اور کونسل آف بورڈس آف اسکول ایجوکیشن ان انڈیا (سی او بی ایس ای) دہلی سے منظور شدہ مدارس سے 45% کے ساتھ فضیلت کی سند۔

مضامین درس
• تفسیر، حدیث، کلام، تصوف اور اخلاقیات کا تعارف اور ان کا تاریخی ارتقا • اسلام کی تمدنی تاریخ اور تہذیب کی تشکیل میں اس کا کردار • سائنسی علوم میں مسلمانوں کی خدمات • ہندوستان کی اسلامی تحریکات وشخصیات • تحریک استشراق اور مستشرقین • مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ • اسلامی بینک کاری اور معاشیات • عالم گیریت اور اسلامی فکر پر اس کے اثرات • جدید دنیا میں اجتہاد کی ضرورت
• علاوہ ازیں مختلف موضوعات پر محاضرات اور تربیتی مشقیں نیز قومی اور بین الاقوامی سطح کے سیمینارس سے استفادہ۔

روزگار کے مواقع
• ہندوستان کی عصری جامعات اور اسکولوں میں تدریس • عرب ممالک کی اسلامی جامعات اور علمی اداروں میں ملازمت • مغربی ممالک کے اسلامک اسٹڈیز کے شعبوں کے علمی پروجیکٹوں میں شرکت • مختلف قومی و عالمی تنظیمات وتحریکات کے علمی، تحقیقی اور سماجی پروگراموں سے وابستگی • مختلف اداروں اور اسپتالوں میں بطور ترجمان اور مترجم روزگار کے مواقع۔

Last Date to Apply:
30 June 2026
To Apply for Admission
https://ums.jamiahamdard.ac.in/

Contact رابطہ
ڈاکٹر نجم السحر
Dr. Najmussahar 9818397748
ڈاکٹر محمد احمد نعیمی
Dr. Mohammad Ahmad Naeemi 9013008786
ڈاکٹر سید محمد فضل الرحمان
Dr. Syed Mohammad Fazalurrahman 9599802475
Office Incharge: Mrs.Yasmin : 92782 86491

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

ہم خیال ممالک کو ایک مشکل دنیا میں مل کر کام کرنا چاہیے

ہم خیال ممالک کو ایک مشکل دنیا میں مل کر کام کرنا چاہیے

سیول میں جنوبی کوریا کے وزیر خارجہ کے ساتھ ملاقات کے بعد وزیر خارجہ جے شنکر کا بیان

سیول۔۲۴؍جون۔ ایم این این۔ وزیر خارجہ ایس جے شنکر نے بدھ کے روز ایک چیلنجنگ عالمی ماحول کے درمیان ہندوستان۔ جنوبی کوریا کے تعلقات کو گہرا کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ مشترکہ اقدار اور باہمی اعتماد کے حامل ممالک کو مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ سیول میں جنوبی کوریا کے وزیر خارجہ چو ہیون کے ساتھ ملاقات کے دوران اپنے ابتدائی کلمات میں، جے شنکر نے کہا، "سیول میں واپس آکر اور آج آپ سے اور آپ کی ٹیم سے ہماری بات چیت کے لیے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ملاقات بہت بروقت ہے۔ جزوی طور پر ہم ابھی حال ہی میں ایک صدارتی دورے پر آگے بڑھ رہے ہیں۔ لیکن اس وقت پیچیدہ دنیا میں ہمارے تعلقات کی کچھ اہمیت اور اہمیت بھی بڑھ گئی ہے۔" چو ہیون کے ساتھ اپنی حالیہ بات چیت کو یاد کرتے ہوئے، جے شنکر نے کہا، "میرے ساتھیوں نے مجھے یاد دلایا کہ جب سے آپ نے وزیر کا عہدہ سنبھالا ہے، ہم درحقیقت نیویارک، کوالالمپور، واشنگٹن میں، جی ۷ وزرائے خارجہ کی میٹنگ میں، اور یقیناً حال ہی میں صدر کے دورے کے دوران ملے ہیں۔ لیکن میں ان سے کہتا ہوں کہ ہم نے حال ہی میں ان سے ملاقات کی ہے، جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ دوطرفہ تعلقات کو آگے بڑھانے میں دونوں وزرائے خارجہ کے کردار پر زور دیتے ہوئے، انہوں نے کہا، "میں آج سمجھتا ہوں کہ وزرائے خارجہ کے طور پر، یہ واضح طور پر ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس تعلقات کو آگے بڑھائیں، اس بات کی نگرانی کریں کہ حکومت کے مختلف حصے اور ہماری معیشت کے مختلف حصے، اپنے ملک کے ایک دوسرے کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ جے شنکر نے زور دے کر کہا کہ موجودہ بین الاقوامی صورتحال قابل اعتماد شراکت داروں کے درمیان تعاون کو پہلے سے کہیں زیادہ اہم بناتی ہے۔ اور وہ دنیا، وزیر، خاص طور پر، میرے خیال میں، ہم خیال ممالک، مشترکہ اقدار کے حامل ممالک، ایک دوسرے کے ساتھ کام کرنے کے لیے مضبوط باہمی اعتماد رکھنے والے ممالک کی ضرورت ہے۔ ایک بار پھر، جیسا کہ آپ نے نوٹ کیا، ہیروشیما میں G7 میں آپ کے صدر (لی جائی میونگ) کے ساتھ ہمارے وزیراعظم کی ملاقات، یہ حالیہ قیادت کے مواقع ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں تعلقات کو آگے بڑھانے کے لیے کس طرح رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔

بھارت اور روس نے تاریخی عدالتی تعاون کے معاہدے پر دستخط کیے

نئی دہلی ؍ ماسکو۔ ۲۴؍جون۔ ایم این این۔ ہندوستان اور روس کے درمیان قانونی اور عدالتی تعاون کو مضبوط بنانے کی طرف ایک اہم قدم دونوں ممالک کی اعلیٰ ترین عدالتوں کے درمیان مفاہمت کی ایک نئی یادداشت (ایم او یو) پر دستخط کے ساتھ اٹھایا گیا ہے۔ اس معاہدے کو ہندوستان کے چیف جسٹس کے ماسکو کے سرکاری دورے کے دوران حتمی شکل دی گئی تھی اور توقع ہے کہ اس سے عدالتی انتظامیہ، ٹیکنالوجی اور پیشہ ورانہ ترقی میں گہرے تعاون کو فروغ ملے گا۔ یہ ترقی دونوں ممالک کے درمیان بڑھتے ہوئے ادارہ جاتی تعلقات میں ایک اہم سنگ میل کی نشاندہی کرتی ہے اور اسے ایک بڑے اقدام کے طور پر دیکھا جارہا ہے جس کا مقصد ان کے عدالتی نظاموں کے درمیان علم کے تبادلے کو بڑھانا ہے۔ دو اعلیٰ عدالتوں کے درمیان پہلا معاہدہ بننے دستخط شدہ ایم او یو کو ہندوستان کی سپریم کورٹ اور روسی فیڈریشن کی سپریم کورٹ کے درمیان اپنی نوعیت کا پہلا باضابطہ تعاون کا معاہدہ سمجھا جاتا ہے۔ اس معاہدے پر ماسکو میں دونوں ممالک کے سینئر عدالتی نمائندوں کے درمیان اعلیٰ سطحی بات چیت کے دوران دستخط کیے گئے۔ حکام نے اس اقدام کو طویل مدتی تعاون کے لیے ایک فریم ورک کے طور پر بیان کیا جو دونوں قانونی اداروں کے درمیان تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ قانونی ماہرین کا خیال ہے کہ اس طرح کے تعاون سے عدالتوں کو بہترین طریقوں کے تبادلے، انتظامی کارکردگی کو بہتر بنانے اور جدید عدالتی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے اختراعی طریقے اپنانے میں مدد مل سکتی ہے۔

جنوبی کوریا اور ہندوستان کے تعلقات میں نمایاں رفتار ہے

بھارتی خارجہ ایس جے شنکر کے ساتھ اپنی ملاقات کے بعد جنوبی کوریا کے وزیر خارجہ کا بیان

سیول۔ ۲۴؍جون۔ ایم این این۔ جنوبی کوریا کے وزیر خارجہ چو ہیون نے بدھ کے روز جنوبی کوریا اور ہندوستان کے درمیان تعلقات کو آگے بڑھانے والی اہم رفتار پر زور دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ دوطرفہ ایجنڈے کا مرکزی نکتہ دونوں ممالک میں کاروباری مفادات کے لیے بہتر تعاون ہے۔ وزیر چو نے ہندوستانی حکومت کے فعال نقطہ نظر کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ "اس ہفتے، ہندوستان کے وزیر اعظم کا دفتر 'کوریا ہفتہ' کی میزبانی کر رہا ہے، جو ہندوستان میں کوریائی کاروباروں کو درپیش چیلنجوں سے براہ راست نمٹنے کے وزیر اعظم مودی کے وعدے کو پورا کرتا ہے"۔ ایک باہمی اشارے میں، وزیر چو نے تصدیق کی کہ جنوبی کوریا "جلد ہی کوریا میں ہندوستانی کمپنیوں کے لیے اسی طرح کی بات چیت کی میزبانی کرے گا"۔ وزراء نے توسیعی اجلاس کو مغربی ایشیا میں کشیدگی کے درمیان وسیع تر جغرافیائی سیاسی اور اقتصادی خدشات کو دور کرنے کے لیے بھی استعمال کیا۔ "بعد میں دوپہر کے کھانے کے دوران، وزیر جے شنکر اور میں نے تیزی سے بدلتی ہوئی عالمی صورت حال پر گہرائی سے بات چیت کی۔ ہمارے دونوں ممالک نے مشرق وسطی کی صورت حال میں تبدیلیوں سے پیدا ہونے والے اقتصادی اثرات کے جواب میں قریبی رابطہ برقرار رکھنے پر بھی اتفاق کیا۔ دونوں رہنما جمعرات کو جیجو فورم میں اپنی سفارتی بات چیت جاری رکھنے کے لیے تیار ہیں۔ اس سیشن کو آگے دیکھتے ہوئے، وزیر چو نے اپنی توقعات کا اظہار کرتے ہوئے کہا، "وزیر جے شنکر اور میں کل جیجو فورم میں دوبارہ ملاقات کرنے والے ہیں۔ میں دوطرفہ تعلقات اور ایک بار پھر چمکنے والے بین الاقوامی منظر نامے پر ان کے تیز نقطہ نظر اور گہری بصیرت کا منتظر ہوں۔"

تجارت کو فروغ دینے کیلئے بھارت اور افغانستان کے تجارتی چیمبروں کے بیچ ایم او یو پر دستخط

نئی دہلی۔ ۲۴؍جون۔ ایم این این۔ ایسوسی ایٹڈ چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری آف انڈیا (ایسوچیم) نے افغانستان چیمبر آف کامرس اینڈ انویسٹمنٹ (اے سی سی آئی) کے ساتھ دو طرفہ تجارت کو فروغ دینے اور دونوں ممالک کے درمیان تاریخی اقتصادی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے مفاہمت کی ایک یادداشت (ایم او یو) پر دستخط کیے ہیں۔ یہ معاہدہ نجی شعبے کے تعاون کو وسعت دینے اور سرمایہ کاری کے نئے ذرائع کی نشاندہی کرنے پر توجہ مرکوز کرتا ہے، خاص طور پر قدرتی وسائل اور مینوفیکچرنگ پر زور دیا جاتا ہے۔ نئی دہلی میں مفاہمت نامے پر دستخط کی تقریب کے بعد میڈیا سے بات کرتے ہوئے، ایسوچیمکے صدر نرمل کمار منڈا نے کہا کہ یہ معاہدہ دیرینہ تجارتی تعلقات کو جدید بنانے اور پیمانے کے لیے ایک فریم ورک کے طور پر کام کرتا ہے۔ منڈا نے کہا کہ افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات صدیوں پرانے ہیں۔ "ان تعلقات کو ایک نئی تقویت دینے کے لیے، افغانستان چیمبر آف کامرس اور ہمارے ایسوچیم کے درمیان آج دستخط کیے گئے اس مفاہمت نامے سے ہماری دوطرفہ تجارت میں اضافہ ہوگا۔" دونوں تجارتی اداروں کا مقصد مخصوص صنعتی ضروریات کو پورا کرکے اور دونوں ممالک کے تاجروں کے

درمیان براہ راست مواصلاتی چینلز قائم کرکے موجودہ تجارتی حجم میں نمایاں اضافہ کرنا ہے۔ منڈا نے ذکر کیا کہہمارے دونوں ممالک سے تقریباً ۱ بلین کی تجارت ہوتی ہے۔ جو کہ پچھلے سال سے تھوڑی کم ہے۔ اور خلیجی جنگ کی وجہ سے، درمیان میں یہ قدرے کم تھی۔ لیکن اب مجھے لگتا ہے کہ اس میں مزید اضافہ ہوگا۔ معاہدے کی شرائط کے تحت، دونوں چیمبرز نے باقاعدہ ڈیجیٹل فورمز کے ذریعے باہمی تجارتی مفادات کا جائزہ لینے کے لیے ایک فوری ٹائم لائن قائم کی۔ یہ ابتدائی مشاورت زمینی سطح کے مواقع تلاش کرنے کے لیے ایک ہندوستانی تجارتی وفد کو افغانستان بھیجنے کی فزیبلٹی کا تعین کرے گی۔ منڈا نے کہا، "ہم اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ ہم اپنے ہدف کو کیسے دوگنا کرسکتے ہیں۔ لہذا ہم اپنی ایسوسی ایشن کے ہر رکن کے ساتھ بات چیت کریں گے۔ انہوں نے اپنے تین فوکس سیکٹرز کی نشاندہی کی ہے: کان کنی، تیل اور گیس، اور چینی۔

ملکہ میکسیما نے ہندوستان کے ڈیجیٹل پبلک انفراسٹرکچر کی تعریف کی

ممبئی۔ ۲۴؍جون۔ ایم این این۔ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کی مالیاتی صحت کی خصوصی ایلچیکے طور پر ہندوستان کے اپنے تین روزہ دورے کے ایک حصے کے طور پر، نیدرلینڈ کی ملکہ میکسیما نے مالیاتی شمولیت اور ڈیجیٹل پبلک انفراسٹرکچر میں ہندوستان کی پیشرفت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اگلا چیلنج ان پیش رفتوں کو یقینی بنانا ہے لوگوں کی زندگیوں کو بہتر بنانا۔ منگل کو میڈیا سے بات کرتے ہوئے، انہوں نے کہا، "میں ہندوستان میں واپس آکر بے حد خوش ہوں۔ میں مالیاتی شمولیت پر ہندوستان کے ساتھ کافی عرصے سے کام کر رہی ہوں۔ اب، یہ مالیاتی صحت کے بارے میں ہے، جو بہت اہم ہے... آپ نے ڈیجیٹل پبلک انفراسٹرکچر کے ساتھ ایک شاندار کام کیا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں کی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لیے اسے کیسے بنایا جائے اور استعمال کیا جائے۔" جب ان سے فیفا ورلڈ کپ میں ہالینڈ کی فٹ بال ٹیم کی کارکردگی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے میڈیا کو بتایا، "ہمیں فائنل میں پہنچنے کی امید ہے، ہمیں ابھی بہت طویل سفر طے کرنا ہے۔" ہالینڈ کے رائل ہاؤس آف دی آفیشل پریس ریلیز کے مطابق، یہ دورہ، جو کہ حکومت ہند کی دعوت پر ۲۳ جون سے ۲۵ جون تک ہو رہا ہے، ہندوستان کی مالیاتی اشتہاراتی ترقی پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ ریلیز میں بتایا گیا کہ تقریباً ۸۹ فیصد ہندوستانیوں کے پاس اب بینک اکاؤنٹ ہے اور ان کے پاس جن دھن، آدھار اور یونیفائیڈ پیمنٹس انٹرفیس (یوپی آئی(جیسے اقدامات کی مدد سے قرضوں، بچت کی مصنوعات، انشورنس اور پنشن تک رسائی میں بہتری آئی ہے۔ یہ دورہ مالیاتی خدمات کے معیار کو بہتر بنانے پر مرکوز ہے تاکہ لوگ بہتر طریقے سے آمدنی اور اخراجات کا انتظام کرسکیں، بچت کرسکیں، ذمہ داری سے سرمایہ کاری کرسکیں اور اپنے مالی مستقبل کو محفوظ بناسکیں۔ منگل کو ممبئی میں، ملکہ میکسیما نے نرسوں اور نوجوان پیشہ ور افراد سے ملاقات کی جو ڈیجیٹل مالیاتی پلیٹ فارمز جیسے 'SalarySe' اور 'Jupiter Money' کا استعمال کرتے ہوئے مالیات کا انتظام کرنے، بچت کرنے اور سرمایہ کاری کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ اس نے خواتین اور دیہی برادریوں کو درپیش مالیاتی صحت کے چیلنجز، ذاتی نوعیت کے مالی مشورے فراہم کرنے میں مصنوعی ذہانت کے کردار، اور ڈیجیٹل فراڈ کو روکنے اور تحفظ فراہم کرنے کے اقدامات پر بات چیت میں بھی حصہ لیا۔

اب ہمارے پاس سبز اسٹریٹجک شراکت داری ہے

ناروے کیسفیر نے ہندوستان کے ساتھ تاریخی تعلقات کو اجاگر کیا

نئی دہلی۔ ۲۴؍جون۔ ایم این این۔ ہندوستان میں ناروے کی سفیر مے ایلن سٹینر نے بدھ کے روز دونوں ممالک کے درمیان "سبز اسٹریٹجک شراکت داری" کی تعریف کی اور کہا کہ یہ پائیدار ترقی اور ماحولیاتی تعاون کے لئے گہری وابستگی کو تقویت دیتا ہے۔ یہ تعاون اس کے بعد ہے جسے سفیر نے گزشتہ ماہ وزیر اعظم نریندر مودی کے ناروے کے "تقریباً تاریخی" دورے کے طور پر بیان کیا، جو ۴۳ سالوں میں اس طرح کا پہلا اور وزیر اعظم کی تیسری مدت کے دوران پہلا دورہ تھا۔ "گزشتہ ماہ وزیر اعظم نریندر مودی کا ناروے کا دورہ تقریباً تاریخی تھا کیونکہ پچھلی بار کسی ہندوستانی وزیر اعظم نے ناروے کا دورہ کیا تھا اور پہلی بار مودی نے اپنی مدت ملازمت میں تیسری بار معاہدہ کیا تھا۔ اب ہمارے پاس ناروے اور ہندوستان کے درمیان سبز اسٹریٹجک شراکت داری ہے۔ اس فریم ورک پر روشنی ڈالتے ہوئے، انہوں نے کہا، "یہ اس کام کو تقویت دے رہا ہے جو ہم پہلے ہی گرین انرجی، بلیو اکانومی، گرین میری ٹائم انڈسٹریز، اور سرکلر اکانومی اور عمومی طور پر پائیدار ترقی کے لیے مل کر کر رہے ہیں۔" ماحولیاتی ایجنڈے سے ہٹ کر، سفیر نے یورپی یونین اور ہندوستان کے درمیان تجارتی مذاکرات کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ یہ نوٹ کرتے ہوئے کہ ناروے یورپی اقتصادی علاقے کے ذریعے یورپی یونین سے "مضبوط طور پر جڑا ہوا" ہے، سفیر نے اس بات پر زور دیا کہ ناروے کے لیے موجودہ سب سے اہم سنگ میل انڈیا۔ ای ایف ٹی اے تجارتی اور اقتصادی شراکت داری معاہدہ ہے۔ یہ گزشتہ سال، یکم اکتوبر کو نافذ ہوا، اور یہ پہلے ہی نافذ ہو چکا ہے۔ تو ہم اس پر بہت خوش ہیں۔ ہم یوروپی ممالک کے پہلے گروپ میں شامل ہونے پر بہت خوش ہیں جن کے تعلقات اور تجارتی تعلقات بلند ہیں اور ہندوستان کے ساتھ سرمایہ کاری کے حوالے سے بھی۔

* بیدار دل کی تلاش *

محمد علی شیر قادری نظامی سکونت: روضہ شریف، مہوتری نیپال

انسان اس کائنات کی تمام مخلوقات میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس کی عظمت نہ اس کے جسم میں ہے، نہ اس کی شکل و صورت میں اور نہ اس کی ظاہری قوت میں، بلکہ اس کی اصل عظمت اس دل میں پوشیدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا مرکز اور محبتِ الٰہی کا مسکن ہے۔ یہی دل انسان کو فرش سے اٹھا کر عرش کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے اور یہی دل جب غفلت کی تاریکیوں میں ڈوب جائے تو انسان کو حیوانیت کی پستیوں میں گرا دیتا ہے۔ اسی لیے اہلِ تصوف نے ہمیشہ دل کی اصلاح، دل کی زندگی اور دل کی بیداری کو دین کا بنیادی مقصد قرار دیا ہے۔ بزرگانِ دین کا ایک نہایت حکمت بھرا ارشاد ہے: "اپنے دلوں کو تین جگہوں میں تلاش کرو؛ قرآن سننے کے وقت، ذکر کی محفلوں میں اور تنہائی کے اوقات میں۔ اگر ان تینوں جگہوں میں نہ پاؤ تو اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمہیں بیدار دل عطا فرمائے کیونکہ تم دل سے محروم ہو۔" یہ چند الفاظ درحقیقت ایک مکمل روحانی دستور ہیں۔ اس مختصر سی نصیحت میں سالک کے لیے اپنے باطن کا محاسبہ کرنے کا ایک ایسا معیار بیان کر دیا گیا ہے جس کے ذریعے وہ جان سکتا ہے کہ اس کے دل میں زندگی باقی ہے یا وہ غفلت کی دبیز چادروں میں لپٹ چکا ہے۔

قرآن کریم اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ یہ صرف پڑھنے یا سننے کے لیے نازل نہیں ہوا بلکہ دلوں کو زندہ کرنے کے لیے نازل ہوا ہے۔ جب ایک زندہ دل انسان قرآن سنتا ہے تو اس کے باطن میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ کبھی خوفِ خدا سے دل کانپ اٹھتا ہے، کبھی رحمتِ الٰہی کی بشارت سن کر امید کے چراغ روشن ہو جاتے ہیں اور کبھی اپنے گناہوں کا احساس آنکھوں کو اشکبار کر دیتا ہے۔ قرآن کی آیات دراصل وہ بارش ہیں جو دل کی خشک زمین کو سیراب کرتی ہیں۔ جس طرح مدتوں سے بنجر پڑی زمین بارش کے چند قطروں سے سرسبز ہو جاتی ہے، اسی طرح غفلت کے صحرا میں بھٹکنے والا دل قرآن کے نور سے زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ اہلِ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن کی تلاوت سن کر دل میں کوئی حرکت پیدا نہ ہو، اگر آیاتِ عذاب سن کر خوف پیدا نہ ہو اور آیاتِ رحمت سن کر امید نہ جاگے تو انسان کو اپنے دل کی فکر کرنی چاہیے۔ کیونکہ قرآن کا اثر نہ ہونا دل کی بیماری کی علامت ہے، اور بیمار دل اپنے مالک سے دوری کا اعلان کرتا ہے۔ پھر دوسری جگہ ذکر کی محفلیں ہیں۔ ذکر دراصل روح کی غذا اور دل کی حیات ہے۔ جس دل میں اللہ کا ذکر آباد ہو جائے وہاں دنیا کی محبت خود بخود کم ہونے لگتی ہے۔ ذکر کی محفلیں زمین پر جنت کے باغات کی مانند ہیں۔ وہاں زبانیں اگرچہ ذکر کرتی ہیں مگر حقیقت میں دل بیدار ہوتے ہیں، روحیں منور ہوتی ہیں اور بندے اپنے رب کے قریب ہو جاتے ہیں۔ کتنے ہی سخت دل ایسے ہیں جو وعظ سے نرم نہ ہوئے مگر ذکر کی چند ساعتوں نے ان کی زندگی بدل دی۔ کتنی ہی آنکھیں ایسی ہیں جو دنیا کے غموں پر نہ روئیں مگر ذکر کی محفل میں اللہ کی یاد نے انہیں اشکبار کر دیا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ذکر ایک ایسی آگ ہے جو دل سے غیر اللہ کی محبت کو جلا دیتی ہے۔ جب بندہ مسلسل اللہ کا نام لیتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کے دل سے دنیا کے بت ٹوٹنے لگتے ہیں، خواہشات کی گرفت کمزور ہونے لگتی ہے اور محبتِ الٰہی کی روشنی پورے وجود کو منور کر دیتی ہے۔ اگر کسی شخص کو ذکر کی محفل میں سکون، انس، عاجزی اور اللہ کی طرف میلان محسوس ہوتا ہے تو یہ دل کی زندگی کی نشانی ہے۔ لیکن اگر ذکر کے ماحول میں بھی دل پراگندہ رہے، طبیعت بے زار ہو اور روح کو کوئی لذت محسوس نہ ہو تو یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ دل ابھی مزید اصلاح اور مجاہدے کا محتاج ہے۔ تیسرا مقام تنہائی ہے، اور یہی دراصل انسان کی حقیقت کو سب سے زیادہ واضح کرتا ہے۔ مجمع میں ہر شخص نیک بن سکتا ہے، لوگوں کے سامنے ہر شخص عبادت گزار دکھائی دے سکتا ہے، مگر جب بندہ تنہا ہوتا ہے تو اس وقت اس کے دل کی اصل کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ رات کی خاموشی، سحر کی ساعتیں، تنہائی کے لمحات اور اللہ کے حضور بیٹھ کر اپنی زندگی کا جائزہ لینا، یہ وہ مواقع ہیں جہاں انسان اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اولیائے کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روحانی ترقی کا بڑا راز خلوت اور تنہائی تھی۔ وہ راتوں کو اٹھ کر اپنے رب سے سرگوشیاں کرتے، اپنے گناہوں پر آنسو بہاتے اور اپنے دل کو اللہ کی یاد میں ڈبو دیتے تھے۔ تنہائی میں جب بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس کا دل دنیا کے شور سے نکل کر قربِ الٰہی کی وادی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر خلوت میں دعا کی لذت نصیب ہو، اگر تنہائی میں آنکھیں اشکبار ہو جائیں اور اگر خاموش لمحوں میں اللہ کی یاد دل کو بے چین کر دے تو سمجھ لینا چاہیے کہ دل ابھی زندہ ہے۔ لیکن اگر قرآن کے سامنے بھی دل خاموش رہے، ذکر کی محفل میں بھی بے کیف رہے اور تنہائی میں بھی اللہ کی یاد نصیب نہ ہو تو پھر انسان کو اپنے حال پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اس حکمت بھری نصیحت کا آخری جملہ انسان کو جھنجھوڑ دیتا ہے کہ "اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمہیں بیدار دل عطا فرمائے کیونکہ تم دل سے محروم ہو۔" یہ محرومی مال و دولت کی محرومی نہیں، یہ دنیاوی آسائشوں کی محرومی نہیں، بلکہ یہ اس نعمت کی محرومی ہے جو تمام نعمتوں سے بڑی ہے۔ مردہ دل والا انسان بظاہر چلتا پھرتا ہے، کھاتا پیتا ہے، دنیا کے معاملات انجام دیتا ہے، مگر روحانی اعتبار سے وہ ایک ویران کھنڈر کی مانند ہوتا ہے جہاں نہ محبت کے پھول کھلتے ہیں، نہ معرفت کے چشمے بہتے ہیں اور نہ قربِ الٰہی کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے بندے کو چاہیے کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کے ساتھ دعا کرے: "اے اللہ! میرے دل کو زندہ فرما۔ اسے اپنے ذکر کا ذوق عطا فرما۔ قرآن کی تاثیر میرے باطن میں اتار دے۔ میری تنہائیوں کو اپنی محبت سے آباد فرما اور میرے سینے کو اپنے نورِ معرفت کا مسکن بنا دے۔" جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کرم فرماتا ہے تو مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں، خشک آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور غفلت میں ڈوبا ہوا انسان محبت و معرفت کی راہوں کا مسافر بن جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی کامیابی زندہ دل کا حصول ہے، کیونکہ زندہ دل ہی اپنے رب کو پہچانتا ہے، اسی کی طرف جھکتا ہے اور اسی کی رضا میں اپنی نجات تلاش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا قلبِ سلیم عطا فرمائے جو قرآن سے متاثر ہو، ذکر سے منور ہو، خلوت میں اپنے رب سے وابستہ ہو اور زندگی کے ہر لمحے میں اسی کی طرف متوجہ رہے۔ آمین ***

حسین بن علی سے بڑی عقیدت ہے
نبی کے وہ ہے نواسے ہمیں محبت ہے

بتائے نانا کی امت کو آپ کا جذبہ
حسین آؤ ہمیں آپ کی ضرورت ہے

وہاں دبے گی نہیں اور کہیں جھکے گی نہیں
رسول پاک کی لوگو جہاں بھی امت ہے

کٹے گا سر یہ رہے حق میں پر جھکے گا نہیں
حسین بن علی کی یہی شہادت ہے

خدا کے حکم سے حق پر مٹی حسینی فوج
نہ بھول پائیں گے تحسین یہ حقیقت ہے،،

* محمد تحسین رضا قادری رفاعی
* مدرس دارالعلوم ضیاء مصطفیٰ
فہیم آباد کالونی کانپور
۹۸۳۸۰۹۹۷۸۶

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810